سرخپوش کسان آبادی کا پہلا معرکۂ آزادی

تحریک غلّہ ڈھیر

مفتی اعظم علامہ عبدالرحیم پوپلزئی کی سیاسی زندگی کا ایک باب
خفیہ تاریخی رپورٹوں کے ساتھ

رام سرن نگینہ

سرخپوش کسان آبادی کا پہلا معرکہ آزادی

تحریک غلہ ڈھیر

(مفتی اعظم علامہ عبدالرحیم پوپل زئی کی سیاسی زندگی کا ایک باب
خفیہ تاریخی رپورٹوں کے ساتھ)

رام سرن نگینہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	=	تحریک غلہ ڈھیر
تعداد	=	500
مولف	=	رام سرن نگینہ
تاریخ اشاعت	=	مئی 1994ء
ناشر	=	المحمود اکیڈمی۔ عزیز مارکیٹ ۔اردو بازار ۔لاہور
باہتمام	=	حافظ محمود اشرف ۔ محمد ادریس اعوان
قیمت	=	65 روپے

حضرت امام حریت مفتی عبدالرحیم پوپلزئی کی
50 ویں برسی کے موقع پر

کتابتُون

پښتو فکری جرگه

گلشن حدید بن قاسم کراچی

انتساب

مظلوم کسانوں کے نام

فہرست مضامین

	صفحہ نمبر
انتساب	3
میرا مدعا	15
مقدمہ	17
غلہ ڈھیر کی جغرافیائی حالت	20
غلہ ڈھیر کی سیاسی اہمیت	〃
غلہ ڈھیر کے کسان اور کانگرس	21
غلہ ڈھیر کی ملکیت کا سوال	〃
صوبہ سرحد میں انگریزوں کی آمد	〃
مظالم کی ابتدا :-	23
اقتصادی بد حالی کا دور	〃
ابتدائے کشمکش اور انتہائی تشدد	24
باہمی کشمکش اور انفرادی جدوجہد	25
نواب طورو کے مظالم	〃
سوشلسٹ پارٹی کا قیام	26
ڈاکٹر خان صاحب سے ملاقات	27
نواب طورو کے پاس وفود	〃

سیاہ قوانین کی منسوخی	//
سوشلسٹوں کے متعلق کانگرس کا رویہ	28
کانگرس سوشلسٹ پارٹی	//
سیاسی سرگرمیاں	30
درپردہ سازشیں	31
سوشلسٹ پارٹی کا انعقاد	//
خفیہ سرکلر	32
خود غرض کانگرسیوں میں خوف و ہراس	//
سرخپوش سوشلسٹ نہیں بن سکتے	33
نواب طورو کو چیلنج	34
وار کونسل کا قیام	35
وار کونسل کی نوعیت	//
ممبران کے اسمائے گرامی	36
آئین نو کا نفاذ	//
کانگرس وزارت اور کسان	37
دو سو کسانوں کی بیدخلی	//
پہلی بیدخلی	38
مطالبات	//

پراونشل کانگرس کے نام خط	39
کسان ایجی ٹیشن کی مخالفت	40
خرمن امن میں چنگاری	〃
سرخپوش کسانوں کو تنبیہہ	〃
دوسری گرفتاری	41
آنریبل وزیراعظم	〃
تیسری گرفتاری	42
پہلا ڈکٹیٹر	〃
قانون بیدخلی کی خلاف ورزی	43
مطالبات	〃
مولانا پوپلزئی غلہ ڈھیر میں	44
کسانوں کا عظیم الشان اجتماع	45
سوشلسٹ پارٹی کی میٹنگ	46
پارٹی کا فیصلہ	47
ہماری روانگی	〃
دیہاتی دورہ	48
ستیہ آگرہیوں کو سزائیں	49
چیف منسٹر کی آمد	50

نمائندگی کا حق	51
سزایابی	52
دیہاتوں میں کسان تنظیم	〃
شکایات	53
مطالبات	〃
خان گڑھی کی شکایات	〃
موضع گدر کی شکایات	54
وار کونسل کا اجلاس	〃
دیہاتی دورہ کے اثرات	55
بدسلوکی کے خلاف احتجاج	56
نواب طورو کو نوٹس	57
پروگرام	58
اعلان مظاہرہ	〃
منشی احمد دین کی تقریر	59
رجعت پسند کانگرسیوں کی گھبراہٹ	
پرامن مظاہرہ کا پرچار	61
کسانوں کی گرفتاری	〃
ہماری گرفتاری	62

وزارت کی سختگیرانہ پالیسی	63
وارنٹ گرفتاری	64
مظاہرہ کے خلاف سازشیں	65
کامیاب مظاہرہ	66
نواب طورو کی تقلید	67
جیل افسران کا رویہ	//
جیل میں ہماری پوزیشن	68
مقدمہ کی سماعت	69
سوشلسٹ رہنماؤں کو سزائیں	70
سپیشل کلاس کا سوال	71
عدالت میں بیان	72
چشم دید واقعات	73
بیانات	74
۳۰ اگست کا خونی منظر	76
مستورات پر تشدد	77
جتھہ کی روانگی	78
وزیراعظم کی دھمکی	//
عورتوں کی بے عزتی	79

انتہائی تشدد	
فخر افغان غلہ ڈھیر میں	
عبدالغفور آتش کا بیان	
کسان ستیہ آگرہیوں کا مقدمہ	81
سزائیں	82
ہلچل و ہنگامہ	83
گواہان صفائی	//
دوسرا حصہ :-	//
تحریک کا اثر	84
پارٹی کا فیصلہ	//
پارٹی کی اپیل کا اثر	85
پارٹی پوزیشن	//
التوائے جنگ کی درخواستیں	
اخبارات کی اپیلیں	//
مخالفانہ سرگرمیاں	87
ہماری جیل زندگی	88
وہی رنگ ڈھنگ	//
باہر کے حالات	90

خطرناک سازشیں	91
پولٹیکل پرزنرز کانفرنس	〃
ریزولیوشن متعلقہ کسان ایجی ٹیشن	92
تائید	93
قرارداد	〃
منشی احمد دین کی تقریر کا اقتباس	94
جے بخاری کی تقریر	95
تحقیقاتی کمیٹی کی آمد	96
خیالات	〃
وزیراعظم سے ملاقات	97
پشاور سنٹرل جیل	〃
سوشلسٹوں کا جلسہ	98
تقریر	〃
وزیراعظم کی مہلت	99
مہاتما گاندھی کی تشریف آوری	〃
گاندھی جی روانگی	100
سمجھوتہ کی کوششیں	101
بانی تحریک سے ملاقات	102

جیل میں ڈاکٹر خان کی آمد	102
مشروط طور پر رہائی	104
سوشلسٹوں سے جھڑپ	//
ممبران اسمبلی جیل میں	105
اچانک رہائی	//
ہماری رہائی	//
بخشی صاحب کی گرفتاری	106
مولانا پوپلزئی کا دوسرا بیان	107
میرا بیان	108
اصلی پوزیشن	//
آخری فیصلہ	109
منتشر اوراق	110
مہاتما گاندھی کے نام جیل سے پیغام	111
جیل خانہ جات سرحد میں ستیہ آگرہی اسیر کی حالت	114
ہری پور سنٹرل جیل کے مظالم کی داستان	//
زمانہ قدیم کا تشدد	115
تصویر کے دو رخ	117
خوانین جرگہ	//

ضلع مردان کا ریزولیوشن	117
قرارداد	//
پراونشل کا ریزولیوشن	118
خان عبدالغفار خان صاحب غلہ ڈھیر میں	119
سرخپوشوں کو دھمکی	//
کسان تحریک کی حمایت کرنے والے کانگرسی	//
حکومت سے مطالبہ	120
کھلی چٹھی	//
عدم اعتماد کی تحریک	122
سخت گیرانہ پالیسی	123
غلہ ڈھیر ایجی ٹیشن کے سلسلے میں	124
سوشلسٹوں کی پرزور مذمت میں ڈاکٹر خان صاحب کا بیان	//
دردناک چٹھیاں	125
اخبارات کی ارائیں	127
تحریک کے سرکردہ کارکنان و رہنما	130
کسانوں سے اپیل	
انتقام اے انتقام	132
ضمیمہ	134

مردان میں یوم آزادی کا جلسہ 135
ضمیمہ مرتب طبع دوم 140
معرکہ غلہ ڈھیر سرحد اسمبلی میں ! 148
تحریک غلہ ڈھیر کی خفیہ ڈائری 180
پختون خواہ کے کسان رہنما 227

کتابتون
پښتو فکري جرګه
گلشن حدید بن قاسم کراچی

میرا مدعا

غلہ ڈھیر کسان ایجی ٹیشن کے متعلق طبقہ خوانین اور صوبہ کانگرس کے ذمہ دار اصحاب نے مشترکہ محاذ بناکر بے بنیاد اور گمراہ کن پروپیگنڈا کیا۔ رہنمایان ایجی ٹیشن کے خلاف زہر چکانی کرتے ہوئے عوام میں یہ غلط فہمی پھیلانے کی بے سود کوشش کی گئی کہ کسانوں کو نواب آف طورو کی اراضیات پر زبردستی قابض ہوجانے کی تلقین کی جارہی ہے۔

یہ حقیقت ہے اور اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔

ان حالات کے پیش نظر یہ ضروری سمجھا گیا کہ عوام میں پھیلائی گئی غلط فہمی کا ازالہ کیا جائے اور اجرائے ایجی ٹیشن کے اصلی مقصد سے عوام کو روشناس کرایا جائے تاکہ سادہ لوح عوام اور بیدار مغز سیاسی رفقاء

کسان ایجی ٹیشن اور کانگرس وزارت

سوشلسٹ پارٹی۔ اور پراونشل کانگرس کی جدگانہ روش

صداقت پسند کانگرسیوں کا طرز عمل ۔ اور رجعت پسندوں کی مخالفانہ سرگرمیاں ۔

کانگرس انتخابی منشور اور کابینہ سرحد کا پروگرام و دیگر ضروری مسائل سے صحیح طور پر واقف ہوسکیں ۔

اسی مقصد کیلئے کتاب ہذا کو تصنیف کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ کہہ دینا ازحد ضروری سمجھتا ہوں کہ زیر نظر کتاب تحریر کرتے وقت مبالغہ سے کام نہ لیتے ہوئے اصلی اور ٹھوس واقعات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اکثر واقعات چشم دید لکھے گئے ہیں ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض حالات میں بحالت مجبوری اظہار حقیقت کرتے ہوئے کانگرس پر نکتہ چینی کی گئی ہے لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ میرا مدعا کانگرس کی توہین کرنا، کابینہ قومیت کو نقصان پہنچانا اور کانگرس کو کمزور کرنا ہے۔

ایک سچے اور دیانتدار کانگرسی کا جہاں یہ فرض ہے کہ کانگرس کے ہر حکم کی بلا چون وچرا تعمیل کر کے ملک اور ملت کی صحیح خدمت انجام دے۔ وہاں اس کا یہ فرض بھی اولین ہے کہ کانگرس کے غلط اقدامات پر مخلصانہ نکتہ چینی کر کے ان تمام عیوب سے پاک کرنے کی انتہائی کوشش کرے جس سے کانگرس وقار کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو اور مخالفین کانگرس کو زہر چکانی کا موقع ملے۔(نگینہ)

پشاور مورخہ ۹ مئی ۱۹۳۹ء

اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض حالات میں بحالت مجبوری اظہار حقیقت کرتے ہوئے کانگرس پر نکتہ چینی کی گئی ہے لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ میرا مدعا کانگرس کی توہین کرنا، کابینہ قومیت کو نقصان پہنچانا اور کانگرس کو کمزور کرنا ہے۔

ایک سچے اور دیانتدار کانگرسی کا جہاں یہ فرض ہے کہ کانگرس کے ہر حکم کی بلا چون وچرا تعمیل کر کے ملک اور ملت کی صحیح خدمت انجام دے۔ وہاں اس کا یہ فرض بھی اولین ہے کہ کانگرس کے غلط اقدامات پر مخلصانہ نکتہ چینی کر کے ان تمام عیوب سے پاک کرنے کی انتہائی کوشش کرے جس سے کانگرس وقار کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو اور مخالفین کانگرس کو زہر چکانی کا موقع ملے۔(نگینہ)

پشاور مورخہ ۹ مئی ۱۹۳۹ء

مقدمہ

از مفتی اعظم علامہ عبدالرحیم پوپلزئی

خلش غمزہ خون ریز نہ پوچھ

دیکھ خونتابہ فشانی میری

طاقتور اور کمزور کی باہمی آویزش کو حیرت کی نگاہ سے دیکھنے والے تو ہی بتا کیا گرجتی ہوئی گھنگھور گھٹاؤں میں چھپے ہوئے برقی شرارے اپنی پر آشوب بیتابیوں کو قابو میں رکھ سکتے ہیں؟ نہیں تو مادر وطن کے وہ ہونہار فرزند جنہوں نے اپنی جانیں آزادی کی بھینٹ چڑھا کر عہد شباب کی تمام امنگوں کو خاک میں ملادیا کس طرح اپنے ولولوں کو دبا سکتے ہیں۔

غلہ ڈھیر کے مظلوم کسانوں کی حالت بھی اس درجہ نازک صورت اختیار کر چکی تھی کہ دنیا اس کے تصور سے لرزہ بر اندام تھی۔ حالات یہ بتلا رہے تھے کہ اگر کسانوں کی بےچینی اسی طرح بڑھتی چلی گئی تو کچھ دور نہیں کہ ایک دن بجلی کی طرح خانیت وسامراج کے گھنے وسیاہ پردوں کو پھاڑ پھاڑ کر جبرواستبداد کی مضبوط چٹانوں کو آن کی آن میں تودہ خاک بنا دے۔ کس کو باور تھا کہ کسانوں کا جوش وخروش اس کھولتے ہوئے پانی کی طرح نہیں جو ایک ابال میں امنڈ آتا ہے۔ مگر ہلکی سے ہلکی پھونک کی تاب نہیں لاسکتا۔ ظاہر میں دنیا یہ سمجھ رہی تھی کہ یہ ہل چل بھی اس تڑپتی ہوئی لاش کی کروٹوں سے ملتی جلتی ہے جس کو بیرحم قاتل کی تیز دھار تلوار نے کاری سے کاری زخموں سے نڈھال کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا ہو، لیکن جو نگاہیں واقعات کی سطح تک پہنچنے ہی بے فروغ ہوجائیں۔ ان کو تہہ کی گہرائیوں تک پہنچنے کی تاب کہاں!

یہ خبط عموماً ان طبیعتوں کا طغرائے امتیاز رہا ہے جن کے دماغوں میں جنون سرمایہ پرستی نے فہم وبصیرت کی شعاعوں کو مدہم کردیا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کتنا ہی سمجھدار اور سیانا کیوں نہ ہو ماحول کے اثر سے وجدانی ذوق اور طبعی کیفیتوں کو کھو بیٹھتا ہے ۔ ورنہ یہ بات کس سے چھپی ہے کہ سو سال پہلے جو مزدوروں و کسانوں کی بے حسی و بے بسی تھی اب وہ نہیں رہی۔ ہندوستان ذہنیت کے لحاظ سے بہت آگے جاچکا ہے ۔ وہ یہ سمجھ چکا ہے کہ دنیا کو امن کا اطمینان دلانے والا انقلاب مزدور و کسان کا انقلاب ہی ہوسکتا ہے۔ اجتماع انسانی کی پرانی مشینری لاکھوں چالیس چلکر فرسودہ و بیکار ہوچکی ہے۔ اب کوئی مشکل نہیں کہ اس کے زنگ آلود پرزے نکال پھینک کر نیاڈھانچہ قائم کر دیا جاوے ۔

بہر حال جو لوگ حالات کی نزاکتوں کو سمجھنا نہ چاہیں وہ حالات کا لحاظ کسطرح رکھ سکتے ہیں۔ تاہم غلہ ڈھیر میں کسان ایجی ٹیشن کی موجودہ رو داد نے اپنے رنگ میں جن حالات کا انکشاف کیا ہے ان سے بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ ناظرین سے استدعا ہے کہ اثنائے مطالعہ میں جہاں اور شبہات کا ازالہ چاہیں وہاں مندرجہ ذیل سوالوں کو بھی روداد سے حل کرنے کی کوشش کریں ۔

(۱) غلہ ڈھیر میں کسان ایجی ٹیشن کیوں ہوا (۲) کس طریقے سے ہوا؟ (۳) ملتوی کیوں ہوا۔؟ (۴) کسانوں نے آئین و پروگرام کا کہا تک احترام کیا۔؟ اس کے علاوہ ہم نے یہ بھی سوچنا ہے کہ اس مختصر سے زمانہ امتحان میں حوادث نے ہمارے لئے کیا کیا عبرت کے سامان فراہم کئے۔

یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ کسان تحریک کے برخلاف عام طور پر دو

ہی قسم کے حربے استعمال ہوئے۔ (۱) تشدد (۲) غلط پروپیگنڈا، لیکن قدرت کاملہ کا یہ تکوینی اصول ہے کہ جس طرح وہ آگ سے پانی اور پانی سے ہوا کو جنم دیکر کیفیتوں اور مزاجوں کو یکدم الٹ دیتی ہے،اسی طرح تشدد سے انقلاب اور انقلاب سے پر امن دنیا بساکر انسان کے عمرانی جغرافیے کا بھی رنگ بدل دیتی ہے ۔ روداد نے اس بات کو کافی وضاحت کے ساتھ بیان کردیا ہے کہ غلہ ڈھیر میں کسان ایجی ٹیشن کو حکومت اور نواب طورو دونوں کے متفقہ تشدد اور غلط پروپیگنڈے نے دبانا تو کیا! الٹا جلتے توے پر تیل کاکام کیا۔ بہرحال رو داد کے مضامین جو مؤلف نے مجھے پڑھ کر سنائے کافی توق کے ساتھ کہاجاسکتا ہے کہ

اسلوب بیان میں جو کہیں کہیں تلخی ہے سو بیجا نہیں۔ خطاب بچوں سے نہیں کہ میٹھی میٹھی باتوں سے بہلایاجائے۔

ارباب بلا کی نظر میں ہزار شیرینیاں ذرہ بھر تلخی پر نثار ہیں

ناظرین سے کامل توقع ہے کہ وہ روداد کے مطالعہ سے کافی سبق حاصل کرنے کی کوشش کرینگے۔

عبدالرحیم پوپلزئی 28/6/39

غلہ ڈھیر کی جغرافیائی حالت اور آبادی:

موضع غلہ ڈھیر مردان سے تین میل جنوب کیطرف واقع ہے ۔ جہاں کی آبادی ایک ہزار کے قریب ہے۔ آبادی تین صد برس پیشتر کی بتائی جاتی ہے ۔ اور اس کے تمام باشندے کمال زئی قوم سے تعلق رکھتے ہیں ۔ درانی حکومت کے زمانہ میں یہ موضع اس علاقہ کا دارالخلافہ تھا۔ گڑھی اسی زمانے کی ایک یادگار ہے۔ یہاں کی زمین آبی، بارانی اور بنجر ہے۔ یہیں سے تین میل کے فاصلے پر کال پانی (ایک ندی کانام ہے کے کنارے موضع طورو واقع ہے۔ جہاں نواب حمیداللہ خان نے رہائش اختیار کر رکھی ہے۔ یہ گاؤں بھی طورو کے اصلی باشندوں کی ملکیت بیان کیا جاتا ہے

غلہ ڈھیر کی سیاسی اہمیت:

غلہ ڈھیر صوبہ سرحد میں بہت بڑی سیاسی اہمیت رکھتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں شہید وطن سرحد کے مایہ ناز سپوت کا مریڈ ہری کشن کا جنم مبارک ہوا جس نے نشہ حب الوطنی میں مخمور ہو کر گورنر آف پنجاب پر فائر کئے تھے ۔ جس کی پاداش میں آپ مسکراتے ہوئے تختہ دار پر لٹک گئے۔ اور ہندوستان کے نوجوانوں میں سیاسی بیداری پیدا کر کے ہمیشہ کیلئے نہ مٹنے والی یاد چھوڑ گئے ۔

اسی سرزمین کو اس امر کا فخر حاصل ہے جہاں کے مظلوم کسانوں نے صوبہ بھر میں پہلی دفعہ سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف اپنے جائز حقوق کیلئے جدوجہد شروع کی ۔

غلہ ڈھیر کے کسان اور کانگرس

سنہ ۱۹۳۰ء کی جنگ آزادی میں جہاں صوبہ سرحد کے باشندوں نے عملی طور پر حصہ لیا ۔ وہاں کسانان غلہ ڈھیر نے آزادی وطن کی اس جدوجہد میں بے مثل قربانیاں دیں۔ اور کانگرس کی جنگ حریت میں اقتصادی نقطہ خیال سے سرگرمی اختیار کی ۔ اسی طرح آزادی کی دوسری جنگ میں قربانگاہ وطن کی بھینٹ ہوئے۔ جیل کی صعوبتیں برداشت کیں ۔ مالی طور پر تباہ و برباد ہوئے ۔ اور کئی کسان اسی جرم کی پاداش میں زمین سے بے دخل کر دیئے گئے ۔ کیونکہ نواب طورو کانگرس کی مخالفت کر کے برطانوی شہنشاہیت کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے تھے ۔

غلہ ڈھیر کی ملکیت کا سوال

موضع غلہ ڈھیر جسے نواب آف طورو کی ملکیت کہا جاتا ہے، حقیقت میں نواب کی ملکیت نہیں۔

اصل واقعات یوں ہیں کہ موجودہ نواب آف طورو کے دادا قادر خان اور بہادر خان دونوں بھائیوں نے دوسری جگہ سے آکر یہاں بودوباش اختیار کی ۔ کچھ عرصہ کے بعد قادر خان نے موضع طورو کو ہی اپنی مستقل جائے رہائش ٹھہرا۔ قادر خان اپنے زمانہ کے ایک اچھے خاصے قدآور اور شکیل نوجوان تھے۔ عام لوگوں سے ان کا طرز سلوک نہایت شریفانہ تھا ۔ اس نے اپنے اخلاق اور حکمت عملی سے بارسوخ آدمیوں کو ساتھ ملا کر خاص طاقت پیدا کر لی ۔ جو بعد میں انگریزوں کے کام آئی ۔

صوبہ سرحد میں انگریزوں کی آمد

۱۸۴۹ء میں ضلع ہزارہ پر قابض ہونیکے بعد انگریز اس علاقہ پر قابض ہوئے۔ پہلے پہل انگریزی قوم نے جس مقام پر پڑاؤ ڈالا اس کا نام تنبولک ہے۔ یہاں آکر انگریزوں نے با اثر لوگوں کو مختلف طریقوں پر خریدنا شروع کردیا۔ خود پرست افراد نے اپنے ذاتی مفاد کے پیش نظر وطن فروشی کرتے ہوئے سادہ لوح عوام کو انگریزی تسلط اور رسوخ کیلئے استعمال کرنا شروع کردیا۔ انگریزی حکومت کی خواہش کے مطابق قادر خان نے بمعہ اپنی پارٹی کے ہر ممکن طریق پر انگریزوں کی امداد کی۔ جس کے صلہ میں اسے ملکی کی پوزیشن دی گئی۔ اب قادر خان ملک قادر خان کے نام سے پکارا جانے لگا۔

(سرسری بندوبست میں ملک قادرخان کی یہی پوزیشن تسلیم کیگئی)

اب ملک قادر خان پورے طور پر انگریزی حکومت کا معاون ومددگار بنگیا اور ساتھ ہی مواضعات غلہ ڈھیر اور طورو کے باشندوں کو ہر جائز وناجائز طریقوں سے انگریزوں کی امداد کرنے پر مجبور کرنے لگا۔ حکومت نے ملک قادر خان کو ان کی خدمات کے عوض میں مالیہ میں ملکی کے لحاظ سے پنجوترہ دینا شروع کردیا۔ اس طرح حکومت اور قادر خان کے مابین دوستانہ تعلقات کی بنیاد پڑی۔ یہی تعلقات بعد میں کسانان غلہ ڈھیر کیلئے باعث تباہی ثابت ہوئے۔ ملک قادر خان کا بیٹا مہابت خان نہایت سمجھدار ہوشیار اور وقت شناس انسان تھا۔ اس نے نئے بندوبست میں متعلقہ افسروں سے سازش کر کے مواضعات غلہ ڈھیر و طورو کی اراضیات کو اپنی ملکیت کا اندراج کرالیا۔

اسوقت غلہ ڈھیر کے چند کسانوں نے اس فیصلہ کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے صدائے احتجاج بلند کی۔ جس کے جواب میں سرکار انگریزی نے کئی کسانوں کو حوالات میں بند کردیا۔ حکومت کے انتہائی تشدد اور خان

پرست زمینداروں کے ظالمانہ رویہ نے باشندگان غلہ ڈھیر کواس حد تک مجبور کردیا۔ کہ وہ حکومت اور طبقۂ خوانین کی ہر جائز ناجائز بات کو بلا چون وچرا تسلیم کرلیں۔

مظالم کی ابتدا: نواب مہابت خان نے غلہ ڈھیر پر قابض ہونے کے بعد کئی اقسام کے ٹیکس لگانے شروع کر دیئے۔ جن کے ادا کرنے کیلئے مزارعین مجبور تھے ۔ ان ٹیکسوں میں ملبہ۔ طورہ۔ ناظرانہ۔ پٹواریانہ۔ بابت ۔ سیرمنی۔ دھڑی وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ غریب مزارعین سے انتہائی تشدد کے ساتھ بیگار لی جاتی تھی ۔ ذراسی بات پر بھاری رقمیں جرمانے کی شکل میں وصول کی جاتیں ۔ جرمانہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں بے کس مزارعوں کو کئی کئی دن تک تنگ وتاریک کوٹھڑیوں میں بند رہنا پڑتا تھا۔

اقتصادی بدحالی کا دور: ۲۹-۱۹۲۸ کو جب کہ تمام دنیا میں اقتصادی بد حالی کا دور شروع ہوا۔ اور اجناس کی قیمتیں گرنی شروع ہوئیں۔ تو ان کسانوں کو سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑا ۔ سردبازاری کیوجہ سے غلہ ڈھیر کے کسانوں کی مالی حالت دن بدن کمزور ہوتی گئی۔ کسانان غلہ ڈھیر نے کئی مرتبہ نواب آف طورو سے درخواست کی ۔ کہ ان کی اقتصادی حالت کمزور ہوجانے کے باعث انہیں کمر توڑ ٹیکسوں اور قرضوں کے بوجھ سے نجات دلائی جائے۔ اس سلسلے میں کئی وفود نواب حمید اللہ خان آف طورو سے ملے اور اپنی مصیبت زدہ حالت کا تذکرہ کیا۔ لیکن کون سنتا ہے طوطی کی نقار خانے کے مصداق ان کی منت وسماجت کا نواب پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے صاف طور پر اپنے مزارعوں سے کہہ دیا۔ کہ جو لوگ کسی قسم کی رعایت چاہتے ہیں۔ وہ فوراً زمین چھوڑ دیں۔

نواب آف طورو کا اپنے مزارعین سے اس قسم کا نفرت انگیز طرز عمل صرف اس لئے نہ تھا کہ وہ ٹیکسوں کی صورت میں زیادہ رقم وصول کر کے دن بدن اپنے سرمایہ میں اضافہ کرتا جائے۔ بلکہ اصل وجہ آباد شدہ کسانوں کو کسی طرح بیدخل کرنے کی تھی ۔ نواب کو ہر وقت یہ خوف رہتا تھا کہ یہ گاؤں ان ہی لوگوں کے آباواجداد کا آباد کردہ ہے۔ کہیں ایسا نہ ہوکہ یہ لوگ گاؤں کی ملکیت کا دعویٰ کر کے از سرنو قابض نہ ہوجائیں۔ اور اس طرح سے غلہ ڈھیر کی اراضیات میرے قبضہ سے جاتی نہ رہیں۔ اسی خیال کے پیش نظر غریب کسانوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے جانے لگے۔ معمولی باتوں پر سنگین جرمانے وصول کئے جانے کا تشدد آمیز سلسلہ جاری کردیا گیا۔

ابتدائے کشمکش اور انتہائی تشدد: ۱۹۳۴ کے وسط میں نواب زادہ محمد اعظم خان نے ایک مزارعہ کو معمولی شکایت پر ۲۰ روپیہ جرمانہ کردیا۔ جرمانہ کی وصولی کے بعد اس شخص نے غصہ کی حالت میں باغ سے کچھ بودے خراب کردیئے۔ جس پر نواب آف طورو نے تمام موضع پر ایک روپیہ فی گھر جرمانہ کردیا۔ اور زبردستی وصولی شروع کر دی ۔ یہاں تک کہ بیوہ عورتوں کو بھی جرمانہ ادا کرنا پڑا۔ کئی بیواؤں نے گندم پیسنے کی چکیاں تک فروخت کردیں۔

پانچ عورتوں نے اپنے بسترے فروخت کر کے جرمانہ ادا کیا۔ یہاں تک ہی نہیں بلکہ نواب کے ملازمین گاؤں میں داخل ہو کر زبردستی لوگوں کے گھروں میں گھس آئے۔ اور وصولی جرمانہ کی شکل میں بیل بھینس گائے و دیگر کئی ضروری اشیاء اٹھا کر چلتے بنے۔ اس سلسلہ میں گاؤں کی مستورات کو بے عزت کیا گیا۔ اور کئی سفید ریش کسانوں کو زدوکوب کیا۔ اس انتہائی تشدد اور

اقتصادی بدحالی کے زمانہ میں بھی غریب مزارعہ تمام ٹیکسوں کی ادائیگی کرتے رہے۔ اس قسم کے دیگر کئی دلخراش واقعات ظہور میں آتے رہے۔

باہمی کشمکش اور انفرادی جدوجہد: کسانان غلہ ڈھیر کئی بار نواب طورو کی متشددانہ پالیسی اور ناجائز ٹیکسوں کی وصولی کے خلاف بطور احتجاج سرکاری افسراں کے پاس وفد کی صورت میں گئے۔ اور اپنی درد بھری داستان کو دہرایا۔ تین بار وفد کی شکل میں گاؤں کی عورتیں بچے اور بوڑھے کسان ڈپٹی کمشنر و اسسٹنٹ کمشنر ضلع مردان کے پاس اپنی شکایات لے کر گئے۔ لیکن ہر بار انہیں مایوس واپس آنا پڑا۔ آخر کار کسانان غلہ ڈھیر نے نواب کے مظالم اور بے انصافیوں کے خلاف جدوجہد شروع کر دی۔ لیکن جلد ہی حکومت اور نواب کی متحدہ طاقت نے کسانوں کی جدوجہد کو دبا دیا۔ اس قسم کی جدوجہد کئی مرتبہ ہوئی۔ اور ہر مقابلہ میں بیچارے کسانوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ ابھی تک کسانوں کا شیرازہ منتشر تھا۔ آپس کے تعلقات نہایت کشیدہ تھے۔ باہمی کشمکش کا زمانہ تھا۔ سرمایہ دارانہ نظام کے ماتحت جیسا اکثر ہوتا ہے نواب حمیداللہ خان ہر وقت ایک دوسرے کو آپس میں کٹ مرنے پر آمادہ رکھتے تھے۔

نواب طورو کے مظالم: جہاں ایک طرف اپنی بساط کے مطابق غلہ ڈھیر کے مزارعین وقتاً فوقتاً نواب کے تشدد اور جابرانہ طرز سلوک کیخلاف اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ وہاں دوسری طرف کسانوں پر دیوانی فوجداری اور بیدخلی کے دعوے دائر کرنا روزمرہ کا شغل تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سلسلہ میں ۶۰ آدمی قید ہوئے۔ دیوانی مقدمات میں کسانوں کے مال مویشی نیلام

کردیئے گئے۔ گاؤں کے سفید پوش کسانوں کو سنگین ضمانتوں کی بنا پر جیل کی تاریک کو ٹھڑیوں کا منہ دیکھنا پڑا۔ ۳۱ مزارعین سے زبردستی اراضیات چھین لی گئیں۔ اور فصل برباد ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ طورو کے نواب حمیداللہ خان نے ایک ایک کسان پر سات سات دیوانی وفوجداری مقدمات دائر کر رکھے تھے۔

سوشلسٹ پارٹی کا قیام : ۱۹۳۵ ء کے شروع میں صوبہ سرحد کے سوشلسٹ خیال نوجوان نے فرنٹیر سوشلسٹ پارٹی کی بنیاد ڈالی۔ اس وقت پبلک ٹرینکو الیٹی ایکٹ کی رو سے پروانشل نوجوان بھارت سبھا اور فرانٹیر کانگرس کمیٹی دونوں جماعتیں خلاف قانون تھیں اور اسی ایکٹ کی بعض دفعات کے ماتحت نوجوان بھارت کے سرگرم کارکن نظر بندی کے ایام گذار رہے تھے۔

۱۹۳۵ء سے لیکر ۱۹۳۷ء اگست تک صوبہ سرحد میں آئینی پابندیاں رہیں۔ ان ہی وجوہ کی بنا پر فرنٹیر سوشلسٹ پارٹی کھلم کھلا کام نہ کر سکی۔ تا ہم پارٹی کے سرگرم کارکنان نے باوجود آئینی پابندیوں میں رہتے ہوئے وقتاً فوقتاً شہر اور دیہاتی حلقوں میں اپنا پرچار جاری رکھا۔ اس سختی کے دور میں پارٹی کے ممبران نے ضلع مردان، تحصیل چارسدہ، ضلع ہزارہ کے کسانوں کی تنظیم کو مضبوط بنانے کیلئے دورے کئے۔ اگرچہ اس سلسلہ میں پارٹی کے کئی ایثار پیشہ ورکروں کو سرحدی حکومت کے عتاب کا شکار ہونا پڑا۔ کئی نوجوان جیل کی کال کوٹھڑیوں میں ٹھونسے گئے۔ اور کئی ایک سرحدی سیاہ قانون کی رو سے جلا وطن کردیئے گئے۔ پارٹی کے انتھک ورکروں کی کوششوں اور مسلسل سرگرمیوں کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ صوبہ کے کسان خصوصاً غلہ ڈھیر کے کسان

اپنے حقوق کو کسی حد تک پہچاننے لگے تھے۔ اور کئی مرتبہ انفرادی طور پر انہوں نے جدوجہد بھی کی۔

ڈاکٹر خان صاحب سے ملاقات: نواب طورو کے نت نئے جبروتشدد سے تنگ آکر غلہ ڈھیر کے مصیبت زدہ کسانوں کا ایک وفد ڈاکٹر خانصاحب کے پاس پیدل چل کر آیا۔ آپ ان دنوں سنٹرل اسمبلی کے ممبر تھے۔ جب کسانوں نے آپ کے سامنے اپنی تکلیفات پیش کیں توآپ نے کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا۔ بلکہ یوں کہکر وفد کو بے نیل ومرام واپس لوٹا دیا کہ یہ معاملہ صوبائی اسمبلی سے تعلق رکھتا ہے۔ واضح رہے کہ اس کے بعد کئی مرتبہ کسانوں کے جتھے ڈاکٹر خانصاحب کے پاس پشاور آتے رہے اور آپ ہر بار اپنی عادت کے مطابق ٹال مٹول کرتے رہے۔

نواب کے پاس وفود: ڈاکٹر خانصاحب کے علاوہ کسانوں کے کئی جتھے نواب آف طورو کے پاس گئے۔ اور ان سے پنی تکلیفات کا اظہار کیا۔ لیکن ہر بار انہیں یہی جواب ملتا رہا کہ وہ اپنے مزارعین سے کوئی رعایت نہیں کر سکتے۔

سیاہ قوانین کی منسوخی: ۱۹۳۷ء کے آخری ایام میں مرحوم سر عبدالقیوم کی وزارت نے یکایک پبلک ٹرنیکو البٹی ایکٹ کی منسوخی کا اعلان کردیا۔ تمام نظر بند نوجوانوں پر سے پابندیاں اٹھالی گئیں۔ صوبہ کانگرس کمیٹی اور اور پراونشل نوجوان بھارت سبھا و دیگر سیاسی انجمنوں کو پابندیوں سے مستثنیٰ قرار دے دیا۔ اب جبکہ کانگرس پر سے پابندیاں اٹھ چکی تھیں فرنٹیر سوشلسٹ پارٹی نے اپنے نام کے ساتھ کانگرس کے لفظ کا اعادہ کردیا۔ اور اپنا الحاق آل

انڈیا کانگرس سوشلسٹ پارٹی سے کرلیا۔

سوشلسٹوں کے متعلق کانگرس کا رویہ: کانگرس سوشلسٹ پارٹی کے پروگرام کے مطابق جہاں ایک طرف کسان جماعتی طور منظم ہونے لگا وہاں دوسری طرف فرنٹیر کانگرس پارٹی کے بعض اعتدال پسند لیڈروں نے کسانوں کو سوشلسٹ لائینوں پر جتھہ بند ہوتے دیکھ کر یہ راگ الاپنا شروع کر دیا کہ کوئی سوشلسٹ جماعتی حیثیت سے کانگرس کے اندر نہیں آسکتا۔ اور نہ ہی کانگرس صوبہ سرحد میں سوشلسٹ پر چار کو برداشت کر سکتی ہے۔ مؤخر الذکر الفاظ کانگرس کے برسراقتدار لیڈروں کی زبانی کئی بار سنے گئے۔ نہ صرف یہ بلکہ عملی طور پر سوشلسٹوں کو کانگرس سے جدا رکھنے کی انتہائی کوشش کی گئی۔ مثال کے طور پر نئی سٹی کانگرس کمیٹی کی تشکیل کیوقت ایک میٹنگ میں جہاں خاص طور پر سوشلسٹوں کو مدعو کیا گیا تھا کھلے الفاظوں میں یہ کہا گیا کہ اس صوبہ میں سوشلسٹ اپنی علیحدہ جماعت رکھتے ہوئے کانگرس کے ممبر نہیں بن سکتے۔ سوشلسٹوں کے خلاف یہ پروپیگنڈہ کافی دیر تک رہا اور پارٹی کے متعلق عوام میں غلط فہمیاں پیدا کیجاتی رہیں۔

کانگرس سوشلسٹ پارٹی: ذیل میں کامریڈ جے پی نرائن کا وہ بیان درج کیا جاتا ہے۔ جو آپ نے سرحد کانگرس کمیٹی کی جدا گانہ پالیسی کے متعلق اخبارات کو دیا تھا۔" صوبہ سرحد میں کانگرس کی غلط فہمی"
" سوشلسٹوں کو ممبر بنانا چاہیئے۔"

(جنرل سیکرٹری آل انڈیا کانگرس سوشلسٹ پارٹی کا بیان)

امرتسر ۲۹ ستمبر: کامریڈ جے پرکاش نارائن جنرل سیکرٹری کانگرس سوشلسٹ

پارٹی نے مندرجہ ذیل بیان دیا ہے۔ مجھے فرنیٹر کانگرس سوشلسٹ پارٹی سے موصول شدہ ایک خط سے پتہ چلتا ہے کہ صوبہ سرحد کے چند کانگرسی لیڈر سوشلسٹوں پارٹی کے ممبروں پر کانگرس میں شامل ہونے کیلئے پابندی عائد کر رہے ہیں۔ متعلقہ کانگرسی اصحاب کسی غلط فہمی کا شکار ہوگئے ہیں ۔ ان کو یاد رکھنا چاہئیے کہ کانگرس سوشلسٹ پارٹی کے ممبر ہر صوبہ میں خالی کانگرس کے ممبر ہی نہیں بلکہ کانگرس کے ذمہ دار عہدیدار ہیں ۔ میں امید کرتا ہوں کہ سرحدی رہنماؤں کی غلط فہمیاں بہت جلد دور ہوجائینگی۔ (چ) ملاپ یکم اکتوبر ۱۹۳۷ء

صوبہ سرحد میں جب پہلی مرتبہ کامریڈ جو ہر لعل نہرو تشریف لائے۔ تو کانگرس سوشلسٹ پارٹی صوبہ کے قائداعظم حضرت مولانا عبدالرحیم پوپلزئی نے مقامی ورکرز کی ایک میٹنگ میں جو ہر لعل نہرو سے دریافت کیا کہ کیا سوشلسٹ جماعت کے ورکر جماعتی حیثیت سے کانگرس کے ممبر بن سکتے ہیں ۔ آپ نے اس سوال کا تسلی بخش جواب دیتے ہوئے کہا کہ سوشلسٹ صرف ممبر ہی نہیں بلکہ کانگرس کے عہدوں پر بھی قابض ہوسکتے ہیں۔ پنڈت جی کے اس صحیح جواب نے صوبہ کانگرس کے برسراقتدار لیڈروں میں سنسنی پیدا کردی۔ اس کے بعد سرحدی سوشلسٹوں کا ایک وفد جو حضرت مولانا کی سرکردگی میں تھا مہاتما گاندھی کو ملا اور یہی سوال آپ کے روبرو پیش کیا گیا۔ گاندھی جی نے صاف الفاظ میں یہ کہا کہ سوشلسٹ بلا کسی روکاوٹ کے کانگرس کے ممبر بن سکتے ہیں۔ اور کانگرس کے اندرونی معاملات میں حصہ لے سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ گذشتہ سال ۱۹۳۷ء کو آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی ورکنگ کمیٹی میں سوشلسٹ پارٹی کے رکن مسٹر ایم آرمسانی جے ۔ پی

نرائن اور اچاریہ نریندر دیوجی لئے گئے تھے۔ مہاتما گاندھی۔ جواہر لعل نہرو اور جے پرکاش نارائن کے بیانات نے ان رجعت پسند کانگرسیوں کا منہ بند کر دیا۔ جو سوشلسٹوں کے خلاف پروپیگنڈہ کر کے صوبہ بھر میں خان ازم کی جڑوں کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ اب بھی کانگرس کا رویہ سوشلسٹوں سے سوتیلی ماں جیسا ہے۔ لیکن وہ مجبور ہوگئے ہیں کہ بظاہر اپنے رویہ میں تبدیلی کرلیں۔

سیاسی سرگرمیاں : پبلک ٹرینکو الیٹی ایکٹ کی منسوخی کے اعلان سے سیاسی جماعتوں اور نظر بندوں کی رہائی یقینی تھی۔ لہذا وہ جماعتیں جو سیاہ ایکٹ کے دوران میں خفیہ طور پر یا مصیبتوں میں مبتلا رہ کر پبلک کاموں میں حصہ لیتی تھیں اب کھلم کھلا طور پبلک کے سامنے آگئیں۔ جہاں ایک طرف کانگرس نے ازسرنو کانگرس ممبر شپ کا اعلان کیا۔ اور صوبہ بھر میں کانگرس کمیٹیوں کے قیام کی کوششیں ہونے لگیں وہاں دوسری طرف کانگرس سوشلسٹ پارٹی نے کسان آرگنائزیشن کو مضبوط بنانے اور صوبہ بھر میں سوشلزم کا پرچار کرنے کیلئے پروگرام مرتب کئے ۔ اور دیہاتی حلقوں میں دورے شروع کردیئے گئے۔ کسانوں کی تنظیم پیشہ ورانہ یونینوں کا قیام اور اقتصادی آزادی کی جدوجہد نے پھرایکبار کانگرس کے اس طبقے میں ہیجان پیدا کردیا جو محض خان ازم کی بنیادوں کو مضبوط کرنے اور سوشلزم کے نام کی آڑ لے کر غریب کسانوں کی محنت پر ڈاکہ ڈالنے کی غرض سے کانگرس میں داخل ہوئے۔ جن کا مقصد ہی غریب محنت کش طبقہ پر ستم ڈھا۔ ڈھا کر انہیں اپنے ذاتی مفاد کیلئے استعمال کرنا ہے۔

در پردہ سازشیں : کانگرس کے اس اعتدال پسند عنصر کی مخالفتوں، پابندیوں اور غلط پروپیگنڈہ کے باوجود کانگرس سوشلسٹ پارٹی نے اپنے پروگرام کے مطابق صوبہ سرحد میں پہلی اکوڑہ سوشلسٹ کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا۔ کانفرنس کی تیاریاں نہایت سرگرمی سے شروع ہوگئیں۔ اور صوبہ بھر کے شہری و دیہاتی حلقوں میں پرچار کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

اس سے پیشتر بیان کردیا گیا ہے۔ کہ صوبہ کانگرس کے بعض افراد کسی صورت میں بھی سوشلسٹ پارٹی کے وجود کو برداشت نہیں کرسکتے ۔ لہذا دیرینہ عناد کے پیش نظر اس مرتبہ پھر کانگرس رہنماؤں اور ذمہ دار کارکنوں نے سوشلسٹ کانفرنس کوناکام بنانے کیلئے در پردہ سازشیں شروع کردیں۔ صبہ بھر کی کانگرس کمیٹیوں کے نام خفیہ سرکلر بھیجے گئے کہ کوئی کانگرسی ہونیوالی سوشلسٹ کانفرنس میں شمولیت نہ کرے۔ ورنہ خلاف ورزی کرنے پرکانگرس انضباطی کاروائی کرنے پر مجبور ہوگی۔ میرے پاس وہ تمام ریکارڈ محفوظ ہے جو کانفرنس کے موقع پر ضلع پشاورکانگرس کمیٹی نے موضع ہی ۔ نوشہرہ ۔ مردان اور اکوڑہ کانگرس کمیٹیوں سے کی۔

سوشلسٹ کانفرنس کا انعقاد : مخالفین کے زبردست پروپیگنڈہ کے باوجود ۲۸ اپریل ۱۹۳۸ء کو اکوڑہ میں سوشلسٹ کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ کانفرنس کی صدارت پنجاب کے بہترین سوشلسٹ لیڈر رفیق منشی احمد دین نے کی اور سرخ جھنڈا مولانا عبدالرحیم پوپلزئی نے اپنے دست مبارک سے لہرایا اس کانفرنس میں صوبہ بھر کے چیدہ سرخپوش ۔ کسان اور سوشلسٹ ورکروں نے کثیر تعداد میں شامل ہو کر اپنی زندگی کا ثبوت دیا۔ کانفرنس کے اس اجلاس میں غلہ ڈھیر کے متعلق ایک ریزولیشن پیش ہوا۔ جس میں نواب طورو کی

ظالمانہ روش اور کسان کی پرامن تنظیم کا ذکر کیا گیا۔

خفیہ سرکلر: اکوڑہ سوشلسٹ کانفرنس کو ناکام بنانے کے سلسلہ میں ضلع پشاور کانگرس کمیٹی کی طرف سے جو سرکلر موضع ڈاگ اسمعیل خیل، موضع بہی ۔ اکوڑہ ۔ و دیگر مواضعات میں بھیجے گئے اس کی ایک کاپی ذیل میں برائے آگاہی عام درج کی جاتی ہے۔ کانگرس کمیٹی پشاور ۔۔۔۔۔۔۔۔۳۸-۴-۱۰، آپ کو اطلاعدی جاتی ہے کہ اب تک صوبہ کانگرس کمیٹی میں یہ فیصلہ نہیں ہوا کہ سوشلسٹ جماعت کے ساتھ اشتراک عمل کیا جاوے۔ اسلئے جب تک پروانشل کمیٹی کسی نتیجہ پر نہیں پہنچتی ۔ اس وقت تک ہم جماعتی حیثیت سے کسی غیر کانگرسی جماعت خواہ وہ کانگرس سوشلسٹ پارٹی ہی کیوں نہ ہو شامل نہیں ہوسکتے۔ آپ بحیثیت ایک ذمہ دار کے اپنے ماتحت مجالس کو حکم دیں کہ باوردی کسی غیر کانگرسی جماعت میں اشتراک عمل نہ کریں۔ میں نے تحصیل نوشہرہ کے تمام عہدیداروں کے نام ہدایات جاری کئے ہیں

آپکا مخلص

جنرل سیکرٹری ضلع کانگرس کمیٹی پشاور

خود غرض کانگرسیوں میں خوف وہراس: پہلی اکوڑہ سوشلسٹ کانفرنس کی کامیابی نے کانگرسی حلقوں میں ایک ہیجان پیدا کردیا۔ جہاں ایک طرف صوبہ بھر کے کسانوں میں کانفرنس کے انعقاد سے سیاسی بیداری پیدا ہوگئی اور کسان اپنے اپنے حلقوں میں جتھ بند ہونے لگے۔ وہاں دوسری طرف کانگرس کے برسراقتدار لیڈروں کو یہ خطرہ محسوس ہوا۔ کہ کہیں کسانوں کی

صحیح پوزیشن واضح کرتا ہے

چند دن ہوئے خان عبدالغفار خان اکوڑہ تشریف لائے چند ورکروں کی موجودگی میں دفتر کانگرس کمیٹی میں ذیل کا اظہار فرمایا۔

میں خدائی خدمتگار تحریک میں دوسری پارٹی نہیں دیکھنا چاہتا۔ اگر کوئی ممبر کانگرس سوشل پارٹی بنانا چاہتے ہیں تو مثل خاکسار تحریک یا مسلم لیگ ہم سے یعنی خدائی خدمتگار جماعت سے الگ ہوکر پارٹی بنائیں۔ کانگرس سوشلسٹ پارٹی خدائی خدمتگار کے اندر نہیں رہ سکتی۔ خدائی خدمتگار اور کانگرس میں بڑا فرق ہے

فقط

غلام ربانی ۸-۱-۳۸-۳ اکوڑہ

بیان کے آخری چند الفاظ سرخپوش جماعت کی صحیح پوزیشن ظاہر کرتے ہیں۔ موجودہ وقت میں اس اہم مسئلہ پر بحث غیر ضروری سمجھی گئی ہے۔ اسلئے آئندہ کسی وقت اس موضوع پر پوری بحث کی جائیگی۔

نواب طورو کو چیلنج: ۱۲ اپریل کی شب کو ہزار کسان مرد بچے اور عورتوں کے اجتماع عظیم میں حکومت سرحد و نواب آف طورو کو الٹی میٹم دیدیا گیا۔ کہ اگر ان کے تمام مطالبات جلد از جلد منظور نہ کرلئے گئے۔ تو وہ پرامن ستیہ گرہ کرنے پر مجبور ہوجائینگے جلسہ گاہ میں کسانوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ جب تک ان کے مطالبات پورے نہیں ہوجاتے اس وقت تک وہ چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ واضح رہے کہ اس سے قبل کسانان غلہ ڈھیر نے کئی بار اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کی لیکن وہ نہ تو منظم طور پر تھی اور نہ ہی کسی پارٹی کے ماتحت تھی۔ بلکہ محض انفرادی طور ان تاثرات کے

ماتحت تھی۔ جو ان کو آکوڑہ سوشلسٹ پارٹی کانفرنس کے انعقاد سے قبل سوشلسٹ ورکروں کے پرچار سے ملے تھے۔ جلسہ سے فراغت پاکر تمام کسان اپنے گھروں کی طرف لوٹے اس رات ہر گھر نواب طورو کے ظلم کا چرچا رہا ۔ آہ کون جانتا تھا کہ طلوع آفتاب سے پیشتر ہی جنگی ناقوس بجیگا اور کسان سرخ علم بلند کئے میدان جنگ میں مردانہ وار کود پڑیں گے ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس مسرت انگیز شب کو چند نوجوان لڑکیاں رات بھر اس انقلابی جنگ میں حصہ لینے کی عام کسانوں کو دعوت دے رہی تھیں ۔ بوڑھے کسان نوجوانوں کو ستیہ آگرہ میں شامل ہونے کی تلقین کر رہے تھے۔

وار کونسل کا قیام: جب تک کوئی کام ضابطہ اور پروگرام ماتحت شروع نہ کیا جائے اس کا صحیح طور پرانجام پانا مشکل ہی نہیں بلکہ اکثر ناممکن بھی ہوجایا کرتا ہے۔ ڈسپلن کے اندر رہ کر ہر جماعت اپنے مقصد عظیم تک پہنچ سکتی ہے ۔ ڈسپلن میں ہر جماعت کی زندگی کا راز پنہاں ہے ۔ غلہ ڈھیر کی کسان ایجی ٹیشن شروع کرتے وقت مقامی کسان ورکروں نے وار کونسل کے قیام کی ضرورت کو محسوس کیا۔ اگرچہ بعض اصحاب کی رائے وار کونسل کے قیام کے خلاف تھی ۔ تاہم سمجھدار اور بیدار مغز ورکروں نے وار کونسل کی بنیاد ڈالی۔ مقامی کسان کمیٹی کے ورکروں نے غلہ ڈھیر کے کسانوں کے مطالبات کو حل کرنے کیلئے اور اس سلسلہ میں ایجی ٹیشن کو صحیح لائینوں پر جاری کرنے کیلئے بھی وار کونسل کا قیام ضروری سمجھا ۔

وار کونسل کی نوعیت: اس وقت وار کونسل میں جن اصحاب کو منتخب کیا گیا تھا ۔ ان میں اکثر کانگرس کے ذمہ دار رکن تھے ۔ ممبران کے نام کا

اعلان جنرل سیکرٹری کمیٹی نے پریس میں دیا۔

ممبران کے اسمائے گرامی: میاں اکبر شاہ وکیل نائب صدر ضلع کانگریس کمیٹی نوشہرہ میاں مکرم شاہ جنرل سیکرٹری تپہ ڈاگ اسماعیل خیل کانگرس۔ میاں محمد شاہ صدر ہی کانگرس پشاور۔ مولانا عبدالرحیم پوپلزئی لیڈر سوشلسٹ پارٹی صوبہ سرحد۔ کامریڈ عبدالغفور آتش پروپیگنڈہ سیکرٹری سوشلسٹ پارٹی۔ بخشی فقیر چند وید سیکرٹری کانگرس سوشلسٹ پارٹی۔ وارث خان آف رشکئی۔ اجون خان آف اکوڑہ ،افضل بابا، غلام محمد خان۔ حضرت گل۔ لال دین جرنیل ، صاحب شاہ میاں۔

باوجود ان تمام رکاوٹوں کے کسان و سوشلسٹ تحریک کی روزافزوں ترقی میں کوئی فرق نہ آیا۔ اور آتا بھی کیوں جبکہ سوشلزم ہندوستان بھر کے محنت کش عوام کی اقتصادی بد حالی کا خاتمہ کرنا چاہتاہے ۔ اور سوشلسٹ پروگرام مزدوروں و کسانوں کو جتھہ بند کرنے کی زبردست طاقت رکھتا ہے ۔

آئین نو کا نفاذ: آئین کے نفاذ پر آل انڈیا نیشنل کانگرس نے اپنے انتخابی منشور میں اس امر کا اعلان کیا تھا کہ کانگرس اسمبلیوں پر قابض ہوکر انڈیا ایکٹ ناکام بنانا چاہتی ہے ۔ اور ایک ایسے آئین کا مطالبہ کرتی ہے جسے ہندوستان کے مدبرین اپنی منشا کے مطابق تیار کریں۔ انتخابی مینی فیسٹو میں کانگرس نے کسانوں سے اس امر کا وعدہ کیا تھا کہ اسمبلیوں میں کانگرس برسراقتدار آجانے سے کسانوں کو خوانین کے تشدد ناجائز ٹیکسوں اور قرضوں کے بوجھ سے نجات دلائیگی۔

دیکھو انتخابی اعلان صفحہ ۸

انتخابی جنگ لڑتے وقت کانگرسی رہنماؤں نے تقریروں اور تحریروں میں

کسانوں کے حقوق کی حفاظت کا متعدد بار تذکرہ کیا ۔ اور پورے طور سے کسانوں کو یقین دلایا کہ وہ اسمبلیوں میں جاکر ایسے بل ایکٹ کی صورت میں پیش کریں گے جن سے کسانوں کی مشکلات کا خاتمہ ہوگا۔ کسانوں نے ان وعدوں پر یقین کرتے ہوئے کانگرس کے نامزد امیدواروں کی پورے طور پر حمایت کی۔ اور کانگرس کے لیڈروں کو کامیاب بنایا۔ مثال کے طور نواب آف طورو کے مقابلہ میں ایک نامزد وغیر مشہور کانگرسی ممبر کا اکثریت سے کامیاب ہونا کسانوں کی پیہم سرگرمیوں کا بین ثبوت ہے۔

کانگرس وزارت اور کسان: صوبہ سرحد میں کانگرس وزارت کے قیام سے عام کسانوں کو یہ امید بندھ گئی تھی کہ شاید اب گزشتہ کئے گئے وعدوں کو عملی جامہ پہنایا جائیگا۔ خاص کر اسلئے بھی کسانوں کے ذہن میں یہ بات آچکی تھی کہ ۱۹۳۰ء سے جو تحریک کانگرس کے ماتحت چلائی گئی ہے اور جس میں مظلوم کسانوں نیکئ قربانیاں دی تھیں ۔ یہ کسانوں کے مصائب وتکالیف کا خاتمہ کرنے کیلئے تھیں ۔ اسی خیال کے پیش نظر صوبہ سرحد کے کسانوں نے اپنی جتھہ بندی کا آغاز کردیا۔ اور جگہ بہ جگہ کسان کسان پارٹیوں میں منظم ہوگئے۔

دو سو کسانوں کی بیدخلی: ۱۹۳۴ء سے ۱۹۳۸ء تک کے عرصہ میں نواب طورو نے مزارعین پر انتہائی تشدد کئے دیوانی وفوجداری مقدمات دائر کر کے بیشتر کسانوں کو بیدخل کیا۔ اور جیل کی تنگ وتاریک کوٹھڑیوں میں ٹھونسا۔ قرقیوں اور جرمانوں کا سلسلہ بدستور رہا۔ کسانوں کے باہمی انتشار سے مظالم کی رفتار روز افزوں ترقی کرتی گئی۔ اور بیدخلیوں ولوٹ کھسوٹ میں

دن بدن اضافہ ہوتا رہا ۔ بیان کیاجاتا ہے کہ اس چار سال کے عرصہ میں تقریباً دو سو کسانوں کو بیدخل کیا گیا ۔ کئی کسانوں کے مکانات مسمار کر کے انہیں زبردستی گاؤں سے نکال دیا گیا ۔ طرح سے ان کسانوں کو نواب کے ستم کانشانہ ہو کر مختلف دیہاتوں میں پناہ گزین ہونا پڑا ۔ ذیادہ تر یہ لوگ رسالپور چھاؤنی کے مشرق کی طرف ایک گاؤں میں آباد ہوئے جہاں اس وقت آباد ہیں ۔

پہلی بیدخلی: جون ۱۹۳۸ء کی صبح کو گرداور مال بمعہ پٹواری حلقۃ غلہ ڈھیر آیا۔ اور جن کسانوں کو نوٹس بیدخلی موصول ہوچکے تھے ۔ بلا کر کہا کہ حسب سابقۃ نوٹس کی تعمیلی کرتے ہوئے زمین ومکانات چھوڑ دو۔ کسانوں کے انکار پر گرداور مال نے زبردستی دخل لینا چاہا۔ لیکن کامیاب نہ ہوسکا۔ کیونکہ کسان مرد اور عورتوں نے مل کر پرامن ستیہ آگرہ شروع کردیا۔ یاد رہے کہ اس وقت ایک مقامی کسان پارٹی بن چکی تھی ۔

مطالبات: اسی رات کو کسان پارٹی نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ ایک وفد نواب آف طورو سے ملے اور تمام واقعات ومطالبات سے انہیں آگاہ کرے۔ اگر مطالبات تسلیم کر لئے گئے تو بہتر۔ ورنہ کوئی عملی قدم اٹھایا جائے۔ اس وقت عام طور پر پارٹی کے اندر یہ خیال پایا جاتا ہے کہ اگر نواب نے وفد کے سامنے کچھ مطالبات تسلیم کر لئے تو جھگڑا ختم ہو جائیگا۔ دوسرے روز فیصلہ کے مطابق چند کسان وفد کی صورت میں نواب طورو کے پاس گئے ۔ اور اپنے مطالبات پیش کئے۔ لیکن کوئی خاطر خواہ سمجھوتہ نہ ہونے کی صورت میں وفد کو بے نیل ومرام واپس لوٹنا پڑا ۔ ایک دوسرا وفد اسی روز ڈاکٹر خان

صاحب سے ملا۔ آپ نے وعدہ کیا کہ میں چار یوم کے بعد غلہ ڈھیر آونگا۔ اور تمام حالات بچشم خود دیکھونگا۔ لیکن ایک عرصہ تک آپ نہ آئے۔

قیام وار کونسل کے بعد مقامی کسان پارٹی غلہ ڈھیر کی جانب سے کامریڈ بھگت رام تلوار نے بہ حیثیت جنرل سیکرٹری اس کاروائی کی اطلاع اور اس کے متعلق امداد کی درخواست پر مشتمل ایک چٹھی صوبہ کانگرس وسوشلسٹ پارٹی کو ارسال کی

پراونشل کانگرس کے نام بھگت رام کا خط

جناب صدر صاحب صوبہ کانگرس کمیٹی انقلاب زندہ باد! گذارش ہے کہ پہلے بھی آپ کو ایک بار معاملات غلہ ڈھیر سے آگاہ کر چکا ہوں مگر آپ نے اپنی ذمہ داری کو محسوس نہ کرتے ہوئے فوری کاروائی عمل میں لانے کی کوشش نہیں کی ۔ اب دوبارہ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ بہت جلد پروانشل کی میٹنگ میں غلہ ڈھیر کے مطالبات جو عین کانگرس مینوفسٹو کے مطابق ہیں پر غور کی جائے۔ اور ان گرفتاریوں کی بابت جو اس جائز سلسلہ میں عمل میں لائی گئی ہیں کوئی رائے قائم کی جائے۔ تا کہ ہمیں معلوم ہو کہ صوبہ کانگرس ہمارے ساتھ کس حد تک تعاون کرتی ہے

(جواب کا منتظر بھگت رام غلہ ڈھیر) ۳۸-۷-۲۷

نوٹ) آغاز تحریک سے لیکر اختتام تک پراونشل کانگرس نے کسان کمیٹی غلہ ڈھیر کو کوئی جواب نہ دیا۔ اور نہ ہی تحریک مذکور کی حمایت کا اعلان کیا۔

۹ کسانوں کی گرفتاری: ۱۳ جون کو رات کی تاریکی میں پولیس کپتان دو سب انسپکٹروں کے ہمراہ پولیس کا دستہ لئے غلہ ڈھیر آپہنچا۔ اور زمین کے اس

حصہ کا محاصرہ کر لیا جن سے ۱۳ کسانوں کو بیدخل کیا گیا تھا۔ پولیس کی آمد سے تمام گاؤں چونک اٹھا اور سرخ وردیوں میں ملبوس ہو کر ایک مرکز پر اکٹھا ہونا شروع کر دیا۔ آٹھ بجے کے قریب پولیس کپتان نے مزارعین سے کہا کہ وہ خود بخود دخل دیدیں تو بہتر ورنہ نہیں زبردستی دخل دینا پڑیگا۔ پولیس کے رویہ نے کسانوں کے دلوں پر نشتر کاکام کیا۔ لیکن انہوں نے پولیس کی سختیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے عدم تشدد کے اصولوں پر ستیہ گرہ شروع کر دیا۔ جس کے جواب میں پولیس نے زبردستی ۹ کسان ستیہ آگر ہوں کو گرفتار کیا۔

کسان ایجی ٹیشن کی مخالفت: گرفتاری کے وقت کسانوں نے باوجود پولیس کے غیر شریفانہ برتاؤ اور تشدد کے اپنی خودداری اخلاق اور شرافت کا پورا ثبوت دیا۔ پولیس کی سخت گیرانہ پالیسی اور ستیہ گرہ کی پرامن گرفتاری عدم تشدد کا پورا منظر پیش کر رہی تھی۔

خرمن امن میں چنگاری: کانگرسی وزارت کے عہد میں پولیس کی تشددانہ پالیسی اور گرفتاری نے صوبہ بھر کے خرمن امن میں چنگاری لگا دی۔ سرخپوش سوشلسٹ اور کسان حلقوں میں پولیس کے اس انوکھے اقدام سے ہیجان پیدا ہوگیا۔ قومی وزارت کے قیام سے عام کسانوں کا خیال تھا کہ کانگرس کے برسراقتدار آجانے سے ان کی مشکلات کا خاتمہ ہوجائیگا۔ خوانین اور جاگیرداروں کے غیر منصفانہ ٹیکس جو لگان سے مزید عائد ہیں معاف کر دیئے جائیں گے

سرخپوش کسانوں کو تنبیہ: کسانان غلہ ڈھیر کی گرفتاری کے دوسرے

روزامیر محمد خان ایم ایل اے کانگرسی غلہ ڈھیر آئے اور تمام کسانوں کو اکٹھا کر کے ان سے کہا کہ تم نے کسان کمیٹی کے ماتحت جو ایجی ٹیشن شروع کر رکھی ہے اس سے کانگرس وزارت کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے اسلئے نواب کی زمینوں سے بیدخل ہونے پر آپ کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے ۔ اگر تمہاری طرف سے نواب طورو کیخلاف یہی پالیسی رہی تو اس سلسہ میں نہ صوبہ کانگرس آپکی امداد کرے گی ۔ اور نہ ہی اس سلسلہ میں مجھ سے تعاون کی امید رکھیں۔ کسانوں پر امیر خان کی اس بے معنی تقریر کا برا اثر ہوا۔ انہوں نے صاف طور پر کہہ دیا کہ آپ کے سابقہ وعدوں سے ہم کو یہ توقع نہ تھی۔ آپ کو چاہیے تھا کہ آپ ہمارے دکھوں کا احساس کرتے ہوئے نواب اور ہمارے درمیان تسلی بخش سمجھوتہ کرانے کی کوشش کرتے نہ کہ بیزاری اور مخالفت

دوسری گرفتاری : امیر محمد خان کی آمد کے بعد ۱۵ جون کو دوبارہ مسلح پولیس بمعہ تحصیلدار کے غلہ ڈھیر پہنچ گئے۔ اور دخل لینا چاہا۔ چنانچہ گذشتہ دن کی طرح اس روز بھی کسانوں نے پر امن ستیہ آگرہ کیا جس کے نتیجہ کے طور پر کسان گرفتار ہوئے گرفتاری کی وقت کسانوں نے باوجود پولیس کی ستمگیرانہ پالیسی اور اشتعال کے کانگرس ڈسپلن اور اصول کی سختی سے پابندی کی۔ کسانوں کی پہلی اور دوسری گرفتاری نے ۱۹۳۰ء کے زمانہ کے یاد تازہ کردی جبکہ برطانوی حکومت کے چہیتے فرزند ہندوستان کی حریت پرست جماعت کے نڈر سپاہیوں کو دھڑا دھڑ گرفتار کر رہے تھے ۔ اور اندھا دھند مارپیٹ اور خانہ تلاشیاں ہوتی تھیں ۔

آنریبل وزیراعظم : اندھا دھند پکڑ دھکڑ کے بعد جنرل سیکرٹری کسان

سبھا غلہ ڈھیر کی سرکردگی میں کسانوں کا ایک وفد آنریبل چیف زٹر ڈاکٹر خان صاحب کی خدمت میں پشاور حاضر ہوا۔ اور انھیں میموریل پیش کیا۔ میموریل میں وزیراعظم سے فوری مداخلت کی درخواست کی۔ اور نواب صاحب کی استبداد کی تحقیقات کیلئے ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جانے کی استدعا کی گئی نیز لکھا گیا ۔ کہ کسانوں پر فرضی ادائیگی کے مقدمات بنا کران سے جبراً وصولی کی جاتی ہے۔ بغیر کسی حساب کتاب کے نواب صاحب کے ملازمین فصل کے موقع پر بہت سا غلہ زائد ٹیکسوں کے نام سے وصول کر لیتے ہیں ۔ اور کسان اور ان کے معصوم بچے کس مپرسی کی حالت میں منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔

تیسری گرفتاری : مورخہ ۱۹ جون کی کڑکتی دوپہر میں پولیس نے تین سرخپوشوں کو فرضی الزام کے ماتحت گرفتار کر لیا۔ جن کو بعد میں زیر دفعہ ۱۰۷ ایک ایک ماہ قید دی گئی۔ ہر سہ ملزمان غلہ ڈھیر کی سرخپوش جماعت کے عہدیدار ہیں اور کسان کمیٹی کے سرکردہ رکن۔

پہلے ڈکٹیٹر : ۲۵ جون کو رفیق بھگت رام گرفتار ہوکر حاضر ضمانت پر رہا ہوئے ۔ اسی دن کا مریڈ مکرم شاہ آف ڈاگ اسماعیل خیل غلہ ڈھیر پہنچ گئے۔ اور وار کونسل کے پہلے ڈکٹیٹر مقرر ہوئے۔ آپ نے دونواح کے دیہاتوں میں دورے کر کے کسانوں کو جتھہ بند ہونے کی تلقین کی آپ کی مسلسل کوششوں اور انتھک سرگرمیوں سے موضع چوکی میں کسان کمیٹی کا قیام ہوا۔ ۲۶ جون کو کسانوں کے کثیر اجتماع میں یہ اعلان ہوا۔ کہ ۸ جولائی کو قانون بیدخلی کی خلاف ورزی کی جائے۔ اور نواب طورو کے ظالمانہ ٹیکسوں کیخلاف

زبردست مظاہرہ کیا جائے۔ اس جلسہ میں ذیل کا ریزولیوشن پاس ہوا۔

نقل ریزولیوشن : کسانان غلہ ڈھیر کا یہ اجلاس فرنٹیر کانگرس سوشلسٹ پراونشل کسان سبھا صوبہ کانگرس کمیٹی سے درخواست کرتا ہے۔ کہ ہر سہ پارٹیاں مصیبت زدگان غلہ ڈھیر کی امداد کریں اور عملی طور پر کسان ایجی ٹیشن میں حصہ لیں۔

قانون بیدخلی کی خلاف ورزی : ۷ ، ۸ ، جولائی کی درمیانی شب کو کسان ستیہ گرہ کے پہلے ڈکٹیٹر کامریڈ مکرم شاہ باغی کی سرکردگی میں ۵۰ کسانوں کا ایک جتھہ موضع غلہ ڈھیر پہنچا۔ اور آٹھ جولائی کی علی الصباح کو ان تمام اراضیات پر ہل چلا کر قانون بیدخلی کی دھجیاں فضائے آسمانی پر اڑا دیں۔ (جن پر نواب طورو زبردستی قابض ہونا چاہتے تھے ۔ اس موقعہ پر چند ایسے شوریدہ سرنوجوان بھی وہاں موجود تھے ۔ جنہیں نواب نے اپنے سرمایہ پر خرید کر کسانان غلہ ڈھیر سے بلا وجہ دنگا فساد کرنے پر آمادہ کر رکھا تھا) قانون بیدخلی توڑنے کے بعد اسی رات کو کسانان پارٹی کے زیر اہتمام غلہ ڈھیر کے وسیع میدان میں کسان مرد و عورتوں کا ایک مشترکہ جلسہ منعقد ہوا۔

کسانان غلہ ڈھیر کے وہ مطالبات جن پر ایجی ٹیشن کا آغاز ہوا ۔

بابت ٹیکس سیرمنی ، حقانہ ، طورہ ، مالکانہ ، پٹواریانہ ، ناظرانہ ، یک قلم منسوخ کر دیئے جائیں۔

نہری زمین کا 1/4 حصہ بارانی کا 1/6 حصہ ، سیلابی 1/5 حصہ جو درخت

کاشتکاروں نے خود بوئے ہیں انہیں استعمال کا حق ہو۔ جو زمین مسجدوں کے اخراجات کیلئے مقرر ہے ۔ قائم رہے۔ قرضہ جات کی منسوخی ۔

موجودہ کاشتکاروں سے زمین چھین کر نئے کاشتکاروں کے سپرد نہ کی جائے کسانوں کے آباد کردہ مکانوں پر نواب کا قبضہ نہ ہو۔ موجودہ تنازعہ میں جو مکان گرائے گئے ہیں ان کا معاوضہ دیاجائے۔

جن مکانوں پر نواب نے قبضہ کرلیا ہے ، واپس کردیئے جائیں۔ بقایا ٹیکسوں کی رقم نصف کر دی جائے۔

مولانا عبدالرحیم غلہ ڈھیر میں : ۱۲ جولائی کو حضرت مولانا عبدالرحیم پوپلزئی غلہ ڈھیر تشریف لے گئے ۔ آپ کے سامنے کامریڈ شاہ اور کامریڈ وارث خان آف رشکئی نے غلہ ڈھیر ایجی ٹیشن کی پوری تفصیل ابتداء سے لے کر اس وقت تک کی بیان کی اور رجسٹروں ، روزنامچہ ودیگر خطوط سے ثبوت پیش کیا کہ کسان ایجی ٹیشن کانگرس اصولوں کے مطابق شروع کی گئی ہے ۔ ہر دو رفقاء نے مولانا صاحب سے مزید کہا کہ کئی خطوط بھی میری طرف سے اور کسان کمیٹی کی طرف سے آپ کو اور پارٹی کو تحریر کئے گئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ غلہ ڈھیر کسان کمیٹی کے ماتحت جاری کی ہوئی ایجی ٹیشن کے تمام ریکارڈ کو بغور دیکھیں ۔ اور ہم کو یہ بتائیں کہ کیا غلہ ڈھیر کے کسانوں کے یہ مطالبات اور اس کے کامیاب بنانے کیلئے موجودہ ایجی ٹیشن صحیح لائینوں پر ہے ؟ اور کیا کسانوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی آرگنائزیشن کریں ، کمیٹیاں بنائیں اور کسان کمیٹیوں کے ماتحت عدم تشدد کے اصولوں پرکاربند رہتے ہوئے ان ظالمانہ ٹیکسوں کے ہٹانے کی پرامن طریقہ پرجدوجہد کریں جو مظلوم مزارعین کو روزافزوں تباہی کی طرف لے جارہے ہیں ۔ اور جو مالکانہ

اراضی کے مالکانہ جائز حقوق میں مداخلت نہیں کرتی ۔

آپ نے کہا کہ کانگرس سوشلسٹ پارٹی کو توجہ دلائیں تا کہ وہ ہماری کسان ایجی ٹیشن کی سرپرستی کریں۔

- حضرت مولانا نے ایجی ٹیشن کے تمام پہلوؤں پر غور کرتے ہوئے معمولی ترمیم کے بعد کسانوں کے مطالبات کو درست تسلیم کیا اور وعدہ کیا کہ میں اپنی رپورٹ بمعہ سفارش کے پارٹی کے سامنے پیش کرونگا۔ اور یہ توقع دلائی کہ پارٹی اس سلسلے میں پوری امداد کرے گی۔

کسانوں کا عظیم الشان اجتماع : ۱۷ جولائی کی صبح کو مولانا عبدالرحیم پوپلزئی دوبارہ غلہ ڈھیر تشریف لے گئے ۔ اس شب کو موضع چوکی میں سرخپوش کسانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں مولانا صاحب ، میاں اکبر شاہ وکیل ، میاں مکرم شاہ ، کامریڈ وارث خان، کامریڈ بھگت رام و دیگر مقتدر رہنمایان کسان تحریک نے شرکت کی ۔ آغاز میں تلاوت قرآن شریف پڑھی گئی۔ ازاں بعد امیر محمد خان ممبر سرحدی لیجسلیٹو اسمبلی نے تقریر شروع کی ۔ آپ نے کسانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جن لوگوں کی اکساہٹ پر آپ نے ایجی ٹیشن کا آغاز کیا ہے وہ آپ کو تباہ کرنا چاہتے ہیں ۔ اور ساتھ ہی کانگرس وزارت کو ۔ جو لوگ آپ کو یوں بہکا رہے ہیں کہ نواب طورو کی زمینوں پر زبردستی قبضہ جمالو۔ اور نواب کے کسی حکم کی پابندی نہ کرو۔ ان کے کچھ ذاتی اغراض ہیں۔ (آوازیں) موجودہ ایجی ٹیشن کانگرس کی اجازت کے بغیر شروع کردی گئی ہے۔ آپ کی تقریر کے وقت ہزاروں کسان خدائی خدمتگار کھڑے تھے ۔ جنہوں نے امیر محمد خان کو بیٹھ جانے کیلئے کہا۔ جس پر آپ نے متکبرانہ لہجہ میں کسانوں کو تنبیہہ کی کہ

تم سب خدائی خدمتگار میرا حکم مانو ۔ اور خاموش ہو کر بیٹھ جاؤ۔ ورنہ ۔۔۔۔۔۔۔ سلسلہ تقریر بھی جاری تھا۔ کہ صاحب صدر نے آپ کو بٹھا دیا۔ آپ کے بعد مفتی اعظم مولانا عبدالرحیم پوپلزئی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا آپ نے اس بھرے جلسہ میں پرزور الفاظوں میں تردید کی کہ جو لوگ ہم پر یہ الزام تراشتے ہیں ۔ کہ ہماری طرف سے کسانوں کو نواب کی زمینوں پر قابض ہوجانیکی ترغیب دی جارہی ہے۔ وہ محض کسان ایجی ٹیشن کو کچلنے کی ناپاک سازشیں کرتے ہیں ۔ میں پر زور الفاظ میں تردید کرتا ہوں کہ ہمارا نواب کی زمینوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہی ہم کسانوں کو زمینوں پر قابض ہونیکی تلقین کرتے ہیں۔ ہماری ایجی ٹیشن کا مقصد بیدخلیوں کے سلسلہ کو ختم کرنا اور جابرانہ ٹیکسوں کو منسوخ کرانا ہے۔ ہماری تمام جدوجہد اپنے جائز حقوق کو نواب سے تسلیم کروانے کیلئے جاری ہے۔

مولانا صاحب کی تقریر نے کسانوں پر کافی اثر ڈالا ۔ جس سے جلسہ میں میاں اکبر شاہ وکیل نے فیڈریشن کے موضوع پر عالمانہ تقریر کی ۔ اور کامریڈ وارث خان نے کسانوں کو جتھہ بند ہونے کی تلقین کرتے ہوئے کسان تنظیم کے فوائد سے آگاہ کیا۔ جلسہ خوش اسلوبی سے رات کے ساڑھے بارہ 50 :12 بجے ختم ہوا۔ یہاں یہ ذکر کر دینا ضروری ہے کہ امیر محمد خان کی تقریر سے کسانوں میں منافرت پھیل گئی۔ جس وجہ سے آپکو مایوس اپنا منہ لے کر واپس گھر لوٹنا پڑا۔

سوشلسٹ پارٹی کی میٹنگ : مورخہ ۱۸ جولائی کو فرانٹیر کانگرس سوشلسٹ پارٹی کا ایک اجلاس دفتر پارٹی ہذا میں ہوا۔ جس میں کامریڈ اچرج

رام کھور نے اپنی مختصر رپورٹ متعلقہ غلہ ڈھیر پیش کی۔ مولانا عبدالرحیم پوپلزئی نے ہاؤس سے درخواست کی کہ پارٹی فوری طور پر کسان تحریک کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔ آپ نے غلہ ڈھیر کے چشم دید واقعات اور کسان تحریک کی اصلی پوزیشن پارٹی کے سامنے پیش کی۔ امداد کے سلسلہ میں کامریڈ بھگت رام جنرل سیکرٹری کسان کمیٹی غلہ ڈھیر بھی ان دنوں یہاں آئے ہوئے تھے۔ آپنے پارٹی میٹنگ میں پراونشل کانگرس کمیٹی کی تمام پوزیشن واضح کرتے ہوئے کہا کہ ضلع مردان کانگرس کمیٹی ہمارے راستے میں رکاوٹ پیدا کر رہی ہے۔ اور خصوصاً امیر محمد خان تحریک کو ناکام بنانے کی تگ ودو میں ہیں۔

پارٹی کا فیصلہ: تمام واقعات سے آگاہ ہونے اور تحریک کے تمام پہلوؤں پر غور کر لینے کے بعد پارٹی نے اس امر کا فیصلہ کیا کہ تحریک مذکورہ کی رہنمائی کی جائے۔ اور اس مقصد کیلئے فی الحال رام سرن نگینہ اور اچرج رام کپور کو ۱۶ یوم کیلئے غلہ ڈھیر بھیجا جائے۔ نیز طے پایا کہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب کے ماسوا دیگر کارکنان بغیر اجازت جنرل سیکرٹری غلہ ڈھیر نہیں جاسکتے۔ یہ فیصلہ اس مقصد کے پیش نظر کیا گیا تھا کہ کسان تحریک میں وہی کارکن مفید ہو سکیں گے جنہیں پارٹی اپنی ذمہ داری پر بھیجے گی۔ اس اجلاس میں کسانان غلہ ڈھیر کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے وزارت کی پراسرا خاموش پر اظہار افسوس کیا گیا۔

ہماری روانگی:

پارٹی فیصلہ کے مطابق مورخہ ۲۴ جولائی کی صبح کو ئیں رفیق اچرج رام کپور کے ہمراہ غلہ ڈھیر گیا۔ جہاں پہنچ کر مرکزی کسان کمیٹی نے میاں اکبر شاہ وکیل، بھگت رام اور مولانا عبدالرحیم کے روبرو پروپیگنڈہ سیکرٹری کے

فرائض میرے سپرد کر دیئے۔ اور وہ تمام کاغذات میرے حوالے کر دیئے۔ جو پروپیگنڈہ سے تعلق رکھتے تھے۔

میں نے ان تمام رجسٹروں فائلوں ۔ روزنامچہ و دیگر ضروری کاغذات کا بغور مطالعہ کیا۔ جن میں غلہ ڈھیر کسان تحریک کے تمام واقعات و مطالبات درج تھے۔ رجسٹروں کی چھان بین سے مجھے پتہ چلا۔ کہ اس وقت تک ۴۵ کے قریب گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں۔

بعض مقامی کسان ورکروں کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ کانگرس کا رویہ ہم کسانوں سے بہتر نہیں ۔ یاد رہے کہ اس وقت کسان تحریک کسی مقامی نظام کے ماتحت جاری نہ تھی۔ اور نہ ہی کسی سیاسی جماعت کی رہنمائی اسے حاصل تھی۔ تاہم یہ ایجی ٹیشن نہائت پر امن اور کانگرس مینو فسٹو کے پروگرام کے مطابق چل رہی تھی ۔ میں نے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے اپنے نقطہ خیال سے پروگرام میں کچھ تبدیلی کی ۔ پارٹی ہدایت کے مطابق تحریک مذکورہ کی کامیابی کیلئے پبلک جلسوں ۔ دیہاتی دورے کسان تنظیم اور مخالفانہ سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے پروگرام مرتب کیا۔ کسانان غلہ ڈھیر کے مطالبات برائے اشاعت اخبارات میں دیئے اور ہندوستان بھر کے اخبارات سے اپیل کی کہ وہ اخلاقی طور پر مظلومین غلہ ڈھیر کی مصیبتوں کو منظر عام پر لائیں۔ اور عوام کو تحریک کی صحیح پوزیشن سے آگاہ کریں تا کہ مخالفین تحریک کے غلط اور گمراہ کن پروپیگنڈہ کا سدباب ہوسکے۔

دیہاتی دورہ نام نہاد کانگرسیوں اور خوانین کے غلط پرپیگنڈہ کا دندان شکن جواب دینے کی غرض سے مولانا عبدالرحیم پوپلزئی ، میاں اکبر شاہ وکیل ، کامریڈ بھگت رام اجون خان پر مشتمل ایک گروپ دیہاتی دورہ پر روانہ ہوا۔

ستیہ آگرہوں کو سزائیں: ۲۵ جولائی کو میاں مکرم شاہ باغی ، کامریڈ وارث خان و ان کے دیگر ستیہ آگرہی ساتھیوں کو اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت سے زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری ۶ ماہ قید محض کی سزا ہوئی ۔ تمام رفقاء نے نہ ہی کوئی بیان دیا۔ اور نہ ہی اپنے مقدمہ میں گواہان صفائی پیش کئے۔ اس سے قبل دوسرے ستیہ آگرہی کسانوں کو ایک سال قید با مشقت کی سزا مل چکی۔ تھی ان مقدمات کی تفصیل کسی دوسری جگہ درج ہے۔ سزا کے بعد دوسرے روز نئے اسیروں کو مردان سب جیل سے پشاور سنٹرل جیل لے جایا گیا۔ پشاور جاتے ہوئے میاں مکرم شاہ باغی نے حسب ذیل پیغام کسانان غلہ ڈھیر کے نام دیا۔ ، غلہ ڈھیر کے بہادر اور غیور کسانو :

" آپنے جو ایجی ٹیشن شروع کر رکھی ہے اور جس کی پاداش میں کئی نوجوان گرفتار ہو چکے ہیں وہ ایجی ٹیشن اس وقت تک ختم نہیں ہونی چاہیئے جب تک تمہارے مطالبات مان نہیں لئے جاتے ۔"

وزارت کی جداگانہ پالیسی اور نواب طورو کے بڑھتے تشدد کے خلاف پروٹسٹ کے طور پر ۲۷ جولائی کو میاں صاحب شاہ کی زیر صدارت کسانوں کا اجتماع ہوا۔ آغاز میں تلاوت قرآن شریف کی گئی۔ زاں بعد بہ اجازت صاحب صدر کامریڈ بھگت رام نے مکرم شاہ کا پیغام سنایا۔ اسی جلسہ میں ذیل کی ایک قرار داد پاس ہوئی۔

کسانوں کا یہ اجتماع عظیم اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ ۲۹ جولائی کو قانون بیدخلی کی دوبارہ خلاف ورزی کر کے نواب طوروکے مظالم کی مزمت کی

جائے۔ نیز سرحدی وزارت کی اس پالیسی پر اظہار افسوس کیا جائے جو کسان ایجی ٹیشن کے متعلق اختیار کی گئی ہے۔

چیف منسٹر کی آمد: ۲۸ جولائی کو بعد از دوپہر ارباب ڈاکٹر خان صاحب چیف منسٹر ہمراہ کپتان پولیس وچار مسلح کانسٹیبلوں کے اچانک غلہ ڈھیر آپہنچے۔ آپ کی آمد نے تمام گاؤں میں سنسنی پیدا کر دی۔ تھوڑی وقت کے اندر ہی کسان مرد عورتیں جمع ہوگئیں۔ میاں اکبر شاہ وکیل، بھگت رام، فقیر محمد پلیڈر بھی وہاں پہنچ گئے۔ ڈاکٹر خان صاحب نے کسانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ تم میں سے کون تمہاری نمائندگی کرے گا۔ تمام کسانوں نے یک زبان ہوکر متذکرہ لیڈروں کو اپنا نمائندہ بتلایا۔ اور کہا کہ ہماری نمائندگی کا حق اس وقت میں صرف انہیں کو حاصل ہے۔ شروع میں تو ڈاکٹر خان صاحب نے ان سے بات کرنا پسند نہ کیا۔ اور کسانوں کو بار ہا کہا کہ یہ لوگ محض اپنے ذاتی مفاد کیلئے آپ لوگوں کو استعمال کر رہے ہیں لیکن جب کوئی پیش نہ چلی تو مجبوراً آپ کو انہیں لوگوں سے گفتگو کرنی پڑی۔ آپکی خواہش پر تحریری مطالبات پیش کر دیئے گئے۔ سمجھوتہ کے متعلق آپ نے کہا کہ وہ دوروز کے بعد نواب طورو کو ہمراہ لے کر یہاں آئیں گے۔ لیکن میرے دوبارہ آنے تک آپ کوئی عملی قدم نہ اٹھائیں ورنہ مجھے پولیس سے امداد طلب کرنی پڑیگی۔

چیف منسٹر کے آخری کلمات کا جواب دیتے ہوئے۔ کامریڈ فقیر محمد پلیڈر نے کہا کہ ہم کسانوں کو قانون شکنی کی تلقین نہیں دے رہے بلکہ ہم ان کو انڈین نیشنل کانگرس کے تعمیری پروگرام کے مطابق چلا رہے ہیں۔ پولیس کی دھمکی کے متعلق آپ نے کہا کہ آغاز تحریک سے اب تک پولیس کا طرز

سلوک کسانان غلہ ڈھیر کے ساتھ بے دردانہ و وحشیانہ رہا ہے۔ پولیس کی دھمکی دینا بے سود ہے۔ ایک گھنٹہ کی مسلسل گفتگو کے بعد آنریبل وزیراعظم نے گاؤں کے تمام ویران شدہ مکانات کا معائنہ کیا۔ اور کسانوں کے بھرے مجمع میں نواب طورو کی متشددانہ پالیسی کا اعتراف کیا۔ واپس ہونے پر کسان عورتوں کی کثیر تعداد سے آپکا واسطہ پڑا جنہوں نے اپنے مطالبات آپ سے بیان کئے۔

کسان عورتوں سے فارغ ہو کر جاتی دفعہ آپ نے کسانوں کے اجتماع عظیم میں مختصر سی تقریر کی۔ آپ نے فرمایا۔

کہ یہاں کے اور چشم دیدہ واقعات نے مجھے آپ کی بے گناہی کا یقین دلادیاہے۔ ۳۱ تاریخ کو میں نواب کے ہمراہ یہاں آؤں گا۔ آپ میرے آنے تک خاموش رہیں۔

سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے کہا کہ مجھے آپ کے مطالبات اور تحریک کا قطعی علم نہ تھا۔ مردان سے واپسی پر اچانک میں ادھر آنکلا۔

نمائندگی کا حق:۔ ۲۸ جولائی شام کو کامریڈ شمسی ممبر کسان پارٹی غلہ ڈھیر کی صدارت میں کسانوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں یہ تجویز پاس کی گئی کہ اگر حکومت نواب اور کسانوں کے درمیان باعزت سمجھوتہ کرانا چاہتی ہے تو ہماری طرف سے ذیل کے منتخب کردہ نمائندوں سے گفتگو کرے۔ کسانوں کی نمائندگی کا حق مولانا عبدالرحیم پوپلزئی۔ میاں مکرم شاہ۔ میاں اکبر شاہ وکیل ۔ اور کامریڈ بھگت رام کو دیا گیا۔ دوسری تجویز میں اس امر کا فیصلہ کیا گیا کہ جب تک ہمارے ساتھ باعزت سمجھوتہ نہیں ہوجاتا ہماری

جدوجہد جاری رہے گی۔ جلسہ رات کے 1/2 10 بجے " انقلاب زندہ باد" کی گونج میں ختم ہوا۔

سزایابیاں :۔ ۲۹ تاریخ کو بھگت رام وا نذر گل زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری چھ ۶ ماہ کیلئے قید محض ہوئے ۔ ہر دو سزایاب ستیہ آگر ہوں کو مردان سب جیل پہنچا دیا گیا۔ اس وقت کل ۴۶ گرفتاریاں وسزایابیاں ہو چکی تھی ۔ تمام گرفتاریاں زیر دفعہ ۷ ، ضابطہ فوجداری عمل میں آئیں۔ گرفتار شدگان میں کسانوں کے علاوہ صوبہ کے ذمہ دار کانگرسی و سوشلسٹ نوجوان بھی تھے۔ حکومت ان گرفتاریوں کو جائز سمجھتے ہوئے اپنے ایک بیان میں ظاہر کرتی ہے کہ یہ لوگ چونکہ نواب طورو کو خوفزدہ کر کے ان کی زمینوں پر قبضہ جمانا چاہتے ہیں ۔ لہذا ان سے نقص امن کے خطرہ کے پیش نظر نیک چلنی کی ضمانتیں لی جانی بہتر ہیں۔

دیہات میں کسان تنظیم :۔ ۳۱ جولائی کو مولانا عبدالرحیم پوپلزئی اور فقیر محمد خان بمعہ ۲۰ سرخپوشوں کے دیہاتی دورہ پر گئے۔ راستہ میں مواضعات بہرام۔ سرخ ڈھیری اور محمد آباد کے کسانوں سے تبادلہ خیالات کیا اور انہیں جتھہ بند ہونے کی تلقین کی ۔ موضع محمد آباد کے کاشتکاروں نے مظالم خوانین کے خلاف شکایات کیں۔ اور اپنے مطالبات پیش کئے۔ کسان لیڈروں کا یہ گروپ موضع کو رغ و چمنار سے ہوتا ہوا رات کو منگہ پہنچا۔ جہاں کسانوں کا ایک تاریخی اجلاس ہوا۔ صدارت کے فرائض مولانا طاؤس خان نے انجام دیئے۔ حالات حاضرہ پر تقریر کرتے ہوئے حضرت گل نے کہاکہ غلہ ڈھیر کی طرح کسانان منگہ کو اپنے مطالبات کے حصول کیلئے پر امن جدوجہد کرنی

چاہیئے۔ میاں اکبر شاہ وکیل نے کسانوں کی جتھہ بندی پر زور دیا۔ آپ نے کہا کہ موضع منگہ کے کسانوں کو قانون بیدخلی کی خلاف ورزی کرنی چاہیئے۔ اور سرخ جھنڈے تلے جمع ہو کر غلہ ڈھیر تحریک کی تقلید کی جائے۔ (نواب طورو کی تقلید کرتے ہوئے منگہ کے خان نے ۱۵ مزارعین کو بیدخلیوں کے نوٹس دے رکھے تھے۔)

باشندگان موضع محمد آباد نے لیڈران وفد کے روبرو اپنی شکایات پیش کیں۔ جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

شکایات :۔ شفتل نرخ ۲۰ روپیہ فی جریب ۔ حصہ ۱/۴ یعنی ۵ جریب فی جریب بابت فی کنال ۴ آنہ فی جریب ایک روپیہ جتانہ ۴ روپیہ فی قلبہ۔ آبیانہ ۲/ روپیہ فی جریب۔ فصل شفتل۔ گندم ۲ روپیہ ۲ آنہ فی جریب گندم بابت ۲ سیر فی من دڑی برائے ملا فی قلبہ دڑی برائے پٹواری زمیندار کی مرضی پر۔ چار دڑی۔ بیگار جب خان کو ضرورت ہو لے سکتا ہے ۔

مطالبات :۔ شفتل ۱۰ روپے فی جریب مقرر کیجاوے۔ طورہ ۱۲ روپیہ۔ نکی جوار ۱۰ روپے فی جریب اٹھ ۶ روپیہ فی جریب ۔

خان گڑھی کے کسانوں کی شکایات و مطالبات :۔ مزارعہ ۱/۴ حصہ ۲۱/۲ سیر فی من بابت ۱/۲ جتانہ۔ (مالیہ) چوکیدارہ ۲ دھڑی فی قلبہ پٹواری۔ دھڑی ملاں طیب فی دھڑی۔ نظرانہ فی قلبہ ایک عدد مرغہ۔ فی قلبہ ایک پاؤ گھی ۔ قلبہ ۶ آنہ خوراکہ فی قلبہ۔ طورہ ۱۸ روپیہ۔ مالیہ بذمہ کاشتکار ۲۰ روپیہ فی جریب کے حساب سے وصول کیا جاتا ہے۔ نکی جوار ۲۰ روپیہ فی جریب باغ فروخت کرنے پر ایک روپیہ ناظر وصول کرتا ہے۔

نوٹ :۔ شادی شدہ یا غیر شادی شدہ سے بھی طورہ وصول کیا جاتا ہے ۔

موضع گڈھ کے کاشتکاروں کی شکایات :۔ کرایہ مکان ۱۰ روپیہ سال۔ بابت فی من ۳ سیر۔ طورہ ۲۰ روپیہ۔ جنانہ ۱۲ روپیہ۔ فصل آٹھ آنہ

موضع عمزہ :۔

جنانہ ۱۲ روپیہ ۔ طورہ ۱۹ روپیہ ۔ ۶ سیر فی من ۔ بابت ۲ سیر فی من انڈرک فی روپیہ ایک آنہ فی قلبہ۔

ضلع مردان کے تمام دیہاتوں میں تقریباً یہی مشکلات ہیں۔ اکثر ٹیکس آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ اس لئے مفصل طور پر دیگر مواضعات کے ٹیکسوں کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اس مختصر سے دورہ میں وفد ۹۲ دیہاتوں میں گیا۔ اور کسان کمیٹیاں قائم کیں۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اراکین وفد جہاں ایک طرف کسان تنظیم میں کوشاں رہے وہاں دوسری طرف ہزاروں کی تعداد میں سرخپوش بنائے گئے۔

وارکونسل کا اجلاس خصوصی :۔ کانگرسی طرز عمل اور وزارت کی جابرانہ پالیسی کے پیش نظر ۳۱ جولائی کی شبکو وار کونسل کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں وزارت کی یکطرفہ کاروائیوں کا ذکر کرتے ہوئے مقررین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ دوران جلسہ میں سرحدی وزراء کے طرز عمل کی مذمت کی گئی۔ ایک دوسری قرار داد کے ذریعہ پراونشل کانگرس سے درخواست کی گئی کہ وہ کانگرسی انتخابی اعلان کے پروگرام کے مطابق کسانان غلہ ڈھیر کی امداد کا اعلان کرے۔

یکم اگست کو کسانوں کی کمیٹی کا ایک خاص اجلاس طلب کیا گیا۔ جسمیں

سابق سیکرٹری کی گرفتاری کے سبب رفیق اننت رام تلواڑ جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے ۔ اسی اجلاس میں کانگرس سوشلسٹ پارٹی کی خدمات کا اعتراف کیا گیا۔ نیز طے پایا کہ پارٹی کارکنان بمعہ سرخپوشوں کے پیدل دیہاتوں میں دورہ کریں اور کسانوں کو منظم کیا جائے تاکہ وہ منظم طور پر کانگرس پروگرام کے مطابق خوانین کے خوفناک مظالم سے نجات حاصل کریں۔

دیہاتی دورہ کے اثرات :۔

غلہ ڈھیر کسان ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں ضلع مردان تحصیل صوابی و دیگر مواضعات کے مسلسل دورے اور کسان تنظیم کے پرچار سے عام کسانوں میں بیداری پیدا ہوگئی۔ کسان کسان کمیٹیوں میں منظم ہونے شروع ہوگئے۔ اور اپنے جائز حقوق کے حصول کی خاطر پرامن جدوجہد کی سرگرمیوں میں مصروف نظر آنے لگے۔ صرف دو ہفتہ کے مختصر وقت میں ایک سو کسان کمیٹیاں قائم ہوئیں۔ کسان جتھہ بندی کے ساتھ ساتھ سرخپوش تنظیم کو بھی کانگرس پروگرام کے مطابق مضبوط کیا گیا۔ دیہاتوں کا تمام دورہ پیدل رہا۔ کئی مقامات پر جلسے کئے گئے ۔ اور تنظیم کے فوائد سے کسانوں کو آگاہ کیا گیا۔ پینتیس ۳۵ کے قریب کسان کمیٹیوں نے غلہ ڈھیر ایجی ٹیشن کی امداد کا حلف اٹھایا۔ دیہاتی دورہ کا اثر جہاں مظلوم کسانوں پر نہایت اچھا پڑا وہاں دوسری جانب طبقہ خوانین میں غیظ و غضب کا اظہار کیا جانے لگا۔ ستم رسیدہ مزارعین پر بے پناہ ستم توڑے جانے لگے اور انتقامی جذبہ کے ماتحت بے گناہ کسانوں پر جھوٹے الزامات لگا کر انہیں پھانسنے کی ناپاک سازشیں شروع کردی گئیں۔

بدسلوکی کے خلاف احتجاج :-

غلہ ڈھیر کسان ایجی ٹیشن کے تمام سزا یافتہ ستیہ آگر ہی جو اس وقت تک گرفتار ہو چکے تھے پشاور سنٹرل جیل پہنچا دیئے گئے۔ عام خیال تھا کہ حکومت سرخپوش ستیہ آگرہوں کو کسی بہتر کلاس میں رکھے جانے کی سفارش کرے گی لیکن حیف کہ یہ خیال خواب پریشاں کی صورت میں نکلا یعنی ان گرفتار شدگان کو نہ صرف نکمی کلاس میں رکھا گیا۔ بلکہ ان اسیروں کی سیاسی ہستی کو بھی تسلیم نہ کیا گیا۔ چنانچہ حکومت کی اس روش کے پیش نظر جیل آفسیروں کا رویہ بھی سرخپوش قیدیوں سے برا رہا۔ محض قیدیوں سے سنگین مشقتیں لی جاتی رہیں۔ خوراک بھدی، تلخ کلامی، بدسلوکی اور سخت سزائیں عام، جیسی انہیں دیجاتی رہیں۔ جیل عملہ کی بدسلوکی اور غیر آئینی کاروائیوں کے خلاف بطور پروٹسٹ میاں مکرم شاہ و کامریڈ وارث خان نے بھوک ہڑتال شروع کر دی۔ دو روز تک سپرنٹنڈنٹ جیل و دیگر ذمہ وار آفسیروں نے بھوک ہڑتالی اسیروں کی صحت کا کوئی خیال نہ رکھا۔ اور نہ ہی ان کے اس فعل کو کوئی خاص اہمیت دی ۔ لیکن آخر کار ان نوجوانوں کی مستقل مزاجی اور مستعدی کے آگے جیل والوں کو جھکنا پڑا۔

بھوک ہڑتال کی خبر سن کر غلہ ڈھیر کی کسان پارٹی نے کامریڈ اچر جرام کپور عمراز خان، کو تحقیقات کیلئے پشاور بھیجا۔ ہر دور فقاء تحقیقات کے سلسلہ میں ڈاکٹر خان صاحب سے ملے اور جیل معاملات پر گفتگو کی۔ آپ نے بھوک ہڑتالی قیدیوں کی طرف چیف منسٹر کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایاکہ جیل میں سیاسی قیدیوں سے متشددانہ سلوک کیا جاتا ہے ۔ اور سنگین مشقتیں ان سے جبراً لی جاتی ہیں ۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ میری حکومت ان ستیہ آگراہوں کو سیاسی قیدی تسلیم نہیں کرتی ۔ اس لئے یہ کسی بہتر سلوک کے مستحق نہیں۔

۳۱ اگست کی رانکو کسان کمیٹی کے زیر اہتمام موضع غلہ ڈھیر میں ایک جلسہ ہوا جس میں گرفتار شدہ ستیہ اگرہوں کو مبارکباد پیش کی گئی اور وزارت کی خلاف آئین کانگرس سرگرمیوں پر اظہار افسوس کیا گیا۔

نواب طورو کو نوٹس :۔

مورخہ ۱۴ اگست کی شب کو وار کونسل کا ایک خاص اجلاس دفتر کسان کمیٹی غلہ ڈھیر میں منعقد ہوا جس میں کامریڈ عبدالغفور آتش، کامریڈ مہردین، کامریڈ امین الحق، کامریڈ اننت رام تلواڑ، کامریڈ عمرازخان ، و میاں صاحب شاہ نے شرکت کی۔ صدارت کے فرائض میاں صاحب شاہ نے انجام دیئے۔ کامریڈ عبدالغفور آتش کی تحریک و کامریڈ مہر دین کی تائید سے ذیل کا ایک ریزولیشن متفقہ رائے سے پاس ہوا۔

وار کونسل کی خاص میٹنگ کا یہ اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ ۳۰ اگست تک نواب طورو کسانان غلہ ڈھیر کے مطالبات کو منظور کرلے ورنہ بعد از میعاد وار کونسل کوئی دوسرا قدم اٹھانے پر مجبور ہو جائیگی ۔

مندرجہ بالا ریزولیشن کے متعلق یہ فیصلہ ہوا کہ اس کی نقل آل انڈیا کانگرس کمیٹی، صوبہ کانگرس کمیٹی۔ کانگرس سوشلسٹ پارٹی، پراونشل کسان پارٹی۔ وکابینہ سرحد کو ارسال کی جائیں۔ نیز اس امر کا بھی فیصلہ کیا گیا کہ اپنے مطالبات پبلک پر ظاہر کرنے اور نواب طورو پر زور ڈالنے کیلئے ۲۴ اگست کو ایک زبردست پر امن مظاہرہ کیا جائے جسمیں غلہ ڈھیرو گردونواح کے کسان بھی شامل ہوں ۔ جہاں کسانوں کے اجتماع میں اپنے مطالبات اور پالیسی کا اظہار کیا جائے وغیرہ ۔ دوسرے ریزولیشن میں کانگرس وزارت کی کسان کش

پالیسی کی مذمت کرتے ہوئے کامریڈ مہردین ۲۴ اگست کے مظاہرے کو کامیاب بنانے کیلئے ذیل کا پروگرام پیش کیا جو اتفاق رائے سے پاس ہوا۔

پروگرام :۔

۱۶، ۱۷ اگست کو غلہ ڈھیر کے نواحی علاقہ میں دورے کئے جائیں۔ اور مظاہرے کیلئے کسانوں کو تیار کیا جائے۔

۲) ۱۸ اگست کو پبلک جلسوں میں اپنے مقاصد سے عوام کو آگاہ کیا جائے اور اس غلط فہمی کی پر زور تردید کی جائے جو خود غرض لوگوں اور نواب کے حواریوں کی طرف سے پھیلا کر کسان تحریک سے عوام کو متنفر کیا جا رہا ہے۔ اور کانگرس کے وقار کو ٹھیس پہنچائی جارہی ہے۔

۳) ۲۱، ۲۲ اگست کو غلہ ڈھیر کے تمام کسانوں کو سرخپوش بنایا جائے۔ اور انہیں عدم تشدد کے اصولوں سے واقف کرایا جائے۔ مظاہرہ کے روز ہر ایک کسان سرخ کپڑوں میں ملبوس نظر آئے۔ جلوس کے ساتھ قلبے رکھے جائیں۔ کسانوں کے پاس درانتیاں ہوں۔ یہ پر امن مظاہرہ مردان کے مختلف بازاروں سے ہوتا ہوا نمک منڈی میں ختم ہو۔

اعلان مظاہرہ :۔

فیصلہ کے بموجب ۱۵ اگست کی شب کو کسانوں کا ایک زبردست جلسہ زیر صدارت میاں صاحب شاہ منعقد ہوا۔ جس میں جنرل سیکرٹری نے ۲۴ اگست کے مظاہرے کا اعلان کیا۔ کامریڈ عبدالغفور آتش نے مظاہرہ کی کامیابی کیلئے کسانوں سے اپیل کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں ہر حالت میں ۲۴ اگست کے مظاہرہ کو کامیاب بنانا چاہیے۔ کامریڈ مہر دین واچرج رام کپور نے کسانوں کو

جتھہ بندی پر زور دیا۔ رہنمائے ملت مولانا عبدالرحیم پوپلزئی نے فرمایا کہ اس وقت تک علاقہ میں کافی کسان کمیٹیاں بن چکی ہیں۔ غلہ ڈھیر کی امداد کا اعلان تقریباً تمام کسان کمیٹیوں نے کردیاہے۔ آپ نے کسانوں کو جتھہ بند ہونے اور مظاہرہ میں جوش وخروش سے شرکت کرنے کی اپیل کی اور کسانوں کو سرخپوشی اختیار کر لینے پر زور دیا۔ آپ نے دوران تقریر میں فرمایا کہ جو لوگ ہم پر یہ الزام تراشتے ہیں کہ ہماری طرف سے کسانوں کو زمینوں پر قابض ہونے کی تلقین کی جاتی ہے محض تحریک کو ناکام بنانے کی بے سود کوششیں ہیں۔ ہماری موجودہ جدوجہد خوانین کے ان مظالم کے خلاف ہے جو ان کے جائز حقوق ملکیت سے باہر ہیں۔

منشی احمد دین کی آمد:

۱۶ اگست کی صبح کو مجھے غلہ ڈھیر سے ضروری کام کیلئے پشاور آنا پڑا۔ اسی دن گیارہ بجے کے قریب منشی احمد دین جی پنجاب سے یہاں آئے۔ پارٹی کے سرکردہ کارکنان نے آپ سے غلہ ڈھیر کے متعلق گفتگو کی اور تمام تفصیلی حالات آپ کے سامنے بیان کئے۔ جس پر آپ نے غلہ ڈھیر ایجی ٹیشن کو درست اور کانگرس آئین کے مطابق قرار دیا۔

کانگرس سوشلسٹ پارٹی کی خواہش پر آپنے رات‌کو ایک پبلک جلسہ میں تقریر کی۔ آپکی تقریر کا موضوع غلہ ڈھیر کسان تحریک صوبہ کانگرس اور کانگرس وزارت تھا۔ اپنی تقریر میں آپ نے کسان تحریک کو کانگرس مینو فسٹو کے پروگرام کے مطابق ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ خواہ وہ کانگرسی ہیں، نواب ہیں یا خان، تحریک کو کانگرس ڈسپلن و آئین کے خلاف کہہ رہے ہیں

وہ محض اپنے ذاتی مفاد کے پیش نظر کسانوں کی انقلابی تنظیم میں روڑے اٹکا کر انہیں اپنے مقصد سے دور رکھنا چاہتے ہیں۔ سوشلسٹ پارٹی کے متعلق آپ نے فرمایا کہ پارٹی نے کسانوں کی بر وقت امداد کر کے اپنے جمہوریت پسندانہ جذبے کا اظہار کیا ہے۔ جہاں تک حالات اور واقعات کا تعلق ہے۔ کانگرس سوشلسٹ پارٹی نے کسان تحریک کو اپنے قابو میں رکھ کر عدم تشدد کے اصولوں پر چلانا شروع کیا ہے ۔ صوبہ کانگرس کمیٹی کے ۱۴ اگست والے پاس شدہ ریزولیشن کی مخالفت کرتے ہوئے آپ نے صوبہ کانگرس کے بر سر اقتدار لیڈروں کی کسان کش پالیسی پر اظہار افسوس کیا۔ خصوصاً وزارت قومیت کی جابرانہ روش پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ یو ۔ پی کی وزارت کسانوں کے مفاد کیلئے قانون بنا رہی ہے۔ جیل خانوں کی اصلاح کی جا رہی ہے۔ پولٹیکل جماعتوں کو آزادی سے کام کرنے کی ترغیب دیجاتی ہے۔ لیکن سرحد کی وزارت کسانوں کی آرگنائزیشن کو کچل کر خان ازم کی جڑوں کو مضبوط بنانااور دیدہ دانستہ طور پر عوام میں کانگرس وقار کو کھو دینا چاہتی ہے۔

رجعت پسند کانگرسیوں کی گھبراہٹ : مظاہرہ کے اعلان نے جہاں ایک طرف کسان حلقوں میں ہلچل پیدا کر دی۔ اور کسان شدومد سے مظاہرے کو کامیاب بنانے کیلئے کو شاں نظر آنے لگے۔ وہاں دوسری جانب کانگرسی حلقوں میں کھلبلی مچ گئی۔ رجعت پسند کانگرسیوں کو کسانوں کے انقلابی جوش وخروش سے خطرہ محسوس ہونے لگا۔ کانگرس کے بعض ذمہ وار لیڈروں نے ضلع مردان کی کانگرس کمیٹیوں کے نام خفیہ سرکلر بھیجے۔ جس

میں انہیں ہدایت کی گئی۔ کہ ۲۴ اگست کے انقلابی مظاہرہ کو ناکام بنایا جائے۔ اور ساتھ دیہاتوں میں دورہ کر کے غلہ ڈھیر کسان ایجی ٹیشن کی پر زور مخالفت کی جائے۔ اس سلسلہ میں میرے پاس کافی ریکارڈ موجود ہے۔

فیصلہ کے مطابق مظاہرہ کی کامیابی کیلئے مولانا عبدالرحیم پوپلزئی کامریڈ مہر دین و ۲۰ سرخپوش موضع ستم ودیگر مواضعات کے دورہ پر روانہ ہوگئے۔ راستہ میں ہر مقام پر کسانوں کے اجتماع میں نواب طورو کے مظالم کا تذکرہ کیا گیا اور ۲۴ اگست کے مظاہرہ میں شمولیت کیلئے کسانوں کو دعوت دی گئی۔

پر امن مظاہرہ کا پرچار:

۲۲ اگست کی شب کو باوثوق ذرائع سے پتہ چلا کہ چند کارکنان کے نام گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوچکے ہیں۔ چنانچہ رات بھر کسان سرخپوش گاؤں میں گشت کرتے رہے اور باشندگان غلہ ڈھیر کو مظاہرہ میں جوش و خروش سے حصہ لینے کی تلقین کرتے رہے۔ یہی نہیں بلکہ سرخپوشوں کے چھوٹے چھوٹے گروہ نزدیک کے دیہاتوں میں جاکر پر امن مظاہرہ میں شمولیت کا پرچار کرتے رہے۔

کسانوں کی گرفتاری:

۲۳ اگست کی صبح رشکی سے کامریڈ خان زادہ سرخپوش جرنیل غلہ ڈھیر آیا۔ اور آفس میں اطلاع دی کہ پولیس نے کامریڈ امین الحق و کامریڈ عمر خان کو گرفتار کر لیا ہے۔ اور پولیس کا ایک دستہ نہایت تیزی سے غلہ ڈھیر کی جانب آ رہا ہے۔ آپ نے کہا کہ پولیس کے پاس کامریڈ اننت رام، کامریڈ مہر دین ۔ کامریڈ صاحب شاہ ، و کامریڈ ہمراز خان کے نام کے بھی وارنٹ ہیں۔

ہماری گرفتاری :

آٹھ بجے کے قریب پولیس کپتان بمعہ دو سب انسپکٹر اور ۵۰ مسلح کانسٹیبلوں کے غلہ ڈھیر داخل ہوگئے۔ پولیس کی اچانک آمد سے گاؤں میں کھلبلی مچ گئی۔ آناً فاناً میں سینکڑوں سرخپوش باوردی دفتر کے نزدیک پہنچ گئے۔ عورتوں کا ایک بڑا گروہ ہاتھوں میں سرخ جھنڈے اٹھائے انقلابی نعرے لگاتا ہوا کسان کمیٹی کے دفتر میں آگیا۔ اور اپنے آپ کو گرفتاری کیلئے پیش کیا۔ اس وقت مولانا صاحب اور میں دفتر میں بیٹھے تھے۔ اپنی گرفتاری کا علم ہمیں ایک روز پیشتر ہی ہو چکا تھا۔ ہم ابھی آپس میں باتیں ہی کر رہے تھے۔ کہ گاؤں کا نمبر دار مسٹر گوکل چند دفتر میں آیا۔ اور مولانا صاحب سے مخاطب ہوکر کہا کہ آپ کو پولیس نے گڑھی میں بلایا ہے۔ مولانا صاحب نے کہا کہ مجھے کیوں بلایا جارہا ہے؟ اگر ان کا میرے ساتھ کوئی کام ہے تو وہ یہاں آسکتے ہیں۔ ۵ منٹ کے بعد پولیس کپتان خود وہاں آگیا۔ اسی اثناء میں پولیس نے دفتر کا محاصرہ کر لیا۔ پولیس نے ہم دونوں کو وارنٹ دکھا کر حراست میں لے لیا۔ گرفتاری کے وقت ہزاروں سرخ پوش مرد وزن نواب طورو کے جابرانہ ٹیکس، متشددانہ پالیسی کے خلاف مذمت کرتے نظر آرہے تھے۔ گرفتاری کے بعد مسلح پولیس کی حراست میں ہم کو مردان پہنچایا گیا۔ ہمارے ساتھ موضع رشکئی کے دو سرخپوش بھی گرفتار ہوکر مردان آئے۔ جہاں ڈپٹی کمشنر کے بنگلہ کے باہر ایک کشادہ چمن میں زمین پر ہمیں بٹھایا گیا۔ ہمارے ارد گرد پولیس کا پہرہ تھا۔ یہاں پہنچنے کے چند منٹ بعد ہی میاں اکبر شاہ وکیل ۔ افضل بابا ۔ اور غلام محمد سالار اعظم گرفتار ہوکر آگئے۔ اسی طرح جیل پہنچ جانے کے قریباً

ایک گھنٹہ بعد ہی کامریڈ اچرج رام کپور، میاں محمد شاہ، غرم خان، اجون خان اور لال دین جرنیل تتپہ رشکئ جیل پہنچ گئے۔ یہ بات خاص طور قابل ذکر ہے کہ بعض اشخاص پارٹی بازی اور ذاتی رنجش کی بنا پر گرفتار کرائے گئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ذاتی بغض و عناد کا شکار ہونے والے کسان ایجی ٹیشن سے کافی ہمدردی رکھتے تھے۔ لیکن سوشلسٹ پارٹی سے ان کا خاص تعلق نہ تھا جیسا کہ میاں ثمین جان وکیل بھی کے ایک عام جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے میاں محمد شاہ کے متعلق کہہ چکے ہیں۔

وزارت کی سختگیرانہ پالیسی:

۲۲ اگست کی گرفتاری نے صوبہ بھر کے دیہاتی حلقہ میں ہیجان پیدا کر دیا۔ ہر طرف سے وزارت کے غیر کانگریسی طرز عمل کی مذمت ہونے لگی۔ وہ سرخپوش کسان جنہوں نے تحریک سول نافرمانی کے دور میں برطانوی حکومت کی سختیاں سہیں، جیل کی تنگ وتاریک کوٹھڑیوں میں مصیبت کے دن کاٹے، روز روشن میں گورہ فوج کے ہاتھوں زد و کوب ہوئے، جرمانے دیئے، جسمانی طور تباہ و برباد ہوئے۔ اور جنہوں نے اپنی بے غرض قربانیوں سے موجودہ وزارت کی داغ بیل لگائی کانگرس وزارت کی اس خان نواز پالیسی سے سخت بد ظن ہوئے نہ صرف وزارت کی سختگیرانہ پالیسی اور یک طرفہ کاروائیوں سے ہی انہیں اختلاف تھا۔ بلکہ صوبہ کانگرس کمیٹی کے رویہ نے بھی انہیں بہت حد تک اپنے سے متنفر کردیا۔ ادھر کچھ تو وزارت کی پالیسی پہلے سے ہی کسانوں کے خلاف اور نواب طورو کی حمایت میں تھی ۔ اور نواب طورو کی خواہش پر پکڑ دھکڑ کا سلسلہ جاری تھا۔ اور کچھ پراونشل

کانگرس کی کسانوں کے خلاف محکمانہ کاروائیوں اور ایبٹ آباد کے پاس شدہ ریزولیشن نے وزارت کو موقع دے دیا کہ وہ کھلے بندوں کسانوں کی آرگنائزیشن کو کچلے۔ اور صوبہ سے سوشلزم کا خاتمہ کرنے کیلئے اور سوشلسٹوں کو دبائے ار ان پر تشدد کرے۔ حکومت کی سخت گیرانہ پالیسی کا اندازہ اندھا دھند پکڑ دھکڑ مار پیٹ اور کسان عورتوں کی بے عزتی سے ہی لگایا جاسکتا ہے۔ اور صوبہ کانگرس پارٹی کی اصلی تصویر ایبٹ آباد کے پاس شدہ ریزولیشن میں نظر آسکتی ہے۔ جس کے زریعہ غلہ ڈھیر ایجی ٹیشن میں حصہ لینے والوں پر محکمانہ کاروائی کرنے کا خوف دلایا گیا تھا۔ کانگرس وزارت اور کانگرس پارٹی کی پوزیشن کے متعلق مزید کچھ کہنا غیر ضروری سمجھتا ہوں۔ یہاں یہ ذکر کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ میرا مدعا کتاب ہذا کے اوراق میں کانگرس کی پوزیشن کو کمزور بنانا، کانگرس کے وقار کی توہین یا کانگرس کے بر سر اقتدار لیڈروں کے خلاف زہر چکانی کرنا نہیں۔ اور نہ ہی میرا مقصد کانگرس وزارت کو نقصان پہنچانے کا ہے۔ بلکہ میری حقیقی غرض کانگرس اور کانگرس وزارت کی ان غلط کاروائیوں پر دلیرانہ نکتہ چینی کرنا ہے جو اس سے دیدہ دانستہ یانا دانستہ طور پر سرزد ہوتی ہیں۔ اپنے نقطۂ خیال سے میں اس طرح کی پالیسی اختیار کر کے کانگرس کو عوام میں مضبوط کر رہا ہوں ۔ کتاب کے شروع میں تمام پہلوؤں پر روشنی ڈال دی گئی ہے۔ میرے خیالات اور کتاب کی غرض وغایت کا اندازہ ان چند سطور سے بخوبی لگ سکتا ہے۔

وارنٹ گرفتاری:

۲۲ اگست کی گرفتاری کے بعد ۲۳ اگست کو پولیس نے کامریڈ عبدالغفور آتش

وبخشی فقیر چند وید کے وارنٹ گرفتاری جاری کئے۔ چونکہ ہر دورفقاء بعض وجوہات کے پیش نظر روپوش ہو گئے تھے۔ لہذا مقامی پولیس کو ان کی گرفتاری کیلئے کافی تگ ودو کرنی پڑی۔ سی۔آئی۔ڈی کی رپورٹ پر کئی مرتبہ پولیس کو لاہور امرتسر۔ پنجاب کے دیگر حصوں میں جانا پڑا ۔ لیکن ہر بار پولیس کو ناکامی ہوئی۔

مظاہرہ کے خلاف سازشیں:

پروگرام کے مطابق ۲۴ اگست کے مظاہرہ کو کامیاب بنانے کیلئے ۲۳ اگست بعد ازدوپہر کانگرس سوشلسٹ پارٹی پشاور کے سرکردہ رکن غلہ ڈھیر پہنچ گئے۔ دور و نزدیک کے مواضعات سے بھی کثیر تعداد میں سرخپوش کسان باوردی غلہ ڈھیر آگئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مظاہرہ کو ناکام بنانے کی غرض سے چند ذمہ دار کانگرسیوں پر مشتمل ایک گروپ نے ضلع مردان کے چند ایک دیہاتوں کا دورہ کیا۔ اور وہاں کے کسانوں کو مظاہرہ میں شمولیت کرنے سے روکا۔ کہا جاتا ہے کہ کئی کسانوں سے حلف لئے گئے کہ وہ ہونے والے مظاہرہ میں شامل نہ ہوکر خوانین طبقہ کو ناراضگی کا موقع نہ دیں۔ یہاں تک ہی نہیں بلکہ بعض سرخپوشوں کو خدائی خدمتگار جماعت سے نکال دینے کی دھمکی بھی دی گئی۔ ایک کسان کا بیان ہے کہ اپنے حلقہ کے جرنیل نے اسے کہا۔ کہ اگر وہ میری مرضی کے خلاف غلہ ڈھیر ایجی ٹیشن میں کسانوں کی حمایت کرے گا تو اسے سرخپوشی سے بھی نکال دیا جائے گا۔ اور خان سے کہہ کر زمین سے بے دخل کرایا جائے گا۔

جتھے میں شامل شدہ اصحاب کے نام اور مفصل کاروائی کا تحریری ریکارڈ میرے

پاس محفوظ ہے۔

کامیاب مظاہرہ:

۲۴ اگست کو فیصلہ کے مطابق ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔ ہزاروں سرخپوش کسان کانگرس کے ترنگے جھنڈے اور سرخ علم کو لہراتے ہوئے۔ دور و نزدیک دیہاتوں سے مردان پہنچے۔ فرانٹیئر کانگرس سوشلسٹ پارٹی کے کارکن نعرے لگاتے ہوئے ہمراہ جلوس تھے۔ جلوس کے آگے ۴ ہل اور دونوں طرف بڑے بڑے ماٹو تھے جن پر کسانان غلہ ڈھیر کے مطالبات تحریر تھے۔ ہزاروں باوردی کسانوں و سوشلسٹوں کا جم غفیر مردان کے تمام چھوٹے بڑے بازاروں سے گزرتا اور نواب طورو کے تشدد کانگرس وزارت کے غیر کانگرسی طرز عمل کے خلاف مظاہرہ کرتا ہوا نمک منڈی پہنچا۔ جہاں حسب پروگرام جلسہ منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی صدارت کامریڈ زمان خان نے کی۔ آغاز میں سوشلسٹ نوجوانوں نے قومی ترانے گائے۔ زاں بعد کانگرسی وسوشلسٹ مقررین نے تقاریر کیں۔ اور ۲۲ اگست کی گرفتاریوں کو نا جائز سمجھتے ہوئے وزارت کی رجعت پسند پالیسی کی مذمت کی گئی نیز فیصلہ کیا گیا کہ اگر وزارت اپنے رویہ میں تبدیلی نہ کرے اور گرفتاریوں کا سلسلہ یونہی جاری رکھے۔ تو پر امن طور پر وزارت کا غیر کانگرسی پالیسی کے خلاف ایجی ٹیشن شروع کی جائے ۔ اجلاس میں اس امر کا بھی فیصلہ ہوا کہ ان تمام واقعات سے خان عبدالغفار خان کو آگاہ کیا جائے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جلسہ گاہ میں نواب طورو کے چند شوریدہ سر ملازم بھی موجود تھے۔ جو فساد کرنا چاہتے تھے۔ لیکن کسانوں کی پرامن پالیسی نے فسادیوں کے ناپاک ارادوں کو کامیاب نہ

ہونے دیا۔

نواب طورو کی تقلید:

نواب طورو کی سخت گیرانہ پالیسی اور وزارت کی نیم ٹو ڈیانہ روشن نے ضلع مردان کے خوانین طبقہ میں یہ جرأت پیدا کردی کہ وہ بھی اپنے اپنے مزارعین کے ساتھ نواب حمیداللہ خان آف طورو جیسا نا مناسب سلوک کریں۔ چنانچہ موضع منگہ کے ملک نے اپنے مزارعین کو ایک ماہ کا نوٹس دیا کہ وہ مقررہ میعاد کے اندر اندر زمینوں سے بے دخل ہوجائیں۔ اسطرح بہادر خان آف بکیا نہ کی طرف سے ۲۵ کسان کو بیدخلیوں کے نوٹس ملے (موضع بکیانہ کے کاشکاروں نے اپنے حقوق کے حصول کی خاطر ایجی ٹیشن کا آغاز کیا لیکن ڈاکٹر خان صاحب کی مداخلت سے جدوجہد کا سلسلہ رک گیا۔ اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے۔)

جیل افسران کا رویہ:

غلہ ڈھیر سے گرفتار کر کے پولیس ہمیں مردان جیل میں لے گئی تھی۔ جہاں ہمیں عام قیدیوں کی طرح آہنی سلاخوں والے بند کمرے میں رکھا گیا۔ یوں تو اخلاقی قیدیوں اور ہماری پوزیشن میں کوئی فرق نہ تھا۔ البتہ جیل افسران کا رویہ ہمارے ساتھ نہایت شریفانہ اور ہمدردانہ تھا۔ دن بھر ہم جیل چار دیواری کے اندر آزادی سے گھومتے تھے۔ ملاقاتوں پر کوئی خاص پابندیاں عائد نہ تھیں۔ ہمارے دوسرے ساتھیوں کی دن میں پانچ چھ مرتبہ ملاقات ہوتی تھی ۔ سورج غروب ہونے سے قبل ہم اپنی مرضی سے ادھر ادھر گھومتے گپ شپ لگاتے اور ہنسی مذاق میں مشغول رہتے تھے۔ یہ رعائیتیں ہمیں کسی خاص

وجہ سے حاصل نہ تھیں بلکہ دار وغہ جیل کے اپنے اخلاق کا ثبوت تھا۔

جیل میں ہماری پوزیشن:

جیل میں ہماری پوزیشن مختلف تھی۔ ایک گروپ جس میں میاں اکبر شاہ وکیل۔ میاں محمد شاہ ،اجون خان وغیرہ لوگ تھے اس بات پر مصر تھے کہ ہمیں دوران مقدمہ میں صفائی پیش کرنی چاہیئے۔ اور بیان کے ذریعہ اپنے الزامات کو غلط ٹھہرانا چاہیئے۔ —

دوسرا گروپ جو حضرت مولانا عبدالرحیم پوپلزئی، کامریڈ، اچرج رام کپور اور مجھ سے تعلق رکھتا تھا اس بات کے حق میں تھا کہ ہمیں پہلے ستیہ آگر ہی اسیروں کی تقلید کرتے ہوئے بیانات دینے اور صفائی پیش کرنے سے انکار کردینا چاہیئے۔ ۲۹ اگست کی رات کو جیل کے بندکمرہ میں تین گھنٹے تک اس موضوع پر بحث چھڑی رہی۔ دوران بحث میں میاں اکبر شاہ وکیل اور میاں محمد شاہ آف ہی نے کہا۔ کہ وہ چونکہ سوشلسٹ پارٹی کے باقاعدہ ممبر نہیں۔ اس لئے وہ پارٹی کے ڈسپلن کے پابند نہیں رہ سکتے۔ میاں اکبر شاہ نے کہا کہ بیان نہ دینے سے سول نافرمانی تصور کی جائے گی۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ آپ کی ہدایت پر ہی پہلے گرفتار شدہ ستیہ آگر ہوں نے بیانات نہیں دیئے۔ اب کوئی وجہ نظر نہیں آتی ۔ کہ ہم اپنے بچاؤ کیلئے صفائی پیش کریں۔ کافی بحث ومباحثہ کے بعد بھی کوئی تسلی بخش نتیجہ نہ نکلا۔ ہم نے اس امر کا فیصلہ کر لیا تھا کہ اپنے مقدمہ کے دوران میں نہ ہی کوئی بیان دیں گے۔ اور نہ ہی صفائی پیش کریں گے۔ دوسرے گروپ نے عدالت کے سامنے اپنی پوزیشن صاف کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

دوسرے دن دوپہر کو امیر محمد خان جیل ڈیوڑھی میں آئے اور افضل بابا۔ غلام محمد کپتان ۔ لال دین جرنیل کو بلایا اور انہیں ڈپٹی کمشنر مردان کی اجازت سے مشروط طور پر رہا کرادیا۔ ان تینوں ستیہ آگر ہوں کی رہائی کے متعلق خان عبدالغفار خان سے گفتگو کی گئی۔ میرے پاس ان کی اچانک رہائی کی تفصیل محفوظ ہے۔

مقدمہ کی سماعت:

۲۵ اگست کو ہمارے مقدمہ کی سماعت ہونی تھی۔ اس دن دور دراز علاقہ جات کے سرخپوش والنٹیر ہزاروں کی تعداد میں عدالت میں پہنچ گئے۔ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب بانی تحریک مولانا عبدالرحیم پوپلزئی اور میاں اکبر شاہ وکیل بمعہ دیگر ساتھیوں کے غلام سرور اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت میں پیش ہوئے۔ جیل پھاٹک پر سرخ فوج نے ستیہ آگر ہی اسیروں کا پرجوش استقبال کیا۔ کمرہ عدالت سرکردہ کانگریسی سوشلسٹوں وکسانوں سے بھرا پڑا تھا۔ پولیس نے ہمارے ساتھ مولانا صاحب کو بھی ہتھکڑی پہنا کر زمین پر بٹھا دیا۔ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ جب پولیس نے ملزمان کو زمین پر بٹھایا۔ تو کانگرس وزارت کے عہد حکومت میں پولیس کی اس نازیبا حرکت سے ناراض ہوکر لالہ جمناداس تلواڑ نے اسسٹنٹ کمشنر سے درخواست کی کہ ملزموں کو زمین پر بٹھانے کے بجائے بنچوں پر بٹھایاجائے۔ چنانچہ آپ کی درخواست پر عمل ہوا۔ اس دن مختصر سی سماعت ہونے کے بعد مقدمہ دوسری تاریخ پر ملتوی ہوا۔ واپسی پر دوسرے مواضعات سے آئے ہوئے سرخپوشوں نے گنج منڈی میں جلسہ کیا۔ جس میں خان عبدالغفار کے پاس

ایک وفد لے جانے کی تجویز پاس ہوئی۔ نیز فیصلہ ہوا کہ غلہ ڈھیر کے واقعات سے آل انڈیا کانگرس اور ہائی کمانڈ کو آگاہ کیا جائے۔ اختتام جلسہ پر سرخ پوشوں نے تمام شہر میں نواب طورو کے خلاف مظاہرہ کیا۔ اور چار بجے اپنے اپنے مقام پر واپس لوٹے۔

سوشلسٹ رہنماؤں کو سزائیں:

ہمارے مقدمہ کی سماعت تین دن تک ہوتی رہی ۔ اس دوران میں ضلع مردان، تحصیل پشاور اور دیگر مواضعات کے سرخپوش ہزاروں کی تعداد میں مردان آتے اور مقدمہ کی کاروائی سنتے تھے۔ عدالت کا رویہ ہم سے اخلاقی ملزموں کی طرح تھا۔ آج ہمارے مقدمہ کی آخری تاریخ تھی۔ دور دراز علاقہ جات سے خدائی خدمتگار کسان اور کانگرس پارٹی پشاور کے نوجوان فیصلہ سننے کیلئے آئے ہوئے تھے۔ کمرہ عدالت علاوہ سرخپوشوں کے تماشائیوں کے ہجوم سے پر تھا۔ ٹھیک آٹھ بجے آہنی زنجیروں میں جکڑے ہوئے کسان تحریک کے بے خوف رہنما مولانا عبدالرحیم پوپلزئی بمعہ اپنے رفقاء کے عدالت میں تشریف لائے۔ آپ کی آمد سے کمرہ عدالت انقلاب زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔ آج پریس رپوٹر بھی کافی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ مقدمہ کی سماعت کرتے ہوئے۔ اسسٹنٹ کمشنر نے دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔ کہ عدالت دفعہ مذکور کی رو سے تمام ملزموں سے پانچ صد روپیہ کی ضمانت طلب کرتی ہے۔ بصورت دیگر ہر شخص کو چھ ماہ قید محض بھگتنی پڑے گی۔ مولانا عبدالرحیم، اچرج رام کپور اور میں نے بیان دینے اور صفائی پیش کرنے سے انکار کردیا اور کہا کہ ہم ضمانت دینے کی بجائے قید کو

ترجیح دیتے ہیں۔ مسٹر خرم خان ، میاں محمد ساکن ہبی، اجون خان، امین الحق نے مشترکہ طور پر ایک بیان دیا۔ اول الذکر دونوں ملزموں نے کہا کہ وہ نہ ہی دوران تحریک میں غلہ ڈھیر گئے ہیں اور نہ ہی انہوں نے تحریک مذکورہ میں کسی قسم کا حصہ لیا ہے ۔ آپ نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ وہ موجودہ حکومت کو سابقہ حکومت سے بدتر خیال کرتے ہیں۔ عدالت نے بیان کی وجہ سے اول الذکر دونوں ملزموں کو رہا کردیا۔ اور باقی کو چھ چھ ماہ قید محض کی سزا کا حکم سنایا گیا۔

اسپیشل کلاس کا سوال:

مسٹر ثمین جان وکیل نے اسسٹنٹ کمشنر سے درخواست کی کہ ملزموں میں بعض بلند پوزیشن کے انسان ہیں لہذا انہیں سپیشل کلاس دی جائے جس کے جواب میں کہا گیا کہ اگر ملزموں کی طرف سے کلاس کیلئے درخواست کی جائے۔ تو عدالت غور کرے گی۔یہاں یہ ذکر کر دینا ضروری ہے ۔ کہ بعض ملزموں کے ورثا نے کلاس کیلیے درخواست دی۔ لیکن عدالت نے مسترد کردیا۔ میاں اکبر شاہ وکیل کو ڈپٹی کمشنر کی عدالت سے اے کلاس مل چکی تھی ۔ آپ کا مقدمہ بھی اسی عدالت میں تھا۔ ہمارے سزا پا جانے کے بعد مورخہ ستمبر کو آپ بھی چھ ماہ کیلئے قید ہو کر پشاور جیل چلے آئے ۔ جاتے ہوئے مولانا عبدالرحیم پوپلزئی نے کسانوں کے نام جو پیغام پریس نمائیندگان کو دیا وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

مزدور وکسان ساتھیو! آج جو جنگ لڑی جارہی ہے وہ ظالم اور مظلوم کے درمیان جنگ ہے۔ نواب آف طورو کی امداد کر کے کانگرس کے سرمایہ دار

لیڈروں نے اپنے آپ کو بے نقاب کر دیا ہے کہ وہ سرمایہ دارانہ نظام کو برقرار رکھنااور محنت کش عوام کی لوٹ کھسوٹ پر ہمیشہ کیلئے زندہ رہنا چاہتے ہیں ۔ مجھے امید ہے کہ آپ لوگ باوجود انتہائی تشدد کے بھی اپنی پر امن جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔ آپ کی راہ میں مشکلات آئیں گی۔ لیکن مجھے ان مشکلات میں ہی شعاع امید نظر آرہی ہے۔ اپنی جدوجہد کو جاری رکھیں۔ تمام دنیا تمہاری مظلومیت کی طرف دیکھ رہی ہے۔ آخر فتح ہماری ہی ہوگی۔ اس بیان کی نقل جو میاں محمد شاہ گروپ نے عدالت میں دیا تھا۔

ہم کو موجودہ حکومت اور سابقہ حکومت میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔

کامریڈ میاں محمد شاہ ، کامریڈ خرم خان، کامریڈ عمر خان کا عدالت میں بیان :۔

مردان، ۶ ستمبر ہم سول نافرمانی نہیں کرتے ۔ اور نہ آئیندہ کرنے کا خیال ہے۔ انتخابی اعلان کے مطابق کانگرس کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اقرار جو انہوں نے غریب کسانوں اور مزدوروں سے کئے تھے۔ پورے کریں ۔ ہم اعلان کے مطابق اپنا فرص سمجھتے ہیں کہ غریب کسانوں اور مزدوروں کی امداد کریں۔ اگر کانگرس حکومت نے ان وعدوں کو ایفا نہ کیا تو ہم کو موجودہ اور سابقہ حکومت میں فرق دکھائی نہ دیگا۔ اب تک ہم غلہ ڈھیر نہیں گئے۔

چونکہ ہماری گرفتاری غلہ ڈھیر کے کسانوں کی امداد کے سلسلے میں کی گئی ہے اس لئے اب ہم ضرور جائیں گے۔ اور ان لوگوں کیلئے جان تک قربان کردیں گے۔ اور کسانوں ، مزدوروں کو صبر کی تلقین کریں گے۔ اور سب کچھ کانگرس کے ماتحت کریں گے۔ غلہ ڈھیر کے مظلوم کسان نواب سے اراضیات

نہیں لیتے ۔ بلکہ جائز مطالبات منظور کرانے کیلئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ اور ہم گواہان صفائی پیش کرنا نہیں چاہتے ۔

چشم دید واقعات :

ہم ابھی مردان جیل ہی میں تھے کہ ۱۲۵ کسان گرفتار ہو کر جیل پہنچ گئے۔ گرفتار شدگان میں دس گیارہ اور بارہ سال کے معصوم بچے بھی تھے۔ اور اسی اسی برس کے ضعیف العمر کسان بھی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے کسانوں کو زخمیوں کی حالت میں دیکھا۔ کئی مظلوم کسانوں کے جسم پر لاٹھیوں کی ضربات نظر آتی تھیں۔ پولیس کی متشددانہ پالیسی کے شکار کسانوں نے میرے سامنے غلہ ڈھیر کے چشم دید واقعات بیان کئے ۔ مثال کے طور پر ذیل میں کچھ ستیہ آگرہوں کے بیانات درج کر رہا ہوں۔

"۲۱ اگست کو میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دوبارہ غلہ ڈھیر آیا۔ رات کو کسانوں کے ایک جلسہ میں تقریریں ہوئیں۔ اور وزارت کی پالیسی کے خلاف پر وٹسٹ کیا گیا۔ اسی رات ایک بجے کے قریب کافی تعداد میں پولیس غلہ ڈھیر آگئی۔ اور تمام گاؤں کا محاصرہ کر لیا۔ ۳۰ اگست کو علی الصبح پولیس کپتان مسلح پولیس کی رہنمائی میں غلہ ڈھیر داخل ہوئے۔ پولیس کے علاوہ ۵۰۰ لٹھ بند چھریوں اور کلہاڑیوں سے مسلح شور مچاتے ہوئے شرارت پسند اشخاص گاؤں میں آگئے۔ یہ لوگ نواب طورو کے ملازم اور اس کے مزارعہ تھے۔ پولیس کی آمد سے گاؤں کے تمام کسان سرخ کپڑوں میں ملبوس اپنی اراضیات پر پہنچ گئے۔ پولیس نے زبردستی اراضیات پر قبضہ جمانا چاہا۔ کسانوں نے پر امن ستیہ آگرہ کیا۔ جس پر پولیس کی طرف سے لاٹھی چارج ہوا۔

کانگرسی اور سرخ جھنڈے پھاڑ دیئے گئے۔ کسانوں کو زدو کوب کیا گیا۔ لہلہاتے ہوئے فصل کاٹ دیئے گئے۔ ہمارے مداخلت پولیس کو نا گوارگزری۔ لہذا سب سے پہلے ہمیں گرفتار کیا گیا۔ اور ہمارے دیکھتے کسانوں کا بہت بڑا گروہ گرفتار ہوا۔ ستیہ آگرہی کسانوں پر جہاں ایک طرف پولیس تشدد توڑ رہی تھی وہاں دوسری جانب نواب کے شوریدہ سر ملازم فصلوں کو کاٹ کر تباہی مچارہے تھے۔ ۳۰ اگست کے دن جو خوفناک مظالم دیکھنے میں آئے ہیں انہیں تفصیلاً بیان کرنا از حد مشکل ہے۔ (سادھو سنگھ تعلیم خود ۳۹-۳-۱۹)

میاں صاحب صدر کسان کمیٹی غلہ ڈھیر کا بیان:

نواب طورو کے آدمیوں نے پولیس کی موجودگی میں عورتوں کو بے عزت کیا معصوم بچوں کو پیٹا۔ اور بیس کے قریب بیل کھڑے فصلوں میں چھوڑ دیئے لیکن یہ سب دلخراش واقعات دیکھتے ہوئے بھی پولیس افسران پر خاموشی طاری رہی۔ ستیہ آگرہی کسانوں نے نہایت پر امن طور اپنی گرفتاری دی۔ پولیس نے بہت سے ایسے کسانوں کو بھی گرفتار کیا جن کا ستیہ گرہ کرنے والوں سے کوئی تعلق نہ تھا۔

کامریڈ امرناتھ ممبر کانگرس سوشلسٹ پارٹی کا بیان:

میں ۲۸ اگست کی صبح کو سٹوڈنٹس یونین کے سلسلہ میں غلہ ڈھیر گیا تھا۔ اس سے قبل بھی دو مرتبہ یہاں آنے کا اتفاق ہوا۔ غلہ ڈھیر جانے سے میرا مدعا مسٹر اننت رام تلواڑ کے ذریعے مردان کے طلباء سے تعارف پیدا کرنا تھا۔ پولیس نے مجھے صرف سوشلسٹ ہونے کی بنا پر گرفتار کیا۔

کامریڈ دوارکا ناتھ باغی کا بیان:

پشاور کے چند اخبارات کی طرف سے پریس رپورٹر کی پوزیشن میں مجھے ۳۰ اگست کو غلہ ڈھیر جانا پڑا۔ میں ابھی گاؤں مذکورہ کی سڑک پر ہی تھا۔ کہ ایک پولیس کانسٹیبل نے مجھے لاٹھی سے پیٹا۔ اور بعد ازاں گرفتار کر لیا۔

معصوم بچے کا بیان:

میں ابا جان کیلئے روٹی لے کر کھیت پر جارہا تھا۔ جبکہ راستہ میں ایک سپاہی نے مجھے تھپڑ رسید کئے اور گرفتار کر لیا ۔ اور پورے دو گھنٹہ دھوپ میں بٹھائے رکھا۔

مندرجہ بالا واقعات سے بخوبی اندازہ لگا یا جاسکتا ہے۔ کہ ۳۰ اگست کا دن کس قد تشدد انگیز اور خوفناک دن ہوگا۔ جبکہ بے گناہ کسان مرد اور عورتوں پر بے پناہ مظالم توڑے گئے تھے۔ لاٹھی چارج سے مستورات کو مجروح کیا گیا۔ قرآن شریف کی توہین ہوئی ۔ آزادی وطن کے وہ خوش نما جھنڈے جن کی عزت پر اہل سرحد نے سنہ ۱۹۳۰ میں اپنی قربانیاں دیں لیکن علم حریت کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔ کانگرسی عہد حکومت میں پولیس کے ہاتھوں پرزے پرزے کر کے نذر آتش کر دیئے گئے۔ انقلاب زندہ باد کے نعروں پر پابندیاں عائد کی گئیں۔ حالات اجازت نہیں دیتے ۔ ورنہ ان تمام کسانوں سرخپوشوں اور سوشلسٹ نوجوانوں کے بیانات قلمبند کر کے پولیس کی شرانگیزیوں سے اہل ہند کو آگاہ کردیتا جنہوں نے ۳۰ اگست کا خونی منظر اپنی آنکھوں دیکھا ہے۔

یاد رہے کہ تحریک سول نافرمانی کے دوران میں بھی انگریزی حکومت کو یہ جرأت نہ ہوئی تھی کہ وہ بے گناہ عورتوں کو سنگین ضربات سے مجروح کرتی۔ یہ فخر صرف ہماری اپنی کانگرس گورنمنٹ کو ہی حاصل ہوا ہے جو ۲۳ اپریل ۱۹۳۰ کے سرفروش نوجوانوں کی شہادت سے عالم وجود میں آئی۔

۳۰ اگست کا خوفناک منظر:

نواب طورو نے حکومت کے ذریعہ زمینوں کا کسانوں سے قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ آنریبل ڈاکٹر خان صاحب کی حکومت نے نواب کی امداد کرتے ہوئے پولیس کو ہدایت کر دی کہ وہ بذریعہ طاقت نواب کو زمینوں کا قبضہ دلا دیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ۳۰ اگست کو علی الصبح پولیس کی کثیر تعداد نے گاؤں کا محاصر کرلیا۔ تمام علاقہ کے مختلف حصوں میں پولیس کے پکٹ تعنیات کر دیئے گئے۔ پولیس کے علاوہ نوابطورو کا ایک ہزار آدمی لاٹھیوں، کلہاڑیوں اور برچھیوں سے مسلح غلہ ڈھیر پہنچ گیا۔ اور زبردستی کسانوں کی اراضیات میں داخل ہونا چاہا۔ پولیس کی آمد نے تمام گاؤں میں ہلچل پیدا کردی۔ تھوڑے وقت کے اندر ہی ہزاروں کسان مرد اور عورتیں سرخ اور سہ رنگے جھنڈے لئے کھیتوں کے قریب جمع ہوگئیں۔ اور پر امن ستیہ گرہ شروع کردیا۔ پولیس نے مداخلت کی۔اور کامریڈ سادھو اآاا، اننت رام لیکھراج ۔ امرناتھ پر تھوی ناتھ و دیگر سوشلسٹ نوجوانوں کو حراست میں لے لیا۔ گرفتاری کے وقت سوشلسٹوں نے کسان ستیہ آگر ہوں کو عدم تشدد کے اصولوں پر کاربند رہنے کی تلقین کی۔ سوشلسٹ نوجوانوں کی گرفتاری کے بعد پولیس نے

نہایت بیدردی سے عام کسانوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ جسمیں نابالغ بچے اور اسی برس کے ضعیف العمر کسان بھی شامل تھے۔ اندھا دھند پکڑ دھکڑ کے دوران میں کئی بے گناہ کسان بری طرح پیٹے گئے۔ خصوصاً ایک بچے پر لاٹھی چارج پولیس کی وحشیانہ حرکات کی یاد تازہ کرتی ہے۔ جہاں ایک طرف پولیس سخت گیری سے کام لے رہی تھی وہاں دوسری جانب ستیہ آگرہوں کی پرامن پالیسی کانگرس وقار کو بلند کر رہی تھی۔

مستورات پر تشدد:

کسان مزدوروں کی گرفتاری کے بعد عورتوں نے ستیہ گرہ کیا۔ ستیہ آگرہی عورتوں کے ہاتھ میں قرآن شریف تھے۔ ان ستم رسیدہ عورتوں نے پولیس افسران سے درمندانہ اپیلیں کیں کہ خدارا ہمارے لہلہاتے ہوئے فصلوں کو تباہ نہ کرو۔ ہمارے معصوم بچے بھوک سے تڑپ تڑپ کر مرجائیں گے۔ ہمارے پاس گندم کا ایک دانہ تک نہیں۔ لیکن ان کی آہ وزاری اور منت سماجت کا کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ پولیس کے درندہ صفت آدمیوں نے نہایت بیدردی سے پر امن ستیہ گرہی عورتوں پر لاٹھی چارج کیا۔ سرخ جھنڈا زمین پر پھینک کر پائے حقارت سے ٹھکرایا گیا۔

قرآن شریف توہین کی گئی۔ معصوم بچوں کو پیٹا گیا۔ ضعیف العمر کسانوں پر ڈنڈے برسائے گئے۔ اور فصلوں کو مختصر وقت میں تباہ و برباد کر دیا گیا۔ پولیس کی سفاکی کا یہ سلسلہ شام تک رہا۔ بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ اس دن دوسو کسان گرفتار کئے گئے ۔ پندرہ کسان عورتیں خفیف وشدید مجروح ہوئیں۔ پولیس نے تمام گرفتار شدگان کو ہری پور سنٹرل، جیل مردان سب

جیل اور پشاور سنٹرل جیل میں پہنچادیا ۔

دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ:

گرفتاریوں کے دوسرے دن حکومت نے غلہ ڈھیر میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کردیا۔ اور یہ اعلان کیا گیا کہ کوئی شخص حدود غلہ ڈھیر میں داخل نہ ہو۔

عام کسانوں کی گرفتاری، لاٹھی چارج اور دفعہ ۴۴ کے نفاذ سے حکومت کا خیال تھا کہ شاید اس تشدد آمیز سلوک سے کسان تحریک دب جائے گی۔ اور کسانوں کا انقلابی جوش و خروش سخت گیرانہ پالیسی سے ٹھنڈا پڑجائے گا ۔ لیکن حکومت کی متشددانہ حرکات نے جلتی آگ پر تیل کا کام کیا۔ کسانوں کے جوش میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا۔ اگر ایک طرف پولیس نے تحریک کو دبانے کی ناپاک کوششیں شروع کردیں تو دوسری جانب بڑھے شد و مد سے گرفتاری کیلئے دیگر اضلاع کے کسان محاذ جنگ پر پہنچنے شروع ہوگئے۔

جتھہ کی روانگی:

پہلا جتھہ ۳۱ اگست اور دوسرا جتھہ یکم ستمبر کو دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے غلہ ڈھیر میں داخل ہوا۔ جسے گرفتار کر لیا گیا۔ تیسرا جتھہ ۲ ستمبر کو موضع غلہ ڈھیر گیا۔ لہذا اس جتھہ کو بھی پولیس نے حسب معمول اپنی حراست میں لے لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسی دن کامریڈ دوارکاناتھ رکن سوشلسٹ پارٹی کی گرفتاری بھی عمل میں آئی۔

وزیراعظم کی دھمکی:

باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ دو ستمبر کو ڈاکٹر خان صاحب وزیراعظم

صوبہ سرحد غلہ ڈھیر گئے۔ جہاں کسان ستیہ گرہ کر رہے تھے۔ نواب طورو کا بیٹا جو اسسٹنٹ کمشنر ہے بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ ڈاکٹر خان صاحب نے اپنی آنکھوں سے برباد شدہ فصل اور مسمار مکانات کا معائنہ کیا۔ اور وہاں کے کسانوں کو دھمکایا۔ کہ وہ نواب کی زمینوں سے بیدخل ہو جائیں۔ ورنہ انہیں جیل کی تکلیفات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جس کے جواب میں کسانوں نے ڈاکٹر صاحب سے مخاطب ہوئے ہوئے کہا کہ وہ اپنے حق کی خاطر ہر مصیبت کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ڈاکٹر خان صاحب کی سخت کلامی سے نواب زادہ کو یہ جرأت حاصل ہوئی کہ اس نے پولیس کی امداد سے ان لوگوں کے رشتہ داروں سے ۲۱ مکانات زبردستی چھین لئے جو ستیہ آگرہ کر کے جیل جا چکے تھے۔

عورتوں کی بے عزتی:

نواب طورو کے جبرو استبداد کے خلاف غلہ ڈھیر کی کسان عورتوں اور معصوم بچوں نے مشترکہ جلوس نکالا۔ جلوس کی رہنمائی ۹ سال کا بچہ کر رہا تھی۔ جلوس جب گڑھی کے نزدیک پہنچا تو نواب طورو کے غنڈے ملازموں نے عورتوں اور معصوم بچوں کو پیٹا۔ پولیس یہ تمام افسوسناک واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھتی رہی۔

انتہائی تشدد:

مقامی کسانوں کی گرفتاری کے بعد تمام گاؤں یا تو پالیس کا مرکز بن چکا تھا یا نواب طورو کے ملازمین عورتوں و بچوں کا ڈرا دھمکا کر ان کی بے عزتی کرنے کیلئے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ ۳۰ اگست کی گرفتاری ۔ لاٹھی چارج کے بعد ہر

روز نواب کے آدمی باہر دیہاتوں سے سینکڑوں کی تعداد میں مویشی لے آتے تھے۔ اور کسانوں کی لہلہاتے ہوئے فصلوں میں انہیں چھوڑ دیا جاتا تھا۔ غلہ ڈھیر کی حالت ان دنوں نہایت ہیبتناک نظر آتی تھی۔ عورتوں اور بچوں کو زدو کوب کرنا شریف عورتوں کی بے عزتی اور بوڑھے کسانوں کو گالیاں دینا ملازمین طورو کا روزانہ شغل تھا۔ نواب طورو کے ملازمین نے پہلے تو ستیہ آگر ہی کسانوں کی فصلوں کو تباہ کرنے پر ہی اکتفا کی تھی۔ لیکن اب زیادہ سختی سے کام لیا جارہا تھا۔ بہت سے کسانوں کے مکانات گرادیئے گئے۔ جس کے نتیجہ کے طور پر کسان اپنے مال واسباب اور بال بچوں سمیت سڑکوں پرجا پڑے۔

خان عبدالغفار خان غلہ ڈھیر میں:

۵ ستمبر کو خان عبدالغفار خان۔ ارباب عبدالغفور خان، ارباب باز محمد خان جنرل کمانڈنگ آفیسر تپہ، سیف الملوک خان صدر تحصیل نوشہرہ کانگرس اور ثمین جان خان وکیل ۸ بجے صبح غلہ ڈھیر پہنچے۔ اور تمام برباد شدہ مکانات کا معائنہ کیا۔ سرحدی گاندھی نے کسانوں سے ملاقات کی۔ اوران سے مطالبات کے متعلق استفسار کیا۔ جس کے جواب میں کسانوں نے کہا کہ اس ایجی ٹیشن میں جس قدر ستیہ آگر ہی قید کئے گئے ہیں ان کو جب تک رہا نہ کیا جائے اس وقت تک وہ کسی قسم کی گفتگو کرنا نہیں کرنا نہیں چاہتے ۔ اور نہ ہی وہ کسی دوسرے شخص کو اپنا لیڈر تصور کرتے ہیں۔ کسانوں کے اس جواب سے خان عبدالغفار خان کسی قدر رنجیدہ ہوئے۔ (اس گفت و شنید پر کامریڈ عبدالغفور آتش پروپیگنڈہ سیکرٹری پراونشل کانگرس سوشلسٹ پارٹی صوبہ

سرحد کا بیان جو ۱۰ ستمبر کو پریس میں شائع ہوا ہے، کافی روشنی ڈالتا ہے۔ بیان ذیل میں درج ہے،) عبدالغفار خان ۴ ستمبر کو غلہ ڈھیر گئے۔ کسانوں سے ملاقات کی۔ ان کے ساتھ صورت حال پر بحث کی۔ اور ان کے مطالبات کے متعلق ان سے استفسار کیا۔ کسانوں نے مطالبہ کیا کہ اس ایجی ٹیشن میں جس قدر کسان قید کئے گئے پہلے ان کو رہا کردیا جائے پھر صلح کی گفت وشنید شروع کی جائے گی۔ خان موصوف نے وعدہ کیا کہ وہ گورنمنٹ سے اس سلسلہ میں گفتگو کریں گے۔ یہ خبر پڑھکر میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی کہ اس دوغلی پالیسی کا کیا مطلب ہے۔ کہ جب پچھلے ہفتہ خان عبدالغفار خان کے پاس ایک وفد اس مقصد کیلئے حاضر ہوا کہ وہ اس معاملہ میں مداخلت کرکے سمجھوتہ کی کوئی سبیل تلاش کریں۔ تو آپ وفد سے یوں گویا ہوئے کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ غلہ ڈھیر کے کسانوں میں کتنی طاقت ہے۔ اور کہاں تک ہماری وزارت اور نواب آف طورو کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔ اور جو اپنے سامنے کسانوں پر لاٹھی چارج ہوتے دیکھتے ہیں۔ اور قومی جھنڈہ کو پاؤں تلے روندنے کی اجازت دیتے ہیں کسان عورتوں کی بے حرمتی اور گرفتاریوں کی بھر مار دیکھ کرٹس سے مس نہ ہوئے۔ وہ آج کیوں سمجھوتہ کیلئے میدان میں آئے ہیں۔ اب میرے شکوک اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ کہ اس سمجھوتہ کی تہہ میں کوئی خاص راز ہے۔

کسان ستیہ آگرہیوں کا مقدمہ:

غلہ ڈھیر کے کسان ستیہ آگرہیوں کے مقدمہ کی سماعت ہری پور سنٹرل جیل میں ہوئی۔ ملزمان کی طرف سے کامریڈ چونی لال پلیڈر اور خواجہ محمد اکرم

خان پیروکار تھے۔ مقدمہ کی سماعت ۳ بجے بعد از دوپہر احاطہ نمبر ا میں شروع ہوئی۔ ملزموں کی طرف سے ۵۰ کے قریب گواہان صفائی عارضی کمرہ عدالت میں موجود تھے۔ سماعت مقدمہ سے پیشتر سوشلسٹ نوجوانوں نے قومی ترانہ پڑھا۔ اور انقلاب زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے مصنوعی احاطہ عدالت کی دیواریں گونجا دیں۔ کمرہ عدالت ملزمان اور گواہان صفائی سے کھچا کھچ بھرا پڑا تھا۔ نواب حمیداللہ خان آف طورو بھی سرکاری طور پر عدالت میں حاضر تھے۔ عدالت کی کاروائی تقریباً ۲ گھنٹہ تک جاری رہی۔ اس دوران میں ملزموں نے نہ ہی کوئی بیان دیا اور نہ ہی گواہان صفائی کی شہادتیں پیش کیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب استغاثہ کی طرف سے نواب طورو بیان دینے کیلئے کھڑے ہوئے تو ان کے پاؤں ڈگمگا رہے تھے۔ سر چکرا رہا تھا۔ آپ نے بمشکل تمام لڑکھتی ہوئی زبان میں بیان دیا کہ یہ کسان دو سال سے مجھے کچھ نہیں دیتے اور ناحق تنگ کرتے ہیں۔

اسسٹنٹ کمشنر غلام سرور نے فیصلہ کیلئے دوسری تاریخ مقرر کی۔

سزائیں:

مورخہ ۲۰ ستمبر ہری پور سنٹرل جیل کی عارضی عدالت سے مسٹر غلام سرور اسسٹنٹ کمشنر نے فرنٹیر کانگرس سوشلسٹ پارٹی کے کارکنان کامریڈ سادھو سنگھ کامریڈ امرنا آا،اامریڈ دوارکا ناآا، کامریڈ پرتھمی ناآا، کامریڈ لیکھراج وکسان سبھا کے ذمہ دار رکن گلاب شاہ، سمندر شاہ، صاحب شاہ، کامریڈ اننت رام تلواڑ ۔ کامریڈ خانزادہ خان، کامریڈ پائندہ خان کو دو دو سال قید

بامشقت کا حکم سنایا۔
باقی کسانوں کو چھ چھ ماہ سخت کی سزادی ۔ اور ۲۵ معصوم بچوں کو جن کی عمر ۱۰لا ۱۲ برس کی تھی رہا کردیا گیا تھا۔ تمام ملزمان کو زیردفعہ ۱۴۴۔ ۱۴۰ ضابطہ فوجداری سزائیں دی گئیں۔

ہلچل ہنگامہ :

۳۰ اگست کو گرفتار کئے جانے والے سوشلسٹ کسان اور سرخپوش کارکنوں کی سزا یابی سے صوبہ سرحد کے گوشہ گوشہ میں ہلچل پیدا ہوگئی۔ سیاسی حلقوں میں کابینہ سرحد کی جابرانہ پالیسی کو کانگرس وقار کی توہین خیال کرتے ہوئے قابل مذمت ٹھہرایا گیا۔ فرنٹیر کانگرس سوشلسٹ پارٹی، پراونشل کسان سبھا، ہزارہ کانگرس کمیٹی۔ پشاور نوجوان سبھا۔ سوپر یونین بنوں ، کوہاٹ کانگرس کمیٹی پشاور ۔ راولپنڈی کانگرس سوشلسٹ پارٹی، میونسپل ایمپلائز یونین راولپنڈی موٹر یونین راولپنڈی سوشلسٹ پارٹی لاہور۔ امرتسر، کسان سبھا بہار ودیگر دور و نزدیک کی سیاسی جماعتوں نے وزارت کے رویہ پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ہائی کمانڈ کی توجہ غلہ ڈھیر ایجی ٹیشن کی طرف مبذول کرائی۔ مختلف اخبارات نے اس پر اپنی رائے کا اظہار کیا۔

گواہان صفائی :

۳۰ اگست کے گرفتار شدہ سوشلسٹوں نے صفائی کی شہادت میں مولانا عبدالرحیم پوپلزئی کو بھی طلب کیا۔ چنانچہ پشاور سنٹرل جیل سے پانجولاں آپ ہری پور سنٹرل جیل لائے گئے۔
سپرنٹنڈنٹ جیل کے انکار پر آپ کو کانگرس کیمپ میں رکھا گیا، جہاں مقامی

کانگریسی و سوشلسٹ کارکنان سے تبادلہ خیالات کیا۔ آپ کے ارشاد پر ہر دو خیال کے رفیقوں نے غلہ ڈھیر کسان تحریک سے پورے تعاون کا یقین دلایا۔ دن گذارنے کے بعد رات کی گاڑی میں آپ پولیس کی حراست میں واپس پشاور آگئے۔

تحریک کا اثر:

غلہ ڈھیر تحریک کی روز افزوں ترقی نے دیگر دیہاتوں میں اپنا اثر جمایا۔ بیاں کیا جاتا ہے کہ غلہ ڈھیر کے نزدیک ایک گاؤں رشکئی ہے جہاں کسان ستیہ گرہ کی تحریک ابھی شروع نہیں ہوئی تھی۔ مگر تیاریاں ہو رہی تھیں اور کسان انقلابی جدوجہد میں مصروف تھے۔

اسی طرح تحصیل چارسدہ میں بھی خان میر عالم خان کے مزارعین ستیہ گرہ کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ سرحدی کی گاندھی و ڈاکٹر خان صاحب کے مزارعین میں بھی بھاری بے چینی پائی جاتی تھی۔

یہی نہیں بلکہ ضلع ہزارہ، ریاست ٹیری، بنوں اور کوہاٹ کے مواضعات میں بھی کسانوں نے جتھہ بندی کا آغاز کر دیا۔

پارٹی کا فیصلہ:

کانگرس سوشلسٹ پارٹی نے اپنے ایک اجلاس میں اس کا فیصلہ کیا تھا کہ ہر ایک ضلع سے سرخپوش کسان جتھے بند ہو کر غلہ ڈھیر پہنچیں اور اپنے آپ کو گرفتاری کیلئے پیش کریں۔ پارٹی کے اس فیصلہ کے مطابق ڈیرہ اسماعیل خان کے سوشلسٹ کارکن کامریڈ کنور بھان نے فرانٹیر کانگرس سوشلسٹ پارٹی کو اطلاع دی کہ باوجود سخت مشکلات کے بھی وہ گرفتاری کے لئے محاذ جنگ پر

التوائے جنگ

پہلی پوزیشن ---------------- آخری فیصلہ

دوسرا حصہ

پہنچ رہے ہیں۔ کامریڈ نارنگ نے صوبہ سرحد کے سوشلسٹ خیالات کے نوجوانوں سے اپیل کی کہ وہ اس غریبی کی جنگ میں پورا حصہ لے اپنے فرض منصبی کو ادا کریں۔ اسی طرح علاقہ خانپور کے کسانوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ستیہ آگرہ کمیٹی کی ہدایت پر پنڈ گھاکڑہ کا ایک جتھہ لے جائیں گے۔ علاوہ اس کے تحصیل چارسدہ۔ رشکئی، سرائے نعمت خان۔ خالصہ پشاور کسان سبھانے بھی فیصلہ کیا کہ وقت ضرورت غلہ ڈھیر میں جتھے بھجوائے جائیں۔

پارٹی کی اپیل کا اثر :

کانگرس سوشلسٹ پارٹی امرتسر نے ڈاکٹر بھاگ سنگھ کی صدارت میں مندرجہ ذیل اہم امور کے متعلق فیصلے کئے ۔

ایک قرار داد کے ذریعہ صوبہ سرحد میں کانگرس گورنمنٹ کی کی گئی سختیوں کی مذمت کرتے ہوئے سرحدی سوشلسٹوں کو اپنے پورے تعاون کا یقین دلایا۔ اور فیصلہ کیا گیا کہ سرحد میں پارٹی ستیہ گرہ کے لئے جتھے روانہ کرے۔ امرتسر کیطرح گوجرانوالہ ، لائل پور، جالندھر پٹنہ بٹالہ، راولپنڈی کانگرس سوشلسٹ پارٹیوں نے غلہ ڈھیر ایجی ٹیشن میں ستیہ گرہ کرنے کا فیصلہ کیا اور پبلک جلسوں میں وزارت سرحد کی سخت گیرانہ پالیسی کی زبردست مذمت کی گئی۔

پارٹی پوزیشن :

تحریک کے آغاز سے لے کر اس وقت تک پارٹی کانگرس مینی فسٹو کے پروگرام کے مطابق کسانوں کو جتھہ بند[کر]تی رہی۔ اور دیہاتی حلقوں میں عدم تشدد کے اصولوں کا پرچار کیا جاتا ہے۔ پارٹی کے ذمہ دار کارکنان اپنی

تقریروں اور تحریروں میں اس امر کی وضاحت کرتے رہے کہ ان کا ہر قول و فعل کانگرس آئین کے مطابق ہوگا۔ اور وہ ہر حالت میں کانگرس کی پوزیشن کو محفوظ رکھیں گے۔ کتاب کے اگلے اوراق میں سوشلسٹوں کے بیان درج کئے گئے ہیں۔

التوائے جنگ:

التوائے جنگ کی درخواستیں:

غلہ ڈھیر کسان تحریک کی روزافزوں تیز رفتاری اور سرحدی کانگرس وزارت کی سخت گیرانہ پالیسی و خلاف آئین کانگرس سرگرمیوں کے پیش نظر صوبہ سرحد کے انتہا پسند کانگرسیوں نے پروانشل کانگرس سوشلسٹ پارٹی سے درخواستیں کیں کہ وہ عارضی طور پر ایجی ٹیشن کو ملتوی کر دیں۔ تاکہ ہم التوائے جنگ کے دوران میں حکومت، کسانوں اور نواب کے مابین کوئی تسلی بخش سمجھوتہ کیلئے خوشگوار فضاء پیدا کرسکیں۔ درخواست کنندگان نے پارٹی ھذا کو اس امر کا یقین دلایا کہ سمجھوتہ سے قبل وہ تمام گرفتار شدہ اور سزا یافتہ ستیہ گرہیوں کو غیر مشروط طور پر رہا کرالینگے۔

اخبارات کی اپیلیں:

جہاں ایک طرف سرحد صلح پسند کانگرسیوں نے صوبہ سوشلسٹ پارٹی سے التوائے جنگ کی درخواستیں کیں وہاں دوسری طرف اخبارات کے ایڈیٹروں نے بھی پارٹی سے اپیل کی کہ غلہ ڈھیر کی موجودہ ایجی ٹیشن عارضی طور پر بند کردی جائے تاکہ سرحد حکومت نہایت غور اور ٹھنڈے دل سے کسانوں

کے مطالبات کو دیکھے۔
سرحد و بیرون سرحد کے انتہا پسند کانگرسیوں۔ آزاد خیال نوجوانوں کی مسلسل درخواستوں کے پیش نظر پراونشل کانگرس سوشلسٹ پارٹی کو مجبوراً ایجی ٹیشن کے التوا کا اعلان کرنا پڑا۔ تحریک کے ملتوی کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان دنوں آل انڈیا کانگرس سوشلسٹ پارٹی کسان تحریک کی تحقیقات کیلئے پشاور آرہی تھی۔ اور ساتھ ہی دھلی میں آل انڈیا کانگرس کا جنرل اجلاس ہورہا تھا۔ جس میں صوبہ کے ذمہ دار کانگرسی اور سوشلسٹ لیڈر غلہ ڈھیر کسان تحریک کے صحیح حالات پیش کرنا چاہتے تھے۔
عارضی طور پر تحریک ملتوی کردینے کے بعد کانگرس سوشلسٹ پارٹی نے ضلع مردان، ضلع پشاور و کوہاٹ کے حلقوں میں کسان کمیٹیوں کے قیام کی کوششیں شروع کردیں۔ پارٹی کارکنان گروپوں کی صورت میں دیہاتوں کے اندر کانگرس منشور کے مطابق عدم تشدد کے اصولوں پر کسان جتھہ بندی کا پرچار کرنے لگے۔ نہ صرف کسان تنظیم پر ہی زور دیا گیا بلکہ کسانوں کو سرخپوش بننے پر آمادہ کیا گیا۔ جس کے نتیجہ کے طور لاتعداد کسان آزادی وطن کی اس مجاہد فوج میں بھرتی ہوگئے۔ اس کی زندہ مثال ۲۴ اگست کے پر امن مظاہرہ اور ۳۰ اگست کی اندھا دھند گرفتاریوں سے لگایا جاسکتا ہے۔ جبکہ تمام کے تمام کسان سرخ کپڑوں میں ملبوس کانگرس زندہ باد اور کسان زندہ باد کے ملک بوس نعرے لگا کر مخالفین کانگرس کو شرمندہ کر رہے تھے۔

مخالفانہ سرگرمیاں:

جہاں ایک طرف کسان سبھا اور کانگرس سوشلسٹ پارٹی کسانوں کو کانگرس

کے اندر لاکر کانگرس کی تقویت بڑھا رہے تھے وہاں درسری طرف التوائے تحریک کے دور میں بھی صوبہ کے سرکردہ کانگرسیوں اور وزارت کی مخالفانہ سرگرمیوں میں اضافہ ہورہا تھا۔ ایک طرف سمجھوتہ کی کوشش اور دوسری جانب تحریک کو تباہ کرنے کی در پردہ سازشیں نہ صرف کسان تحریک کو ہی بلکہ خود کانگرس کیلئے باعث نقصان ثابت ہورہی تھیں۔

ہماری جیل زندگی :

ہم ان مظلومین غلہ ڈھیر سے ہمدردی کرنے کی پاداش میں قید تنہائی کے ایام گذار رہے تھے۔ اپنی کانگرس وزارت کے عہد میں لمبی چوڑی چار دیواری کے اندر آہنی سلاخوں کے حیوانی پنجرہ میں مقید ہوتے ہوئے بھی کوئی طاقت ہمارے خیالات کو پراگندہ نہ کرسکی۔ اور نہ ہی ہمارے دل و دماغ پر حکومت کی سخت گیرانہ پالیسی کا کوئی اثر ہوا۔ البتہ ہمیں افسوس تھا تو صرف اس بات کا کہ حاکم وقت نے ہمیں جسمانی قید کے ساتھ ساتھ روحانی قید کا بھی سنگین حکم سنایا۔ یعنی ہمیں جیل کی حیوانی بستی میں پریشانی دماغ کی درستی کیلئے کوئی کتاب یا اخبار ملنا بھی محال تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہم انسانی دنیا کے کئی اہم واقعات سے بے خبر رہتے تھے۔

وہی رنگ ڈھنگ :

قید و بند سے قبل خیال تھا کہ شاید کانگرسی عہد حکومت میں جیل خانہ جات کی اصلاح ہوچکی ہوگی۔ خوراک، رہائش اور علاج معالجہ کا انتظام بہتر ہوگا۔ سنگین مشقتوں میں کچھ تبدیلیاں آچکی ہونگی۔ خاص کر سیاسی ایجی ٹیڑوں پوزیشن اخلاقی اسیروں سے جداگانہ ہوگی، وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ تمام خیالات

جیل خانہ کے اندر قدم رکھتے ہی خواب پریشان کیطرح ثابت ہوئے۔
وہی ڈھاک کے تین بات والی بات ہمارے سامنے آئی۔ بدنصیب قیدیوں کیلئے کو ہلو۔ خراس چکی۔ کمبل ملائی، منج کتائی، لنگر و دیگر کئی اقسا ا کی سنگین مشقتیں۔
بیدزنی، تنہائی کوٹھڑی کھلی ہتھکڑی۔ ڈنڈہ بیڑی اور کم خوراکی وغیرہ سخت سزائیں اسی طرح بدستور وہی پہلے کی طرح کیڑے مکوڑوں کی ترکاری، نیم جلی سڑی روٹی، رہنے کیلئے بدبودار تنگ و تاریک کوٹھڑیاں، جیل عملہ کی بدسلوکی، سخت کلامی ، ذلت آمیز باتیں اور زدوکوب کا سلسلہ بدستور نظر آیا۔
الغرض اصلاح جیل خانہ جات کے متعلق کانگرسی عہد وزارت کے دوران میں اسوقت تک جو کچھ ہونا چاہیئے تھا نہ ہوا، حالانکہ یو، پی، سی، پی، بہار اور بمبئی کی کانگرسی وزارتوں نے جیل خانوں کی بدتر حالت میں جو نمایاں تبدیلی کی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔
آئیندہ پروگرام کے متعلق بمبئی میں کانگرسی وزراء کی ایک کانفرنس ہوئی تھی جس میں ہمارے خدائی خدمتگار وزیراعظم ڈاکٹر خان صاحب بھی تشریف لے گئے تھے۔ دوران اجلاس میں مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے سیٹھ جمنا داس بجاج نے ڈاکٹر خان صاحب سے دریافت کیا کہ ان کا عوام کی بہتری کیلئے پہلا اقدام کیا ہوگا۔ جس کے جواب میں آپ نے فخر یہ طور پر فرمایا کہ میرا سب سے پہلا کام اصلاح جیل خانہ جات ہوگا۔
لیکن افسوس کہ جس جرأت سے مندرجہ بالا الفاظ کہدیئے گئے تھے اتنی ہی کمزوری سے مذکورہ بالا الفاظ کی عملاً تردید کر دی گئی۔ بقول مولانا ظفر علی

خان " صوبہ سرحد سرزمین بے آئین ہے۔" کی مثال کانگرسی حکومت پر بھی حاوی ہوتی ہے۔ یہاں اب بھی سیاہ قوانین بوقت ضرورت استعمال میں لائے جاسکتے ہیں ۔ پہلے کی طرح موجودہ وقت میں بھی مظلوم طبقہ کو مصائب و آلام کی کھٹن منزلوں سے گذرتا ہے۔ سرمایہ دارانہ لوٹ گھسوٹ کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ ستم رسیدہ کسانوں کی مشکلات میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

چونکہ موجودہ وقت میں وزارت کی تمام پالیسی پر بحث کرنا مقصود نہیں اسلئے اس اہم مسئلہ کو کسی دوسرے وقت پر چھوڑتا ہوں اور اصلی موضوع کی طرف آتا ہوں۔

باہر کے حالات:

سیاسی مذاق رکھنے والوں کیلئے اشد ضروری ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ لکھتے اور پڑھتے رہا کریں تا کہ ان کا رجحان طبع ملکی معاملات میں ہی لگا رہے۔ میں نے شروع میں ہی کہہ دیا ہے کہ ہمیں اخبارات پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن جب کبھی پوشیدہ طور پر کسی دن کوئی معمولی سا اخبار بھی ہم تک پہنچ جاتا تھا تو ہم اس دن انتہائی مسرت کا اظہار کرتے تھے۔ ان دنوں غلہ ڈھیر ہندوستان بھر کی توجہ کا خاص مرکز بنا ہوا تھا۔ ملک کی سیاسی وغیر سیاسی جماعتیں سرحدی وزارت کی کسان کش پالیسی کو تعجب کی نگاہوں سے دیکھتی تھیں۔ ملک بھر کے اخبارات نے کسان ایجی ٹیشن کو جائز اور درست سمجھتے ہوئے کانگرس وزارت کی غلط اور خلاف آئین کانگرس پالیسی پر نکتہ چینی کی۔ کسانوں کی پر امن جتھہ بندی اور ان کی سرگرمیوں کو کانگرس انتخابی اعلان

کے عین مطابق سمجھا۔ اور ہندوستان کی سیاسی جماعتوں سے کسان ایجی ٹیشن کے تعاون کی اپیلیں کیں۔ یہی نہیں بلکہ ہندوستان سے کوسوں دور مزدوروں کی سوویٹ حکومت روس میں بھی غلہ ڈھیر کسان جدوجہد کے حالات پہنچ گئے چنانچہ انہوں نے ذیل کی خبر بذریعہ ریڈیو براڈکاسٹ کی۔

کروڑوں انسانوں کے غلام ملک ہندوستان کے صوبوں میں صوبہ سرحد ایک ایسا صوبہ ہے جہاں آزادی کے حقیقی پرستار آباد ہیں۔ جن کے سینہ میں جذبہ آزادی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ صوبہ سرحد کے دیہاتوں میں غلہ ڈھیر آجکل کسان ایجی ٹیشن کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اس ایجی ٹیشن میں اس وقت تک پانچ صد سوشلسٹ گرفتار ہو چکے ہیں۔ یہ صوبہ کانگرسی صوبہ ہے۔

خطرناک سازش:

مورخہ ۲۳ ستمبر کو آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس دھلی میں ہوا۔ راولپنڈی دفتر سے جو ان دنوں ستنیہ گرہ آفس بنا ہوا تھا بخشی فقیر چند وید دھلی گئے۔ اس اجلاس میں تحریک غلہ ڈھیر کے متعلق ایک قرار داد پیش کرنے کی غرض سے حکیم عبدالسلام ہزاروی بھی پہنچ گئے۔ لیکن ان کا ریزولیشن ایک خطرناک سازش کا شکار کر دیا گیا۔ اس وجہ سے آپ نے آل انڈیا کانگرس کی ممبر شپ سے استعفیٰ دیدیا۔

پولٹیکل پرزنرز ریلیز کانفرنس:

۲۵ ستمبر کو انصاری نگر دہلی میں آل انڈیا پرز نرز ریلیز کانفرنس کا انعقاد ہوا۔

جس کی صدارت کے فرائض اچار یہ نریندر دیوایم ۔ ایل ۔ اے نے انجام دیئے۔ آپ نے ابتدائی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اسوقت بنگال پنجاب اور بمبئی میں سیاسی قیدی مقید ہیں ۔ مگر کانگرسی حکومتوں میں سیاسی قیدیوں کا ہونا انوکھی بات ہے۔ آپ نے کہا کہ کانگرس وزارتوں میں سیاسی واخلاقی قیدی میں تمیز ہونی چاہیئے کیونکہ سیاسی قیدی مزدوروں اور کسانوں میں نئی زندگی پیدا کرنے کیلئے ہر قسم کی قربانی بلکہ بسا اوقات اپنی قیمتی جانیں بھی قربان کر دیتے ہیں۔ آپ نے صوبہ سرحد کے ستیہ گرہوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انہیں ہر حالت میں سیاسی قیدی تسلیم کیا جائے اور جلد ہی انہیں غیر مشروط طور پر رہا کر دیا جائے

ریزولیشن متعلقہ کسان ایجی ٹیشن :

کانفرنس کے اس اجلاس میں منشی احمد دین، سید حسن بٹ، مسٹر یامین، کامریڈ جے بخاری، چودھری شیر جنگ، کامریڈ باٹلی والا، بی۔پی۔ایل بیدی اور پنجاب و سرحد کے دیگر سوشلسٹ نوجوانوں نے شرکت کی۔

چودھری شیر جنگ نے غلہ ڈھیر ایجی ٹیشن کے متعلق ایک ریزولیشن پیش کرنے کی اجازت چاہی۔ چنانچہ صدر منتخب کی اجازت سے ریزولیشن پیش ہوا۔ چودھری صاحب نے قرارداد پیش کرتے ہوئے ہنگامہ خیز تقریر کی۔ آپنے اپنی تقریر کے دوران میں سرحدی کانگرسی وزارت کی جابرانہ، غیر منصفانہ اور کسان کش پالیسی کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اس قسم کی غلطیاں کانگرس کی پیشانی پر بد نما دھبہ ہیں۔ قرار داد میں سرحد حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ جلد از جلد گرفتار شدہ سوشلسٹوں و کسانوں کو غیر مشروط طور پر آزاد کر دے

اور نواب طورو کی زیادتیوں کی تحقیقات کی جائے۔

تائید:

ریزولیشن کی تائید کرتے ہوئے کامریڈ فقیر چند ویدنے بالتفصیل بیان کیا کہ عرصہ چار سال ہوئے جب نواب کے علاقہ کے کسانوں نے کانگرس تحریک میں حصہ لیا تو نواب صاحب نے انہیں اس جماعت میں شامل ہونے سے روکنے کیلئے ان کی بیدخلیاں شروع کردیں۔ جس پر کسانوں نے پرامن ستیہ آگرہ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ آپ نے کہا کہ غلہ ڈھیر کے کسان اسی طرح ستیہ آگرہ کر رہے ہیں جسطرح باردولی کے کسانوں نے کیا تھا۔ دوران تقریر میں مفصل طور پر آپ نے سرحدی وزارت اور سرحدی کانگرس کی پالیسی پر روشنی ڈالی۔اور کہا کہ فرنٹیر گورنمنٹ نے سوشلسٹوں کو گرفتار کر کے کانگرس کے تعمیری پروگرام اور اپنے انتخابی وعدوں کی خلاف ورزی کی ہے۔

قرارداد:

بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت ریزولیشن کی تحریک کرتے ہوئے چودھری شیر جنگ نے ستم رسیدہ کسانوں کی پردرد داستان کا نقشہ کھینچا اور بخشی فقیر چند ویدنے تائید کرتے ہوئے مظلومین غلہ ڈھیر کی مصیبت زدہ حالت، سرحدی کانگرس وزارت کی جابرانہ پالیسی، پراونشل کانگرس کا طرز عمل، طبقہ خوانین کی وحشیانہ سازشیں، رجعت پسند کانگرسیوں کی مخالفانہ سرگرمیوں اور وطن دشمن اشخاص کی کسان تحریک کے خلاف ناپاک کوششوں کا کچا چٹھا بیان کیا تو ہزاروں فرزندان وطن کی طرف سے سرحد وزارت کے طرز سلوک کی مذمت کی گئی۔ "خان ازم برباد" ۔" سرحد انگریزنواز پالیسی کو تباہ کردو" کے

فلک شگاف نعروں نے طوفان بپا کر دیا۔
بخشی صاحب کی تائید کے بعد آنریبل چیف منسٹر ڈاکٹر خان صاحب اسٹیج پر تشریف لائے۔ آپ نے گھبراتے ہوئے اور لڑکھڑاتے ہوئے کہا کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں اچھا کر رہا ہوں ۔ اور آئیندہ جو کچھ کروں گا۔ اچھا کرونگا میں نے سرحد میں کانگرس کو تقویت پہنچانے کیلئے وزارت قبول کی۔ آپ نے کہا کہ بخشی صاحب مبالغہ سے کام لے رہے ہیں۔ وہ بھاگ کر دھلی آچھپے ہیں۔ تقریر کے دوران میں آپ نے کہا کہ سرحدی سوشلسٹوں نے مظلوم کسانوں کو اکسا کر وزارت کے خلاف جہاد کرنے پر آمادہ کر دیا ہے۔ اور غریب کسانوں سے ۹۰۰ روپیہ وصول کر لیا ہے۔ جابرانہ ٹیکسوں کے متعلق انریبل منسٹر نے کہا کہ میں نے تمام ناجائز ٹیکس منسوخ کر دیئے ہیں اور مولانا عبدالرحیم پوپلزئی کی رہائی کے احکام جاری کرا آیا ہوں۔

منشی احمد دین کی تقریر کا اقتباس:

منشی احمد دین نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ بقول ڈاکٹر خان صاحب اگر بخشی فقیر چند پشاور سے بھاگ کر آیا ہے تو ہرج ہی کیا ہے۔ اگر آج دیگر سوشلسٹوں کی طرح بخشی صاحب بھی گرفتار ہوتے تو وزارت کی کسان کش پالیسی اور اس کی غیر آئین کانگرس حرکات کا کچا چٹھا کون بیان کرتا ۔ ۹۰۰ روپیہ کے متعلق آپ نے کہا کہ اگر سوشلسٹوں نے کسانوں سے روپیہ وصول کیا ہے۔ تو جائز طور خرچ کیا گیا ہوگا۔ کوئی تحریک روپیہ کے بغیر نہیں چل سکتی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ روپیہ ضائع کیا گیا ہے۔ سول نافرمانی کے دوران میں لاکھوں روپیہ ہندوستان سے خان برادروں کے نام جاتا

رہا ہے۔ کیا ہم یہ یقین کرلیں کہ روپیہ خرد برد کیا گیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ تمام روپیہ ضرورت کے مطابق خرچ آیا ہوگا۔ کسانوں کی گرفتاری کے متعلق آپ نے کہا کہ سرحدی وزارت کا یہ جداگانہ رویہ قابل تعریف نہیں۔

جے بخاری کی تقریر کے اقتباس :

کامریڈ جے بخاری نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔

کہ ڈاکٹر خان صاحب نے اپنی تقریر کے دوران میں فرمایا ہے کہ بخشی فقیر چند نے جو واقعات بیان کئے ہیں وہ غلط اور جھوٹ ہیں۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ ایمانداری اور صداقت سے

کیا مطلب ہے کہ بخشی صاحب چونکہ غریب خاندان میں پیدا ہوئے ہیں۔ اسلئے ان کی ہر سچی بات بھی مبالغہ ہے اور ڈاکٹر خان صاحب نے سرمایہ دارانہ ماحول میں پرورش پائی ہے اسلئے ان کی ہر غلط بات صحیح، درست اور خدائی کلام ہے۔

تحریک غلہ ڈھیر کے متعلق آپنے کہا۔

کہ کانگرس وزارت کے عہد میں کسانوں سے سخت گیری کا سلوک کانگرس مینی فسٹو کی توہین کرتا ہے۔ قرارداد کی تائید مزید کے بعد کامریڈ موہن لال سکسینہ مسٹر بنکم چیڑجی اور کامریڈ سمپورنانند نے غلہ ڈھیر کی کسان ایجی ٹیشن کو جائز ٹھہراتے ہوئے سرحدی وزارت کی پالیسی پر اظہار افسوس کیا۔

قرارداد پر بحث کرتے ہوئے کانگرس انتخابی اعلان کی دفعہ کا حوالہ دیا گیا۔ جس میں کسانوں کی جتھہ بندی اور ان کی پر امن جدوجہد کو درست بتلایا گیا۔

ریزولیشن پر بحث جاری تھی کہ کانفرنس کا اجلاس ملتوی ہوگیا۔

تحقیقاتی کمیٹی کی آمد:

مورخہ کو بخشی فقیر وید نے دہلی سے بذریعہ تار پارٹی کو اطلاع دی کہ بہت جلد غلہ ڈھیر کے کسانوں کے مطالبات و شکایات اور وزارت سرحد کی تحقیقات کیلئے کمیٹی جو منشی احمد دین بی۔پی۔ایل بیدی وسوامی سہبانند سرسوتی پر مشتمل ہوگی آرہی ہے۔ اس ہفتہ کے اندر کامریڈ جے پرکاش نارائن جنرل سیکرٹری آل انڈیا کانگرس سوشلسٹ پارٹی نے خان عبدالغفار خان اور ستیہ آگرہ کمیٹی کو تار بھیجے جسمیں لکھا تھا کہ ستیہ آگرہ کے متعلق تمام مفصل حالات بھیجے جائیں تا کہ آل انڈیا سوشلسٹ پارٹی کے اجلاس پر غور کیا جائے۔

اسی مقصد کی ایک تار چار یہ کر پلانی جنرل سیکرٹری آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے عبدالغفار خان کو ارسال کی۔ لہذا ستیہ آگرہ کمیٹی اور سوشلسٹ پارٹی دونوں نے آل انڈیا کانگرس، آل انڈیا کانگرس سوشلسٹ پارٹی، آل انڈیا کسان سبھا۔ مہاتما گاندھی اور سبھاش چند ربوس کو غلہ ڈھیر کسان تحریک کے صحیح حالات بھیج دیئے۔

خیالات:

مورخہ کو آل انڈیا کانگرس سوشلسٹ پارٹی کی ہدایت پر مسٹر مسانی اور اچار یہ نریندر دیو ایم۔ ایل۔ اے و منشی احمد دین تحقیقات کیلئے پشاور آئے۔ آپ کی آمد سے سیاسی حلقوں میں ہل چل پیدا ہوگئی۔ کانگرس کا وہ طبقہ جو نواب اور کسانوں کے مابین تسلی بخش سمجھوتہ کی کوششوں میں مصروف تھا

ہر دور رفقاء کی تشریف آوری پر انتہائی خوش ہوا۔ لیکن ساتھ ہی کانگرس کا وہ رجعت پسند عنصر جن کا مقصد باہمی کشمکش کو بڑھانا تھا تحقیقاتی کمیٹی کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھنے لگا۔

وزیراعظم سے ملاقات:

مورخہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو مسٹر مسانی اور اچار یہ نریندر ہردو رفقاء نے آنریبل چیف منسٹر خان صاحب سے طویل ملاقات کی۔ آپ نے دوران ملاقات میں خان صاحب سے درخواست کی کہ انہیں غلہ ڈھیر جاکر بچشم خود حالات کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ جس پر ڈاکٹر خان صاحب نے کہا کہ آپ کو وہاں جاکر پریشان ہونا پڑیگا۔ اس لئے آپ غلہ ڈھیر جانے کی کوشش نہ کریں۔ گفتگو کے دوران میں ڈاکٹر خان صاحب نے کہا کہ میں بارہ دن کے اندر تمام جھگڑا ختم کرادوں گا۔ اور اس سے قبل میں تمام اسیروں کی رہائی کے احکام جاری کردونگا۔

پشاور سنٹرل جیل:

اسی دن بعد از دوپہر مسٹر مسانی اور اچاریہ نریندر دیو پشاور سنٹرل جیل میں مولانا عبدالرحیم پوپلزئی سے ملے۔ یہ ملاقات وفد کے مطالبہ پر وزیراعظم کی اجازت سے کرائی گئی۔ ملاقات کا سلسلہ تقریباً 1 1/2 گھنٹہ تک جاری رہا۔ مسٹر مسانی کے ارشاد پر مولانا صاحب نے غلہ ڈھیر کسان ایجی ٹیشن کے ابتدائی حالات، طورو نواب کے مظالم کی داستان، صوبہ کانگرس کی پوزیشن، کانگرس وزارت کی پالیسی اجرائے تحریک کے وجوہات اور دیگر ضروری حالات

بیان کئے۔ اور ہر دو معزز رفیقوں سے استغفار کیا کہ اگر ہماری ایجی ٹیشن غلط طور پر جاری ہے تو ہم اب بھی اپنی غلطی کا اعتراف کرنے پر تیار ہیں۔ جس پر مسانی اور نریندر دیو دونوں نے ایجی ٹیشن مذکور کو جائز بتلایا۔ مسٹر مسانی کی خواہش پر مولانا صاحب نے دیگر ساتھیوں کے مشورہ سے کسانوں کے مطالبات تحریری طور پر آل انڈیا کانگرس سوشلسٹ پارٹی کو بھیجے۔ دوسرے دن صبح مسٹر مسانی اور نریندر دیو اتمانزئی پہنچے۔ جہاں آپ نے خان عبدالغفار خان سے ملاقات کی۔ ملاقات کے اثناء میں زیر بحث موضوع سرحدی وزارت، کسان تحریک اور پراونشل کانگرس رہا۔ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا کہ خان عبدالغفار خان نے وزارت کی تحریک کے بر خلاف پالیسی کو ناجائز تسلیم کیا

سوشلسٹوں کا جلسہ:

اتمانزئی سے واپس آکر رات کو سوشلسٹ پارٹی کے زیر اہتمام چوک ابریشم گراں میں پبلک جلسہ میں تقریر کی۔ اچار یہ نریندر دیو بوجہ بیماری اس جلسہ میں شامل نہ ہوسکے۔

منشی احمد دین کی تقریر کا اقتباس جو آپ نے پبلک جلسہ میں کی تھی۔

غلہ ڈھیر کسان ایجی ٹیشن کے متعلق سرحد کی کانگرس گورنمنٹ نے جو طرز سلوک اختیار کر رکھا ہے۔ وہ حد درجہ قابل مذمت اور کانگرس پروگرام کے لئے باعث تباہی ہے۔

جہاں تک تحریک کا تعلق ہے بالکل درست جائز اور کانگرس الیکشن مینو فسٹو کے عین مطابق ہے۔ جیل میں ستیہ آگر ہی قیدیوں سے جو نازیبا سلوک کیا جارہا ہے اس سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سابقہ حکومت اور موجودہ حکومت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ ستیہ آگر ہی اسیروں کو سیاسی قیدی تسلیم نہ کرنا کانگرس وزارت کی شان کے شایان نہیں سرحدی وزارت اپنی جاری کردہ پالیسی پر غور کرے اور مخالفین کی شاطرانہ چالوں سے بچے۔

وزیر اعظم کی غفلت

سرحد کے آزاد خیال نوجوانوں، کانگرس کے انتہا پسند لیڈروں اور اخباروی مدیروں کی مسلسل کوششوں کے باوجود ابھی تک سمجھوتہ نہ ہو سکا۔ ڈاکٹر خان صاحب نے ۱۲ یوم کے وعدہ پر نہ ہی سیاسی قیدیوں کو رہا کیا اور نہ ہی کسی سمجھوتہ کی طرف اقدام کیا۔ کانگرس سوشلسٹ پارٹی نے وزیراعظم کی اس بے اعتنائی پر بذریعہ چھٹی انہیں مطلع کیا کہ اراکین پارٹی ہذا کو ملاقات کی اجازت دیجائے۔ یاددہانی کے طور پر دوسری چھٹی بھی بھیجی گئی۔ لیکن کسی ایک کا جواب تک موصول نہ ہوا۔ یاد رہے کہ مسٹر مسانی کی آمد سے لے کر اس وقت تک ستیہ آگرہ کمیٹی بالکل خاموش رہی اور نہایت اطمینان سے وزارت کی پوزیشن پر غور کرتی رہی۔

مہاتما گاندھی جی کی تشریف آوری:

آل انڈیا کانگرس کے جنرل اجلاس منعقد دہلی سے فارغ ہوکر مہاتما گاندھی جی پشاور تشریف لائے۔ اب کی مرتبہ اہل پشاور نے آپکے خیر مقدم کا کوئی

انتظام نہ کیا تھا۔ غالباً اس وجہ سے کہ غلہ ڈھیر کے واقعات، بنوں کا ڈاکہ، وزیرستان میں حکومت کی جارحانہ پیش قدمی اور کانگرس وزارت کی غیر منصفانہ اور سخت گیرانہ پالیسی نے باشندگان سرحد بالخصوص پشاور کے لوگوں کو بے حد تنگ کر رکھا تھا۔ بہر طور اپنے پیارے رہنما کی خاطر مدارت میں کوئی فرق نہ آیا۔ پہلے کی طرح پر ارتھنا کے وقت سینکڑوں کی تعداد میں مرد و زن، بچے، بوڑھے دور دراز مقامات سے ڈاکٹر خان صاحب کے بنگلہ پر حاضر ہوجاتے تھے۔ اگر چہ پہلی سی چہل پہل اب نظر نہ آتی تھی۔ گاندہی جی کی آمد پر سرحدی سوشلسٹوں نے اپنے ایک اجلاس میں اس امر کا فیصلہ کیا کہ پارٹی کی طرف سے ایک وفد مہاتما جی کو ملے۔ اور غلہ ڈھیر کی کسان ایجی ٹیشن کے متعلق صحیح حالات سے آپ کو آگاہ کیا جاوے۔ چنانچہ فیصلہ کے مطابق پارٹی کا وفد کامریڈ عبدالرحمن ریا کی سرکردگی میں گاندھی جی سے ملاقی ہوا۔ اور ان کے سامنے کسان ایجی ٹیشن اور کانگرس وزارت کی پوزیشن، ۱۴ اگست کا مظاہرہ ۲۲ اور ۳۰ اگست کی پکڑ دھکڑ اور مارپیٹ کے واقعات بیان کئے۔ کامریڈ مسافی کی وہ چھٹی بھی گاندہی جی کو دکھائی جو آپ نے ڈاکٹر خان صاحب کو رہائیوں کی یاد دہانی کے متعلق تحریر کی تھی۔

وفد کی تمام شکایات اور تحریک کے حالات سن لینے کے بعد گاندہی جی نے فرمایا کہ عنقریب ہی وزیر صاحب تمام اسیروں کو رہا کردینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کو بذریعہ خط وزیر صاحب کی پوزیشن سے آگاہ کردوں گا۔

گاندہی جی کی روانگی:

مورخہ ـــــ کو مہاتما گاندہی صوبہ بھر کے دورہ سے فارغ ہوکر واپس واردھا روانہ ہوگئے۔ جب تک مہاتما جی صوبہ سرحد میں مقیم رہے خان برادران سایہ کی طرح ان کے ساتھ رہے ۔ خاص طور پر وزیراعظم کا بنگلہ ان دنوں انڈیمان جیل سے کچھ کم نہ تھا۔ کیا مجال کہ گاندہی جی خان برادر کی نگاہوں سے بچ کر تنہا چند قدم گھومتے۔ ایک طرف اگر گاندہی جی کی پوزیشن باغی اسیر کیطرح خطرناک قیدی کی تھی تو دوسری طرف سیاسی کارکنان پر بھی طرح طرح کی پابندیاں عائد تھیں۔ کوئی جماعت یا ایک فرد سیاسی یا غیر سیاسی آسانی سے مہاتما گاندھی تک نہ پہنچ سکتا تھا۔ اور جب کوئی مستقل مزاج شخص مسلسل کوشش کرنے کے بعد اگر وہاں پہنچ بھی جاتا تھا، صرف اس مقصد کیلئے کہ وہ گاندہی جی سے سرحدی معاملات پر گفتگو کرے۔ کانگرس وزارت کی غلط کارگذاریوں کا انکشاف کرے۔ خلاف آئین کانگرسی سرگرمیوں کو طشت ازبام کیا جاوے، اور قبائل آزاد کی صحیح پوزیشن سے گاندہی جی کو آگاہ کرے، تو خان برادران ان پر کڑی نگرانی رکھتے تھے۔ یہ تمام سلسلہ صرف اسلئے تھا کہ صوبہ کے صحیح حالات سے گاندہی جی واقف نہ ہوسکیں۔ اور ان کی (خان برادران) من مانی کاروائیاں بدستور قائم رہیں۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ ہندوستان کی بلند پایہ ہستی سے عقید تمندوں کو ملاقات کرنے پر روکا جاتا اور ان پر آئینی پابندیاں عائید کر دی جاتیں ۔

سمجھوتہ کی کوشش :

ماں اکتوبر گاندہی کے پروگرام میں ہی گزر گیا۔ ستیہ آگرہ کمیٹی پر امن طریقوں پر کسان تنظیم میں مصروف رہی۔ اراکین سوشلسٹ پارٹی صوبہ کے

دیہاتی حلقوں میں دورے کرکے کسان کمیٹیوں کا قیام کرتے رہے۔ اس ایک ماہ میں ہزاروں کی تعداد میں کسان منظم ہوگئے۔ مذکورہ مہینہ ختم ہونے کے بعد نومبر آگیا۔ اور سرحدی اسمبلی کا اجلاس بھی شروع ہوگیا۔ اجلاس شروع ہونے سے قبل پارلیمنٹری پارٹی کی کئی میٹنگوں میں کانگرسی ممبران کسان ایجی ٹیشن کے موضوع پر بحث کرتے رہے۔ سرحد اسمبلی کی کانگرس پارٹی کے ممبران نے ڈاکٹر خان صاحب پر زور ڈالنا شروع کیا کہ وہ غیر مشروط طور پر ستیہ آگر ہی اسیروں کو رہا کر کے کسانوں کے مطالبات پر غور کرے۔ اس سلسلہ میں حاجی فقیرا خان۔ پیر کامران اور جمنا داس تلواڑ پیش پیش رہے۔
ہر سہ ممبران نے پارٹی لیڈر ڈاکٹر خان صاحب کو صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ اگر وہ ستیہ گرہوں کو رہا نہیں کریں گے تو وہ وزارت کا ساتھ چھوڑ دینے پر مجبور ہو جائینگے۔ سمجھوتہ کے متعلق خان عبدالغفار خان کو کئی خطوط موصول ہوئے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے دیگر صوبہ جات سے سرکردہ لیڈروں نے صوبہ کانگرس کے برسر اقتدار لیڈروں کو صلح پسند پالیسی اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔

بانی تحریک سے ملاقات:

مورخہ ۔۔۔۔ کو حاجی فقیرا خان ایم۔ایل۔اے پشاور سنٹرل جیل میں آئے۔ اور بانی تحریک امیر کارواں مولانا عبدالرحیم پوپلزئی سے ملاقات کی۔ دوران گفتگو میں مطالبات پر بحث کی گئی۔ گفت وشنید کا سلسلہ ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔

جیل میں ڈاکٹر خان صاحب:۔ حاجی صاحب کے آنے سے کچھ دن پہلے

ڈاکٹر خان صاحب جیل میں آئے۔ آپ کی آمد سے ایک دن قبل ہی جیل والوں نے ہمارے احاطہ میں صفائی شروع کرادی۔ بچارے اخلاقی قیدیوں کو رات کے ساڑھے 1/2 8 بجے تک مشقت کرنی پڑی۔ ہمارے کمرہ کو جھاڑ پھونک کر شاندار بنگلہ بنانے کی کوشش کی گئی۔ ۱۵ اکتوبر کو طلوع آفتاب سے پیشتر ہی وارڈوں کی چہل پہل نظر آنے لگی۔ جیل حکام خاکی رنگ کی وردیوں میں ملبوس ایک ایک فٹ کا طرہ سجائے اکڑتے اکڑتے ہمارے احاطہ میں داخل ہوئے۔ اور مظلوم اخلاقی قیدیوں پر برس پڑے، صفائی کرو، پانی چھڑکاؤ، یہ کرو، وہ کرو کے بے سرے راگ الاپنے شروع کردیئے۔ ہم اپنے کمرہ کی دیوار کے ساتھ جیل حکام کی درخواست پر اپنے اپنے بستروں پر بیٹھ گئے۔

ہمارا فیصلہ:

ڈاکٹر خان صاحب کی آمد سے تھوڑا وقت پہلے ہم نے ذیل کا ایک فیصلہ کیا جو درج کیا جاتا ہے۔

تمام رفقاء اس بات پر متفق ہیں کہ جب تک ہمیں غیر مشروط طور پر رہا نہیں کردیا جاتا، ہم سمجھوتہ کے متعلق کوئی گفت وشنید کسی سے بھی نہیں کرنا چاہتے ۔ نیز اس امر کا بھی فیصلہ کر لیا کہ اگر ڈاکٹر خان صاحب ہم میں سے کسی ایک کو یا تمام کو فرداً فرداً بلا کر سمجھوتہ کے متعلق کوئی سلسلہ چھیڑے تو مندرجہ بالا فیصلہ کے پیش نظر انہیں جواب دیا جائے۔

ٹھیک ساڑھے ۹ بجے ڈاکٹر خان صاحب جیل کے اندر داخل ہوئے۔ آپنے قریباً تمام جیل کا معائنہ کیا۔ جب آپ سپرنٹنڈنٹ کے کمرہ تک پہنچے تو کہا کہ اس وقت میرا بہت زیادہ کام ہے۔ لہذا ستیہ آگرہوں کو نہیں دیکھ سکتا۔ یہ کہہ

کر آپ واپس لوٹے۔

دوسری مرتبہ ۱۸ تاریخ کو دوبارہ آپ کی آمد کا اعلان ہوا۔ لیکن اس مرتبہ آپ جیل پھاٹک تک بھی نہ آسکے۔

مشروط طور پر رہائی :

ہم قید تنہائی کے ایام گذار رہے تھے۔ جبکہ ایک ملاقات کے دوران میں یہ معلوم ہوا کہ آنریبل چیف منسٹر ہری پور سنٹرل جیل تشریف لے گئے ہیں۔ اور وہاں کے ستیہ آگر ہی اسیروں کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر وہ وہائی کے بعد از سر نو تحریک شروع نہ کریں گے تو انہیں آزاد کیا جاسکتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ستیہ آگر ہی اسیروں نے اس شرط پر رہا ہونے سے صاف انکار کردیا۔

سوشلسٹوں سے جھڑپ :

رہائی کے سلسلہ میں ڈاکٹر خان صاحب نے سوشلسٹوں سے کہا کہ اگر وہ سوشلزم کی رٹ لگانا بند کردیں اور رہائی کے بعد از سرنو تحریک کو ہوا دینے کی کوشش نہ کریں تو انہیں غیر مشروط طور پر رہا کردیا جائیگا۔ جس پر سوشلسٹ نوجوانوں نے کہا کہ اگر قیامت تک بھی جیل کی تنگ وتاریک کوٹھڑیوں میں ہمیں بند رکھا جائے تب بھی سوشلزم کے پرچار سے منہ موڑنا غیر ممکن ہے۔ جب تک ہماری زندگی کا آخری سانس بھی باقی ہے سوشلزم۔ سوشلزم کی بلند آوازیں ہماری زبان سے نکلیں گی۔ گفتگو کے دوران میں ڈاکٹر صاحب حسب عادت سوشلسٹوں سے الجھ پڑے۔ جس پر خوب جھڑپ ہوئی۔

ممبران اسمبلی جیل میں:

مورخہ ۷ نومبر کو گیارہ بجے صبح سرحدی اسمبلی کے ممبران حاجی فقیرا خان۔ پیر کامران اور لالہ جمنا داس تلواڑ ایک وفد کی صورت میں پشاور سنٹرل جیل آئے اور مولانا عبدالرحیم پوپلزئی سے ملاقات کی۔ ایک گھنٹہ تک مسلسل گفتگو کے بعد مولانا صاحب کے ارشاد پر تینوں ممبران اسمبلی دیگر سیاسی قیدیوں سے ملے۔ سلسلہ گفتگو چھیڑتے ہوئے حاجی فقیرا خان نے کہا کہ ڈاکٹر خان صاحب ہم سب کو غیر مشروط پر آزاد کردینا چاہتا ہے۔ آپ نے کہا کہ رہائی کے بعد سمجھوتہ کے متعلق بات چیت کی جائیگی۔ کسان ایجی ٹیشن کے دیگر پہلوؤں پر نصف گھنٹہ تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ سوشلزم اور سرحدی کانگرسی وزارت کی پالیسی پر کافی دیر بحث جاری رہی۔

اچانک رہائی:

دوسرے دن ساڑھے دس بجے کے قریب اچانک ہی مولانا عبدالرحیم پوپلزئی اورمیاں اکبر شاہ وکیل رہا کردیا گیا۔ بیک وقت دو رہنماؤں کی رہائی سے پارٹی کے بعض رفیقوں میں کچھ تشویش سی نظر آنے لگی۔ بعض ساتھیوں نے تو اندازہ لگا لیا کہ ان کی رہائی خالی از خطرہ نہیں۔ رہائی کے بعد مولانا عبدالرحیم پوپلزئی نے ایک بیان اخبارات کو دیا جس میں آپ نے سرحدی وزارت کی پالیسی پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ ہم بہت جلد پھر جیل واپس جانے والے ہیں۔

ہماری رہائی:

مورخہ ۱۱ نومبر کو پارٹی کے سرکردہ رہنماؤں نے ہمارے ساتھ ملاقات کی۔ دوران ملاقات ہمیں بتایا گیا۔ کہ وزارت کی زندگی اور موت کا سوال ہماری رہائی اور قید و بند میں ہے۔ ممبران اسمبلی کی پوزیشن کے متعلق کہا گیا کہ اس وقت کانگرسی وغیر کانگرسی ممبران ہماری غیر مشروط رہائی پر بضدہیں۔
اسی شام کو جبکہ تمام قیدی دن بھر کی مشقت سے فارغ ہوکر اپنی اپنی بارکوں میں بند کئے جارہے تھے ہماری رہائی کا حکمنامہ آگیا۔ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ہماری رہائی کی اتنی مسرت ہمیں حاصل نہ ہوئی تھی جتنی دوسرے قیدیوں کو۔ شاید اس لئے ان کی نظروں میں ہم اپنے مقصد میں کامیاب نظر آتے تھے۔ اور اسلئے بھی کہ ہمارا برتاؤ ان مظلوم قیدیوں سے نہایت اچھا اور برادارانہ تھا۔ نصف گھنٹہ تک سامان باندھنے اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہونے کے بعد ہم تمام رفیق جیل پھاٹک سے باہر پہنچے۔ جہاں جیل قاعدہ کی رو سے ۱۰ منٹ ٹھہرنے کے بعد ہمیں رہا کر دیا گیا۔

بخشی صاحب کی گرفتاری:

ہماری رہائی سے چند دن قبل پشاور سے بخشی فقیر چند وید کو پولیس نے گرفتار کر لیا تھا۔ یہ گرفتاری ۲۳ اگست کو وارنٹ کی بناء عمل میں لائی گئی تھی۔ آپ کا مقدمہ ابھی زیر سماعت تھا۔ کہ ہماری طرح آپ کو بھی غیر مشروط طور رہائی نصیب ہوئی۔ اسی طرح ۱۲ نومبر کو ہر ہری پور سنٹرل جیل سے سوشلسٹ اسیروں کو بھی رہا کر دیا گیا۔
ہماری رہائی کے بعد بھی اسمبلی کا اجلاس ہو رہا تھا لیکن رہائی سے قبل اور بعد کے اجلاس میں نمایاں فرق نظر آیا۔ اسمبلی کے وہ کانگرسی ممبران جو ہمیں غیر

مشروط طور پر رہا کرانے کی جدوجہد میں مصروف رہتے تھے۔ اور جنہوں نے اس سلسلہ میں وزارت کو مجبور کر رکھا تھا کہ اگر ان کا یہ جائز مطالبہ منظور نہ کیا گیا تو وہ اجلاس کی کسی کارروائی میں حصہ نہ لیں گے اب بڑھ چڑھ کر جوش و خروش سے شامل اجلاس ہوئے اور پارٹی پروگرام کے مطابق سرگرمی سے کام کرنے لگے۔

مولانا عبدالرحیم پوپلزئی کا دوسرا بیان:

" سوشلسٹوں کی یہ شاندار فتح ہے کہ حکومت نے مجبور ہو کر غلہ ڈھیر ایجی ٹیشن کے تمام اسیروں کو میعاد قید ختم ہو جانے سے پہلے غیر مشروط طور پر رہا کردیا ہے اقعات سے ظاہر ہے کہ حکومت نے کسان تحریک کے برخلاف تشدد کی پالیسی اختیار کر کے بارود میں آگ لگانے کی کوشش کی۔

اور اگر کانگرس سوشلسٹ پارٹی اس تحریک کو اپنے قابو میں نہ رکھتی تو صوبہ میں وزارت اور کانگرس کے وقار کو نا قابل تلافی صدمہ پہنچنے کا قوی اندیشہ تھا۔

فرنٹیر کانگرس سوشلسٹ پارٹی کافی تفتیش اور غور کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ صوبہ سرحد کے سرخپوش خدائی خدمتگار اور عام کسان خان ازم کے برخلاف سوشلسٹ پروگرام پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور اگر پارٹی نے صورت حالات پر ٹھوس اور پر امن طور پر قابو نہ پایا تو اندیشہ ہے کہ صوبہ کی عام آبادی کئی ازموں کا شکار ہوکر ہمیشہ کیلئے قوم پرستی اور آزادی کا جذبہ کھو بیٹھے۔ ان حالات کے پیش نظر پارٹی نے ایک موثر لائحہ عمل مرتب کر لیا ہے۔ غلہ ڈھیر ایجی ٹیشن ودیگر اہم معاملات کے متعلق اس کے مطابق عملی

قدم اٹھایا جائے گا۔

میرا بیان:

پشاور مورخہ ۱۵ نومبر ہم لوگوں کی رہائی کے متعلق عام لوگوں میں یہ بات پھیلائی دی جارہی ہے کہ غلہ ڈھیر کے کسانوں اور نواب آف طورو کے درمیان کوئی تسلی بخش سمجھوتہ ہوگیا ہے ۔ ورنہ کسانوں کی بے چینی اور ہیجان کے باوجود قید کی میعاد پوری ہونے سے پہلے تمام قیدیوں کو رہا کردینا حیرت کی بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سرحدی اسمبلی کی کانگرس پارٹی میں ایک ترقی پسند طبقہ ایسا موجود ہے جس نے غلہ ڈھیر ایجی ٹیشن کے برخلاف وزارت کی پالیسی کو غلط قرار دیتے ہوئے حکومت کو مجبور کردیا کہ وہ غلہ ڈھیر ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں تمام قیدیوں کو غیر مشروط طور پر رہا کر دے ۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ سمجھوتہ کیلئے سازگار فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ان حالات میں یہ کچھ دور نہیں کہ وزارت اپنی پالیسی کے نتائج سے سبق حاصل کرے۔ (رام سرن نگینہ)

اصلی پوزیشن:

رہائی کے بعد اسمبلی کانگرس پارٹی کے بعض ممبروں نے کسان تحریک کے سرکردہ رہنماؤں کو اس بات کا یقین دلایا کہ وہ اختتام اجلاس اسمبلی پر موضع غلہ ڈھیر میں خود جاکر تمام حالات کا جائزہ لیں گے۔ اور بعد از تحقیقات مظلوم کسانوں کی تکلیفات و مصائب کے انسداد کیلئے حتی الامکان کوشش کریں گے۔ نہ صرف یہی بلکہ آنریبل ڈاکٹر خان صاحب نے تمام سخت گیرانہ ٹیکس منسوخ کر دینے کا اقرار کیا۔ اس سلسلہ میں آپ دومرتبہ غلہ ڈھیر تشرف

لے گئے۔ لیکن اس وقت تک ہمارے سامنے کوئی تسلی بخش نتیجہ نہیں آیا۔ نہ ہی جابرانہ ٹیکسوں کی منسوخی کا اعلان ہوا ہے۔ نہ ہی کسانوں کے برباد شدہ فصلوں کا عوضانہ دیا گیاہے۔ اور نہ ہی مستقبل کیلئے ستم رسیدہ کسانوں کی بہبودی کا خیال مدنظر رکھا گیاہے۔ صوبہ کانگرس سوشلسٹ پارٹی و پراونشل کسان سبھا التوائے جنگ سے تادم تحریر نہایت خاموشی سے سرحدی قومی گورنمنٹ خصوصاً خدائی خدمتگار وزیراعظم کے رویہ پر غور کر رہی ہے۔ تحریک کے دوران ڈاکٹر خان صاحب نے فخریہ طور پر اس امر کا اعلان کیا تھا کہ وہ آسانی سے نواب اور کسانوں کے مابین تسلی بخش سمجھوتہ کرا سکتے ہیں۔لیکن جہاں تک واقعات وحالات کا تعلق ہے کسی ایک بات پر بھی عمل نہیں کیا گیا۔

آخری فیصلہ:

ان حالات کے پیش نظر باشدگان سرحد خود ہی اس امر کا اندازہ لگائیں کہ کانگرس سوشلسٹ پارٹی نے مظلوم و بے کس کسانوں کی امداد و معاونت کرکے کونسی غلطی کی ہے۔

اور سرحد پراونشل کانگرس نے کسان ایجی ٹیشن کی مخالفت کر کے کس حد تک انتخابی منشور اور کانگرس اصول کی شان کو برقرار رکھاہے۔

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ کہ قومی وزارت کی مخالفانہ سرگرمیاں کانگرس وقار کیلئے باعث توہین ثابت ہوئی ہیں۔ اور پراونشل کانگرس کی پالیسی ستم رسیدہ کسانوں کیلئے تباہی کا باعث ہوئی۔

خودغرض مطلب پرست۔ ناعاقبت اندیش اور ہٹ دھرمی کسان ایجی ٹیشن کے

خلاف زہر چکانی کیوں نہ کرتے پھریں۔ ذاتی مفاد کے پیش نظر طبقہ خوانین کی حمایت میں بے بس و نادار کسانوں کو خواہ کتنا ہی کیوں نہ کوستے رہیں لیکن حقیقت حقیقت ہے۔ غلہ ڈھیر کی کسان ایجی ٹیشن حق، صداقت اور ایمانداری مبنی تھی۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ کانگرس وزارت برسراقتدار آتے ہی مظلوم کسانوں کی بہتری کے ذرائع سوچتی ۔ کمر توڑ ٹیکسوں اور قرضوں کے بوجھ سے غریب کسانوں کو خلاصی دلاتی ۔ قانون بیدخلی کی منسوخی کا اعلان کرتی۔ اور دوران الیکشن میں بے چارہ سادہ لوح کسانوں سے کئے گئے وعدوں کو عملی جامہ پہناتے ہوئے ایجی ٹیشن کا موقع ہی نہ دیتی۔ لیکن برعکس اس کے اندھا دھند گرفتاریاں، لاٹھی چارج، کڑی نگرانیاں اور مکانات کی ویرانی و فصلوں کی بربادی کسانوں کی بہتری کا علاج نہیں اور نہ ہی تحکمرانہ پالیسی سے مظلوم کسان مرعوب ہوسکتے ہیں۔

ایجی ٹیشن کے متعلق آخری فیصلہ عوام پر چھوڑتے ہوئے کتاب کو یہیں ختم کئے دیتا ہوں۔

اہل دماغ خوددار اور وطن دوست اشخاص ہی اس بات کا جواب دیں کہ کانگرس وزارت، پروانشل کانگرس، کانگرس سوشلسٹ پارٹی، تینوں میں سے کون حق و صداقت پر قائم تھا کسان تنظیم زندہ باد

انقلابی تحریک زندہ باد

سرمایہ پرستی برباد

حکومت پرستی برباد (نگینہ)

مہاتما گاندھی کے نام جیل سے پیغام : ہندوستانی سیاست کے روح رواں اور آزادی وطن کے علمبردار گاندھی جی! مجھے پٹھانوں کے وطن سرحد میں دوبارہ قدم رنجہ فرمانے پر دلی خلوص کیساتھ سپاسنامہ خوش آمدید کہتا ہوں۔ اور جیل خانہ کی تنگ وتاریک کال کوٹھڑیوں میں ایک اسیر کی حثییت سے ذیل کا پیغام تجھ تک پہنچانے کی خواہش رکھتا ہوں تا کہ صوبہ سرحد کی نام نہاد اور مخلوط کانگرس وزارت کی بدعنوانیاں آپ پر آشکارا ہوں۔

قابل تعظیم مہاتماجی : آپ اس امر سے بخوبی واقف ہوں گے کہ سرحدی کانگرس وزارت نے اپنے مختصر سے زمانہ میں جس قدر بے دردی سے کانگرس اصول اور ڈسپلن کو پائے حقارت سے ٹھکرایا ہے۔ اور جس طرح دیدہ دانستہ طور پر برطانوی حکام کی خوشنودی کے پیش نظر کانگرس کی پیشانی بد نما دھبہ لگایا ہے، وہ کانگرس قواعد، اصول اور وقار کیلئے باعث توہین ہے۔

رہنمائے حریت گاندھی جی :

کانگرس وزارت کے قیام سے عوام کو یہ امید بندھ گئی تھی کی شاید اب حالات سیاسی اور اقتصادی کچھ تبدیلی ہو جائیں گے۔ اور موجود وزارت ایسے ذرائع پیدا کردے گی جس سے مستقبل قریب میں آزادی کی جدوجہد آسانی سے شروع کی جاسکے گی۔ مثلاً سیاسی خیالات رکھنے والوں سے ہر قسم کی پابندیوں کا ہٹایا جانا۔ سختگیرانہ قوانین کی منسوخی، تقریر و تحریر کی آزادی، سیاسی خیالات کی اشاعت پر آزادی وغیرہ وغیرہ ۔۔۔۔ لیکن وزارت نے برسراقتدار آتے ہی ان تمام باتوں کو نظرا انداز کردیا ۔ اور دیدہ دانستہ طور پر ایسے کام کئے جانے لگے جو سوائے چند لوگوں کی خوشنودی کے عوام کی حالت کو بدتر

منتشر اوراق

گاندھی جی کے نام ---------- جیل سے پیغام

مصائب جیلخانا جات

تصویر کے دو رخ

ایجی ٹیشن کی مخالفت --------- ایجی ٹیشن کی حمایت

مخالفانہ سرگرمیاں

اخبارات کی آرائیں

کانگرس وزارت کی پالیسی -- پراونشل کانگرس کی تحکمانہ روش

موجودہ بدترین نظام

بنانے والے ہیں۔ اس وقت تک وزارت سے ایسے فعل سرزد ہوئے ہیں جس سے کانگرس کی توہین مقصود ہے۔

مثلاً :۔ وائسرائے کا شاہانہ استقبال کرنا۔

۲۳ اپریل کے شہیدی دن پر کانگرس وزراء کا وائسرائے کے ساتھ جام صحت نوش کرنا۔

سوشلسٹ اخبارات کی ضبطی اور ضمانت طلبی۔ ستمگرانہ قوانین کی منسوخی کیلئے عملی اقدام کا نہ اٹھایا جانا۔

دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ، سیاسی گرفتاریاں۔ عورتوں پر لاٹھی چارج ۔

پبلک اجلاس کی رپورٹیں حاصل کرنا، سیاسی اشخاص کی نگرانیاں۔

ٹیری بل کے مسترد ہوجانے پر وزارت کی پر اسرار خاموشی۔

جیل خانہ جات کی بدتر حالت کی اصلاح پر دھیان نہ دینا۔

سیاسی قیدیوں سے بدسلوکی، تقریر و تحریر پر پابندیاں۔ پٹیل کمیٹی پر آئینی پابندی، سرخ جھنڈے پر یونین جیک کو ترجیح دینا۔

کانگرس وزراء کی کانفرنس میں شمولیت کیلئے دہلی جانا۔ اور اس پر سرکاری خزانہ سے کرایہ آمدورفت اور اخراجات کا وصول کرنا وغیرہ وغیرہ۔

بزرگ قوم مہاتما جی :

مجھے انتہائی افسوس ہے کہ تمام واقعات کو دیکھتے ہوئے بھی آپ خاموش ہیں۔ اور تا دم تحریر کانگرس وزارت کی بدعنوانیوں کو دور کرنے کا کوئی عملی اقدام نہیں کیا۔

قید در قید :

آپ کی اس کانگرس وزارت کے عہد میں ہم سوشلسٹ قید کے اندر قید کاٹ رہے ہیں۔ ہمیں حکام جیل نے جیل خانہ کے احاطہ میں ایک تنگ وتاریک بارک کے اندر سحر تا شام بند رکھے جانے کا انوکھا حکم سنایا ہے۔ شاید اس خیال سے کہ ہم آسانی سے آزادی کا سانس بھی نہ لے سکیں۔ اور شاید اس وجہ سے بھی کہ ہم انتہائی تشدد کی تاب نہ لاتے ہوئے پشیمانی کا اظہار کریں۔ لیکن وہ نہیں جانتے کہ ہم سوشلسٹ انتہائی تشدد سے بھی دب جانے والے نہیں ۔ اور نہ ہی ہم سوشلسٹ کاز سے منہ پھیر سکتے ہیں۔ آپ کی کانگرس وزارت کے وزیراعظم آنریبل ڈاکٹر خان صاحب نے ہری پور کے سوشلسٹ نوجوانوں سے یہ اقرار لینا چاہا کہ وہ آئیندہ سے سوشلسٹ پرچار نہیں کریں گے۔ یہ اقرار نامہ اسی طرح لیا جارہا تھا۔ جس طرح آج سے قبل برطانوی حکومت کانگرسی رفیقوں سے لیا کرتی تھی۔ چونکہ ایک سچا سوشلسٹ اپنے کاز سے کبھی منہ نہیں موڑ سکتا۔ لہذا انہوں نے ایسا اقرار باعث لعنت سمجھا۔

پیارے گاندھی جی :۔ آخیر میں انسانیت کے نام پر آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ کانگرس وزارت کے افعال پر غور کریں۔ خصوصاً غلہ ڈھیر جاکر وہاں کے خستہ حال اور مصیبت زدہ کسانوں کی داستان غم کو سنیں۔ ان تباہ حال کھیتوں وبرباد شدہ مکانات کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور پھر مطالعہ کریں اور غور کریں۔ کانگرس وزارت کی پالیسی پر! مہاتماجی ۔ ایک سچا وطن پرست ہونے کی حیثیت سے آپ کا فرض ہے کہ آپ حق و صداقت کا ساتھ دیں ۔ اور ظلم ۔ جبر و تشدد کی بلا کسی روک ٹوک اور ہچکچاہٹ کے مخالفت

کریں۔ بس اس پر یہ مختصر سا بیان ختم کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے فرائض کو انجام دینے کی پوری کوشش کریں گے۔

آپ کا (رام سرن نگینہ سنٹرل جیل پشاور) : **جیل خانہ جات سرحد میں ستیہ اگر ہی اسیر کی حالت** : ہری پور سنٹرل جیل کسان ایجی ٹیشن کے زمانہ میں ۱۹۳۰ کی یاد تازہ کر رہا تھا۔ جبکہ ہزاروں فرزندان وطن عروس آزادی سے ہمکنار ہوتے ہوئے غیر مہذب درندہ صنعت انگریزی حکومت کے خنجر داستبدار کا شکار ہوکر جیل کا کال کوٹھڑیوں میں ٹھونسے گئے۔ جن پر سن کر دینے والی سردی کے دنوں تشدد توڑے گئے۔ بیدزنی سے بے گناہ قیدیوں کی کھال ادھیڑ دی گئی۔ ننگے بدن رہنے پر مجبور کیا گیا۔ سنگین مشقتوں اور ذلت آمیز سلوک سے انہیں معافی مانگنے پر مجبور کیا گیا۔ یہی نہیں بلکہ تنگ وتاریک کوٹھڑیوں میں بند کر کے بندوق کی نوکوں سے پیٹا گیا۔ لیکن وہ زمانہ انگریزی وقار کا تھا۔ اس وقت کانگرس اور انگریزی حکومت کے مابین جنگ تھی۔ غلامی اور آزادی کی زبردست ٹکر تھی۔

ہری پور سنٹرل جیل کے مظالم کی داستان :

کسان جدوجہد میں عملی حصہ لینے والے سزیافتہ ستیہ آگر ہی ہری پور سنٹرل جیل میں کئے گئے مظالم اور حکام جیل کی انطاق طوز حرکات کا نقشہ نہایت دردناک صورت میں پیش کرتے ہیں۔ وہ ایک گفتگو کے دوران میں بیان کرتے ہیں کہ جب غلہ ڈھیر سے گرفتار کرکے انہیں ہری پور جیل پہنچایا گیا تو اسی وقت دس نوجوانوں کو الگ الگ تاریک کوٹھڑیوں میں بند کیا گیا۔ باقی گرفتار شدہ اشخاص کو ایسے مختلف کمروں میں ٹھونسا گیا جہاں وہ بمشکل

سمٹ سکے۔ عدالت کی طرف سے سنگین سزائیں مل چکنے کے بعد سپرنٹنڈنٹ نے قیدیوں کو سخت مشقتیں دیں۔ جس میں کوہلو۔ خراس۔ چکی وغیرہ خاص طور قابل ذکر ہیں۔ روٹی کا انتظام بہت زیادہ ناقص تھا۔ جیل حکام کا رویہ نہایت افسوسناک اور خلاف تہذیب تھا۔ ذراسی بات پر گالیاں دینا۔ زد و کوب کرنا اور بے عزت کیا جانا روز کا مشغلہ بن چکا تھا۔

زمانہ قدیم کا تشدد:

سخت گیری کا دور دورہ نہ صرف ہری پور میں ہی تھا بلکہ پشاور سنٹرل جیل بھی بدزبانی، تشدد آمیز سلوک اور وحشیانہ حرکات میں پیش پیش تھا۔

ہم سے پہلے ستیہ آگر ہوں کا جتھہ سزا پا کر پشاور جیل پہنچا۔ تو ان سے زبردستی سنگین مشقتیں لی گئیں۔ حالانکہ عدالت نے ہمیں محض سزاکا حکم سنایا تھا۔ ہمارے جیل جانے سے قبل ستیہ آگر ہی اسیروں کو اکثر تنگ کیا جاتا تھا۔ لیکن بعد میں کچھ تبدیلی ہوئی ۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ جیل سپرنٹنڈنٹ اور داروغہ جیل ہماری عادات سے بخوبی واقف تھے۔ اور ہم بھی دیرینہ رقیب کی طرح انہیں خوب پہچانتے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے جیل پہنچنے پر بھی اکثر اوقات ہمارے اور افسران کے درمیان جھڑپ ہو ہی جایا کرتی تھی۔

جیل میں انقلابی گیت کہہ کر تین دن کیلئے صبح تا شام آہنی سلاخوں والے کمرہ میں بند رہنا کانگرس عہد حکومت میں ایک یادگار رہے گا۔ اور پھر وزارت قومیت خصوصاً ڈاکٹر خان صاحب وزیراعظم صوبہ سرحد کا ہماری سیاسی پوزیشن کو تسلیم نہ کرنا، بدمعاشوں اور غنڈوں کے القاب سے یاد کرنا۔اور نیک

چلنی کی ضمانیتیں حاصل کرنا بھی کوئی کم بات نہیں۔ کانگرسی وزارت کے عالم وجود میں آنے سے قبل یہ خیال تھا کہ سختگیرانہ قوانین میں تبدیلی ہوگی۔ جیل خانہ تعلیم گاہ کی صورت میں تبدیل کیا جائے گا۔ آزادی تحریر و تقریر پر کوئی پابندیاں نہ ہوں گی۔ سیاسی کارکنان پولیس کی کڑی نگرانیوں سے بچیں گے۔ سیاسی جماعتیں آزادی سے منزل مقصود کی جانب گامزن ہوں گی۔ گورنمنٹ خود ایسے ذرائع اختیار کرے گی جس سے ہندوستان کا مستقبل شاندار ہوگا۔ اور منزل آزادی تک پہنچنے میں آسانی ہوگی۔ وغیرہ وغیرہ۔۔ لیکن لیکن ہوا کیا۔ یہ آپ بخوبی جانتے ہیں۔ میں تمام باتوں کو نظر انداز کرتا ہوا صرف جیل خانہ جات کے متعلق کچھ کہے دیتا ہوں۔ کہ تا دم تحریر اصلاح جیل کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا گیا۔ زمانہ قدیم کی طرح اب بھی وہی سنگین مشقتیں، وحشیانہ سزائیں۔ گندی جلی سڑی غذا۔ قیدیوں سے جیل حکام کی بدسلوکی اور ذلت آمیز باتیں ہیں۔

البتہ پشاور جیل پہلے کی مانند بد نما شکل میں نہیں رہا۔ جیل ہسپتال میں سر سبز مخملی چمن، اعلیٰ فرنیچر۔ اونچے چوڑے خوشنما، درخت پھولوں کی کیاریاں۔ دو دو قدم پر پھولوں کے گملے پختہ دیواریں۔ بھڑکیلی دردیاں۔ وردیاں پر رنگ آمیزی نقش و نگار۔ اور خوشنما پودے اصلاح جیل کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ باقی مظلوم قیدیوں کی مصیبت زدہ حالت کا خدا حافظ ۔ ان پر تشدد ہوتا ہے۔ تو ہوتا رہے۔ کانگرس وزارت کے قیام سے ان بچاروں کا کیا تعلق۔ وہ تو جیل ایام کی تمام زندگی کولہو کے بیل کی طرح گذارہی دیں گے۔ باقی رہا سوال سیاسی قیدیوں کا۔ سو وہ ہماری کانگرسی وزارت اس عہد حکومت میں

کسی پولٹیکل ایجی ٹیٹر کو سیاسی قیدی تسلیم ہی نہیں کرتی۔

تصویر کے دو رخ:

خوانین جرگہ:

کسانوں کی بڑھتی ہوئی بیداری اور تحریک کی روز افزوں ترقی سے خوفزدہ وبد حواس ہوکر خوانین طبقہ نے بھی اپنی جتھہ بندی کا آغاز کردیا۔ اور چند دنوں کی مسلسل کوششوں سے خوانین جرگہ کے نام سے ایک جماعت کا قیام کیا۔ جس میں نہ صرف غیر کانگرسی ہی شامل ہوئے۔ بلکہ کانگرس کے ذمہ دار رکن (خان) بھی اس جماعت میں آگئے۔ اس جرگہ کے قیام کا مقصد کسانوں کی تحریکات کا خاتمہ کرکے خان ازم کی جڑوں کو مضبوط کرنا تھا۔ اور ساتھ ہی اس امر کا بھی فیصلہ کیا گیا کہ جہاں کہیں کسانوں کی تحریک شروع ہو وہاں تمام خوانین متحد ہوکر تحریک کو کچل ڈالیں۔

ضلع مردان کا ریزولیوشن:

کسان تحریک کو تباہ کرنے اور سوشلسٹوں کے اقتدار کو مٹانے کی غرض سے ضلع مردان کانگرس کمیٹی نے اپنے ایک خاص اجلاس منعقدہ تخت بائی میں اس مطلب کا ایک ریزولیشن پاس کیا کہ پراونشل کانگرس کمیٹی غلہ ڈھیر کسان تحریک میں حصہ لینے والے کانگرسیوں وسوشلسٹوں کو کانگرس کی ممبر شپ سے نکال دے۔ کیونکہ اس کے نزدیک یہ تحریک قابل مذمت اور خلاف آئین کانگرس ہے۔

قرار داد:

کوہاٹ ڈسٹرکٹ پولٹیکل کانفرنس کی سب جکٹس کمیٹی کے اجلاس میں مسٹر غلام ایوب آف کوہاٹ نے غلہ ڈھیر کسان ستیہ گرہوں کی غیر مشروط رہائی کے متعلق ایک ریزویشن پیش کیا۔ مسٹر پیر شہنشاہ صدر استقبالیہ کمیٹی نے بغیر کسی بحث و تمحیص کے اپنے اختیارات خصوصی سے ریزویشن کو مسترد کردیا۔ جس کے نتیجہ کے طور نصف کے قریب ممبران پروٹسٹ کے طور پر میٹنگ سے واک آؤٹ کرگئے۔

پراونشل کاریزویشن: ایبٹ آباد پولٹیکل کانفرنس کے اختتام پر پراونشل کانگرس پارٹی کی ایک میٹنگ ہوئی ۔ جس میں غلہ ڈھیر کا معاملہ زیر بحث لایا گیا۔ کافی بحث و مباحثہ کے بعد ایک قرار داد پاس کی گئی ۔ اس پا شدہ قرارداد کا مقصد یہ تھا کہ کوئی کانگرسی یا سوشلسٹ غلہ ڈھیر تحریک میں حصہ نہ لے ۔ نہ ہی اس خیال کے پیش نظر غلہ ڈھیر میں جائے۔ اور نہ ہی کسان تحریک کی ہمدردی میں تحریری یازبانی پروپیگنڈا کرے۔ قرارداد کے الفاظ درج ہیں۔

" قرار پایا۔ کہ ان اشخاص کے خلاف جنہوں کے کانگرس اصولوں کی خلاف ورزی یا جماعت میں فیصلہ کئے بغیر کوئی ایجی ٹیشن شروع کی ہے۔ ہر ایک قسم کی کارروائی کی جاوے ۔"

بتلایا جاتا ہے کہ غلہ ڈھیر ایجی ٹیشن کی بڑھتی ہوئی تیز رفتاری کے پیش نظر ڈاکٹر خان صاحب نے بعض لوگوں سے گفتگو کے دوران میں کہا کہ میں سوشلسٹ لیڈروں کی سرگرمیوں کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہوئے کسان تحریک کو خلاف قانون قرار دینے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

خان عبدالغفار خان صاحب غلہ ڈھیر میں : ۴ ستمبر کو خان عبدالغفار خان صاحب غلہ ڈھیر تشریف لے گئے۔ اور کسانوں کے لیڈروں کو کو سنا شروع کردیا۔ جن پر کسانوں نے سخت برا منایا۔ خان موصوف نے موضع رشکئ میں جاکر وہاں کے سرخ پوشوں کو سرخ جھنڈا اتارنے کو کہا۔ جس پر انہوں نے انکار کردیا۔

سرخپوشوں کو دھمکی :

خان رب نواز خان سالار اعظم سرخپوشان غلہ ڈھیر نے وہاں کے کسانوں کو بلا کر دھمکی دی کہ وہ کسانوں کی تحریک میں شامل نہ ہوں ورنہ انہیں کانگرس سے نکال دیا جائے گا۔ کسانوں نے سالار اعظم کی بات نہ مانی جس کے نتیجہ کے طور بہت سے کسان کانگرس سے نکال دیئے گئے۔ جن کے خلاف تادیبی کاروائی کی گئی ہے۔ ان میں سے کامریڈ مہر دین سابق ڈکٹیٹر تحریک کسانان غلہ ڈھیر کا نام قابل ذکر ہے۔

ذیل کا ریزولیشن لالہ ٹیک چند ڈھینگرہ نے اسمبلی پارٹی کی میٹنگ میں پیش کیا تھا۔

لالہ ٹیک چند نے ایک ریزولیشن پیش کیا جس میں انہوں نے گورنمنٹ کو مشورہ دیا تھا، کہ غلہ ڈھیر کے سوشلسٹوں سے گفت وشنید کی جاوے۔ اور جو اشخاص ستیہ آگرہ کے سلسلہ میں گرفتار ہوچکے ہیں انہیں رہا کیا جائے۔ لیکن یہ ریزولیشن اس سوال کی نظر ہوگیا۔ کہ آیا وہ لوگ جو کسانوں کو ایجی ٹیشن کیلئے ابھار رہے ہیں سوشلسٹ ہیں یا کہ نہیں۔

کسان تحریک کی حمایت کرنے والے کانگرسی : ، جہاں ایک

طرف صوبہ کانگرس پارٹی کے برسراقتدار لیڈروں نے خفیہ طور اور بعض حالات میں کھلے بندوں تحریک غلہ ڈھیر کی مخالفت کی ۔ عوام میں غلط فہمیاں پھیلا کر بدنظمی پیدا کرنے کی بے سود کوشش کی ۔ اور ذاتی مفاد کے پیش نظر کسانوں کو مجرم ٹھہرایا، وہاں دوسری جانب کانگرسیوں نے ہی وزارت سرحد کی غلط پالیسی کی مذمت کی۔ اور پراونشل کانگرس کی پر اسرار خاموشی پر اظہار افسوس کیا۔ ذیل میں تحریک کی حمایت کرنیوالوں کی روئیداد شائع کی جاتی ہے۔

حکومت سے مطالبہ : سٹی کانگرس کمیٹی پشاور نے ایک میٹنگ میں ایک ریزولیشن کے ذریعہ وزارت سے مطالبہ کیا کہ کسان ستیہ آگرہوں کو غیر مشروط طور پر رہا کردیا جائے۔ بصورت دیگر انہیں بہتر کلاس دیجائے۔ اس قرار داد میں غلہ ڈھیر کسان تحریک کو جائز سمجھتے ہوئے مظلوم کسانوں سے ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔

کھلی چٹھی :

کانگرسی وزارت کی بدعنوانیوں کے متعلق جنرل سیکرٹری شب قدر فورٹ کانگرسی کمیٹی نے وزارت کے نام کھلی چھٹی تحریر کرتے ہوئے کہا کہ (د) اب موجودہ ایام میں غلہ ڈھیر کی نسبت ہر جگہ چرچا ہورہا ہے۔ نواب آف طورو کی حمایت پر کانگرس وزارت اور غریب کسانوں کی حمایت پر کانگرس سوشلسٹ پارٹی ہے۔ غریب کسانوں نے اس قحط سالی کے زمانہ میں نواب کے ٹیکسوں سے خلاصی حاصل کرنی چاہی۔ جس پر متعدد سوشلسٹ لیڈر گرفتار و قید ہوئے۔ لیکن تحریک روز بروز زور پکڑ رہی ہے۔ کئی خدائی خدمتگار بھی شامل

ہوئے ہیں۔ امر تسر (پنجاب) سے جھتے آنے والے ہیں۔ غریب بے کس کسانوں کی داد فریاد کوئی نہیں سنتا ہے۔ عورتوں کی بے عزتی اور بے حرمتی ہورہی ہے۔ غریب بچے بے خانماں ہو رہے ہیں۔ دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ہے۔ غریبوں کو گاؤں بدر کیا جارہا ہے۔ پولیس والے بے رحمی سے پیش آرہے ہیں۔

آخر یہ مظالم کانگرس وزارت کی طرف سے کیوں ہورہے ہیں ؟یہی ایک سوال تمام لوگوں کے منہ سے نکل رہا ہے۔ میرے خیال میں وزارت سرمایہ داروں کے زیر اثر ہوکر کانگرس مینی فسٹو کو بھول گئی ہے۔ آخر یہ اندھیر گردی کب تک جاری رہے گی۔ کیا حکومت ایسا خیال کرسکتی ہے کہ گرفتاریوں اور لاٹھی چارج سے یہ تحریک دب جاویگی۔

راولپنڈی کانگرس سوشلسٹ پارٹی نے ذیل کے الفاظ میں ایک قرارداد پاس کی۔، یہ اجلاس غلہ ڈھیر کسان تحریک کی پوری امداد کا فیصلہ کرتا ہے۔ اور وزارت کی جابرانہ پالیسی کو بنظر حقارت دیکھتا ہے۔

جموں کانگرس کمیٹی کی یہ میٹنگ کسانان غلہ ڈھیر سے ہمدردی کرتے ہوئے وزارت سرحد سے پر زور الفاظ میں اپیل کرتی ہے کہ وہ جلد از جلد طورو نواب اور مظلوم کسانوں کے درمیان تسلی بخش سمجھوتہ کرا دے ۔

مدراس کانگرس سنگ کا یہ اجلاس مظلومین ریاست غلہ ڈھیر سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے صوبہ کانگرس سے اپیل کرتا ہے کہ وہ کسان تحریک کے ساتھ عملی تعاون کرتے ہوئے وزرات کو رحمدلانہ پالیسی اختیار کرنے پر مجبور کرے۔

۲۳ اگست کو ۴ بجے شام موضع ہبی کے خدائی خدمتگاروں کا ایک عظیم الشان پبلک جلسہ زیر صدارت میاں صاحب شیر رحمان خان منعقد ہوا۔ اجلاس میں دیگر کانگرسی رہنماؤں کے علاوہ صدر صوبہ کانگرس خان غلام محمد خان آف لوند خوڑ بھی موجود تھے۔ دیگر اصحاب کی تقریروں کے بعد خان ثمین جان خان ایم۔ایل۔اے۔ نے ذیل کاریزویشن پیش کرتے ہوئے حکومت سرحد کو تنبیہ کیا کہ وہ جلد از جلد کامریڈ محمد شاہ کو جنہیں بلا جرم وتقصیر زیر دفعہ ۱۰۷ گرفتار کر لیا گیا ہے رہا کر کے اپنی غلطی کا ازالہ کرے۔ نقل ریزویشن تپہ ہبی کا یہ عظیم الشان جلسہ میاں محمد شاہ صدر کانگرس کمیٹی تپہ ہبی کی گرفتاری پر اظہار افسوس کرتا ہے۔ اور حکومت سرحد کو متنبہ کرتا ہے کہ جلد از جلد میں غلطی کا ازالہ کرے۔ محرک۔ ثمین جان۔ موید ۔ گلاب خان جائینٹ سیکرٹری تپہ کمیٹی ۔(پیغام سرحد ۱۹ ستمبر ۱۹۳۷ء ہزارہ) ۔

یہ اجلاس موجودہ اسمبلی سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ اگر ۲۳ اگست ۱۹۳۸ کی گرفتاری غریبوں کی حمایت پر اور وزیر صاحب کی اپنی شخصی حکومت کو برقرار رکھنے کیلئے ہوئی، تو چاہیئے کہ ممبران اسمبلی مستعفی ہوجائیں۔ محرک۔ جرنیل امیر خان تپہ خٹک ۔ موید نیاز محمد۔ ۔ یہ اجلاس میاں اکبر شاہ صاحب و محمد شاہ صاحب و غلام افضل کاکا۔ مولوی صاحب عبدالرحیم پوپلزئی، خرم خان۔ جو کہ غریبوں کی حمایت کرنے کے خیالات پر ۲۳ اگست کو عمل میں آئے ہیں۔ مبارکباد دیتے ہیں۔ اور ان کے لواحقین کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔

عدم اعتماد کی تحریک:

ہری پور ہزارہ ۔ ۲۹ اکتوبر ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی ہزارہ کا اجلاس زیر صدارت پیر کامران ایم۔ ایل۔ اے لالہ گوبند سہانے پلیڈر کی کوٹھی پر منعقد ہوا۔ ضلع ہزارہ کے تقریباً تمام ممبر شریک جلسہ تھے۔ مولانا حکیم محمد عبدالسلام کی پیش کردہ قرار داد پر بحث و مباحثہ کے بعد متفقہ طور کانگرسی وزارت کے غیر کانگرسیانہ طرز عمل کے خلاف عدم اعتماد کاریزولیشن منظور ہوا۔ ریزولیشن میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ موجودہ وزارت کانگرس نے کانگرس پروگرام پر عمل نہیں کیا اس لئے اس میں تبدیلی کی جائے۔

سختگیرانہ پالیسی:

ظلم سے کوئی تحریک دبائی نہیں جاسکتی ۔ بلکہ جبرو تشدد سے کمزور تحریک طاقت پکڑ جاتی ہے۔ سرحدی وزارت نے کسان ایجی ٹیشن کو سختی سے دبانا چاہا۔ پولیس لاٹھیوں اور گرفتاریوں سے غریب کسانوں کو مرعوب کرنے کی ناپاک کوششیں کی گئیں۔ لیکن اثر الٹا ہوا۔ تحریک دبنے کے بجائے روز بروز پکڑتی گئی۔ عام گرفتاریوں نے صوبہ بھر کے دیہاتی باشندوں میں ہیجان پیدا کردیا۔ ہر اطراف سے کسان تحریک کی حمایت میں ہمدردی کا اظہار کیا جانے لگا۔ یہی نہیں بلکہ اکثر مقامات کی کسان کمیٹیوں نے اس امر کا فیصلہ کیا۔ کہ وقت ضرورت محاذ جنگ پر جتھے بھیج کر کسان تحریک کو تقویت دیجائے۔ چنانچہ جب حکومت کی سختگیرانہ پالیسی کے باوجود کسان ایجی ٹیشن کو نہ کچلا جاسکا تو حکومت نے دوسرا پینترہ بدلا اورتحریک کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈہ شروع کر دیا گیا۔ حکومت کے ساتھ ساتھ صوبہ کے بعض ذمہ دار کانگرسیوں نے بھی کھلے بندوں تحریک کے خلاف غلط فہمیاں پھیلانی شروع کردیں۔ اور

یہ ظاہر کیا جانے لگا کہ کسان تحریک کے رہنما کسانوں کو نواب طورو کی زمینوں پر زبردستی قابض ہونے کی تلقین کر رہے ہیں ۔ اس سلسلہ میں بعض ذمہ دار کانگرسی لیڈروں کے خیالات وبیانات بھی اخبارات میں نکلے ہیں۔ خود ڈاکٹر خان صاحب نے بیانات دیکر عوام کو غلط فہمی میں ڈالنے اور کسان تحریک سے متنفر کرانے کی بے سود کوشش۔ کی ذیل میں بیانات نقل کئے جاتے ہیں۔

غلہ ڈھیر ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں سوشلسٹوں کی پر زور مذمت: معصوم کسانوں کو سوشلسٹوں نے کس طرح بھڑکایا؟

آنریبل ڈاکٹر خان صاحب وزیراعظم سرحد کا بیان :۔ اس ایجی ٹیشن کیلئے صوبہ سرحد کے سوشلسٹ ذمہ دار ہیں۔ کانگرس وزارت کے قائم ہونے سے چند ماہ پہلے نواب طورو نے مزارعین کے خلاف ڈگریاں حاصل کر لی تھیں۔ سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ کسانوں کو سوشلسٹ لیڈروں نے فرضی وعدے دیکر سول نافرمانی پر آمادہ کر لیا ہے۔ بعض سوشلسٹوں نے کسانوں کو یہ بھی کہا کہ وہ تین لاکھ ستیہ آگرہ ہی سول نافرمانی کیلئے بھیجیں گے۔ گورنمنٹ اگرچہ معصوم کسانوں کو گرفتار کرنے میں تامل کرتی ہے۔ تاہم وہ یہ خلاف آئین سرگرمیاں برداشت نہیں کر سکتی ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اس وقت تمام قصور سوشلسٹوں کا ہے۔

ڈاکٹر خان صاحب نے اپنے بیان میں فرمایا ہے کہ سوشلسٹوں نے کسانان غلہ

ڈھیر کو تین لاکھ والنیٹروں کی امداد کا یقین دلا کر ستیہ آگرہ کا آغاز کرایا۔ لیکن آنریبل وزیراعظم سے نہایت ادب کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ کس سوشلسٹ نے غلہ ڈھیر کے کسانوں کو ایسا کہا۔ جہاں تک میری یاداشت کام کرتی ہے۔ میرے رفقاء نے غلہ ڈھیر کے گردونواح میں جتنی تقریریں کیں اس میں کسانوں کو یہی کہا گیا کہ اپنے پاؤں پہ خود کھڑے ہونے کی کوشش کرو۔ تمہاری حیات اپنی جتھہ بندی میں ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر وزیراعظم کی خواہش ہوتی تو غلہ ڈھیر کا سمجھوتہ چشم زدن میں ہوسکتا تھا۔ لیکن آپ کی خواہش ہرگز یہ نہ تھی۔ اور جناب کے طرز عمل نے یہ صورت حالات کو اس درجہ تک پہنچایا جس پر اب افسوس کر کے پردہ ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ (بخشی فقیر چند)

درد ناک چٹھیاں :

ذیل میں غلہ ڈھیر سے آمدہ چند چٹھیاں درج کی جاتی ہیں۔ جس سے نواب طورو کے مظالم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

پہلی چٹھی :

39/ 8/ 31 کو نواب کی طرف سے چند غنڈے ہاتھ میں لاٹھیاں لئے ہوئے ہمارے گھروں میں گئے۔ اور ہمیں زد و کوب کیا گیا۔ اگر ہماری امداد کوئی کرنا چاہتا ہے۔ تو اسے پولیس روک لیتی ہے۔ غلہ ڈھیر میں چاروں طرف خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے۔

دوسری چٹھی :

آج ہزاروں کی تعداد میں نواب طورو کے آدمی آئے اور فصل خراب کرتے رہے۔ پولیس بھی ان کی مددگار ہے۔ اگر ہمیں کوئی بچاتا ہے۔ تو اس کو گرفتار کیا جاتا ہے۔ دوکانوں کو لوٹا جاتا ہے۔ گھروں کے تالے توڑے جاتے ہیں۔ مارپیٹ کا بازار گرم رہتا ہے۔ (مستورات)

تحصیل مردان کا ناظر مسمی زیور خان تقریباً ایک درجن تحصیل کے چپڑاسیوں اور مزید پولیس کے ساتھ یہاں پہنچا۔ اور ان کے ذریعہ ۲۱ عدد مکانوں کا قبضہ حاصل کیا۔ بچوں اور عورتوں کو بمعہ سامان کے ان کے مکانوں سے نکال دیا گیا۔

طورو کے آدمیوں نے گروہ در گروہ آکر جوار کی فصلوں کو کاٹ کر تباہ کردیا ہے۔ پولیس نے غلہ ڈھیر کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ کسی شخص کو گاؤں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ بلاوجہ عورتوں اور بچوں کو زد و کوب کیا جاتا ہے۔ کھیتوں کو جاتے ہوئے کسانوں پر ڈنڈے برسائے جاتے ہیں۔

ایک افسوسناک واقعہ:

طورہ ٹیکس کی وصولی بدستور جاری ہے۔ تقریباً دس روز ہوئے حضرت گل کی لڑکی کی شادی تھی۔ نواب کے آدمیوں نے اس سے ٹیکس مطلوبہ طلب کیا۔ اس نے دوسرے روز دینے کا وعدہ کیا۔ اور رات کو ہی سامان باندھ کر صبح گاؤں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ تاکہ ٹیکس مذکورہ کی ادائیگی سے چھٹکارا مل سکے۔ ان حالات میں وہاں کے لوگوں کا رہنا سخت مشکل ہوگیا ہے۔ عورتوں کو خواہ مخواہ تنگ کیا جاتا ہے۔ حیرانگی اس بات کی ہے کہ پولیس دیکھ کر بھی اعلانیہ خاموشی اختیار کئے ہوئے ہے۔

اخبارات کی آرائیں:

غلہ ڈھیر ایجی ٹیشن کی حمایت میں ہندوستانی اخبارات نے جس قدر ایڈیٹوریل نوٹ لکھے ہیں۔ اور جس ذمہ داری کے ساتھ ایجی ٹیشن مذکورہ کے تمام پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے اسے درست ٹھرایا ہے اخبار بین طبقہ سے بخوبی آشنا ہے۔ ذیل میں عدم گنجائش کی وجہ سے صرف چند اخبارات کی آراء تحریر کی جاتی ہیں۔ (مصنف)

ہفتہ وار ہند کلکتہ:

صوبہ سرحد میں کانگرسی وزارت قائم ہے۔ مگر وہاں سوشلسٹ لیڈروں پر زمین تنگ کر دی گئی ہے۔ بہت سے سوشلسٹ لیڈر گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ اور کسانوں کی تحریک روکنے کی بڑی سختی سے کوشش کی جارہی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر خان صاحب اپنے صوبے کو آسٹریا بنا دینے کی فکر میں ہے۔ مورخہ ۲۹ اگست ۳۸ء

جریدہ احسان:

سرحدی وزارت نے سرحد کے سوشلسٹ اور کسان لیڈروں کو نواب آف طورو کے خلاف ستیہ گرہ کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا ہے۔ اور مزید کسان و سوشلسٹ کارکنوں کی گرفتاریوں کی توقع ہے۔ سرحد کی کانگرس وزارت کے کارہائے نمایاں نے پرانی نوکر شاہی کی یاد تازہ کردی ہے۔ اور اپنی مزدور نواز حکمت عملی کو بے نقاب کرکے دنیا پر اصلیت ظاہر کردی ہے۔

پیغام سرحد:

مورخہ ۳۰ اگست کی گرفتاری کی وقت پولیس نے بیگناہ عورتوں پر لاٹھی چارج کرکے اور قرآن مجید کی توہین کرکے اپنی ذہنیت کا مظاہرہ کیا ہے۔
مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۸ء

نوجوان:

سرحد کی کانگرس حکومت پرانے کالے قانون کو نافذ کرنے پر غور کر رہی ہے۔ تاکہ سوشلسٹ کسان اور مزدوروں کے رہنماؤں کی سرگرمیوں کا خاتمہ کیا جاسکے۔

پربھات پشاور:

مقام حیرت ہے کہ ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی اور پراونشل کانگرس کمیٹی نے بھی ان غریب کسانوں کی تحریک کو غلط ٹھہرایا ہے جن کے خون اور ہڈیوں کی بنیادوں پر آج سرحد کی کانگرس وزارت کھڑی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ کانگرسی رہنما اک بار پھر اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کریں۔ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۹ء۔

مظلوم دنیا:

غلہ ڈھیر کسان تحریک مبنی بر صداقت تحریک ہے۔ اور وہاں کے مظلوم مزارعین نواب آف طورو کے تشدد کا بری طرح شکار ہورہے ہیں۔ انتہائی افسوس ہے کہ کانگرس وزارت نے آج تک اس ایجی ٹیشن کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا۔ اگر یہ حقیقت ہے کہ ہمارے واجب الاحترام وزیراعظم صاحب سوشلسٹوں کو مشتبہ نگاہ سے دیکھنے کے خوگر ہوچکے ہیں تو انہیں اپنا انتخاب تو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

کیا ہم اپنے معزز وزیراعظم سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ کانگرس الیکشن مینی فیسٹو کے پیش نظر مظلومین غلہ ڈھیر کی امداد کرنا وزارت پر لازم نہیں۔ کیا نواب طورو کی چیرہ دستیوں پر کڑی نگرانی رکھنا وزارت کے فرائض میں داخل نہیں۔ کیا مشترکہ محاذ کے ہوتے ہوئے سوشلسٹوں کی گرفتاریاں ضروری تھیں۔ اور وہ بھی صرف نواب کی ایک درخواست پر مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء

فرانٹیر ایڈوکیٹ:

غلہ ڈھیر کے غریب کسانوں پر تشدد کے واقعات نے بے حد نازک صورت اختیار کرلی ہے۔ بیچارے سرخپوشوں کو زمینوں اور رہائشی مکانوں سے بیدخل کرنے کا جو طریقہ استعمال کیا جارہا ہے اس سے ایک بار پھر ۳۱-۱۹۳۰ء کے نوکر شاہی دور کی یاد تازہ ہوگئی ہے۔ وہی بے پناہ تشدد، وہی لاٹھی چارج اور وہی جبروستم دیکھ کر آنکھوں کو دھوکا ہوتا ہے کہ شاید صوبہ میں ازسر نوقدیم نوکر شاہی حکومت واپس آگئی ہے۔ غلہ ڈھیر میں کسان عورتوں کی بے حرمتی کے واقعات ناقابل برداشت حد تک پہنچ گئے ہیں ۔ لیکن یہ امر موجب اطمینان ہے کہ انتہائی اشتعال دیئے جانے کے باوجود ستیہ اگر ہی کسان مرد اور عورتیں اصول عدم تشدد پر سختی کے ساتھ کاربند ہیں۔

اخبار مدینہ بجنور:

غلہ ڈھیر میں نواب طورو کے مظالم کے خلاف کسانوں نے پرامن تحریک جاری کر رکھی ہے۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر خان کی حکومت نے پرانی نوکر شاہی کی یاد تازہ کرتے ہوئے صرف ایک دن میں ۲۴۰ کسانوں کو پابہ زنجیر کر

لیا۔ سرحد کی کانگرس حکومت کے اس تازہ شاہکار کے پیش نظر ہر ہندوستانی یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا ہے کہ موجودہ کانگرسی حکومتیں پرانی دفتری مشینری کے نئے پرزے ہیں۔

شانتی:

غلہ ڈھیر کی پولیس نے کانگرس کے جھنڈے اور سوشلسٹ کے سرخ جھنڈے کی سخت توہین کی ہے۔ جس سے لوگوں میں ہلچل مچ گئی ہے۔

اتحاد:

غلہ ڈھیر کے مظلوم ستیہ آگرہی کسانوں پر پولیس کے لاٹھی چارج۔ اندھا دھند گرفتاریوں، سزایابیوں اور کسان عورتوں کی بے حرمتی کے جگر خراش واقعات کانگرس کی پیشانی پر بدنما دھبہ ہے۔

تحریک کے سرکردہ کارکنان و رہنما

ذیل کے رفقاء چھ ماہ محض قید ہوئے۔

مولانا عبدالرحیم پوپلزئی، میاں مکرم شاہ، بھگت رام، کامریڈ وارث خان، کامریڈ اجون خان، کامریڈ اکبر شاہ وکیل، کامریڈ احمد نور، کامریڈ امین الحق، رام پرکاش شوخ، کامریڈ امیر خان، کامریڈ اچرج رام کپور، رام سرن نگینہ،

ذیل کے رفقاء دو سال بامشقت قید ہوئے۔

سردار ساد ہو سنگھ، کامریڈ پرتھمی ناتھ، کامریڈ امر ناتھ کامریڈ لیکراج، کامریڈ اننت رام، کامریڈ دوار کا ناتھ میاں صاحب شاہ، کامریڈ خان زادہ، کامریڈ عمراز خان، بخشی فقیر چندو ید دوران مقدمہ میں رہا کر دیئے گئے۔

موجودہ بد ترین نظام :

جہاں ـــ انسان نما خونخوار بھیڑیئے ـ انسانوں کا خون چوستے ہیں ـ

جہاں ـــ انصاف کے نام پر ستم ڈھائے جاتے ہیں ـ

جہاں ـــ دیر وحرم اور گائے باجے کا فتنہ بپا کر کے خون انسانیت بہایا جاتا ہے ـ

جہاں ـــ جنت و جہنم کے سبز باغ دکھلا کر مذہبی جنونی اپنی توند بھرتے ہیں ـ

جہاں ـ لگّی بھرنی ـ کرم اور تقدیر کے لغو الفاظ سے طبقہ مظلوم کو تاریکی کے عمیق گڑھے میں دھکیلا جاتا ہے ـ

جہاں ـــ جہاں کسانوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی پر ابن زررنگ رلیاں مناتے ہیں ـ

جہاں ـــ غریبوں کی محنت پر ڈاکے ڈالے جاتے ہیں ـ

وہ ـــ بد ترین تباہ کن ـ نظام سوسائٹی بدلنا ہوگا ـ

سرمایہ دارانہ کے جبروتشدد کے شکار مظلوم کسان ؟

جاگ آنکھیں کھول ـــ بیدار ہو ـ اور مشعل صداقت ہاتھ میں لے کر خوفناک، ڈراونی، تاریک منزلیں طے کرتا ہوا جانب مقصد بڑھتا جا ـــــ اے ستم رسیدہ کسان ! خونخوار درندے، پرخار راستے، تپتے صحرا، گھنے دار جنگل، کڑکتی بجلی، طوفان ، سیلاب ، شدت کی گرمی تیرے لئے باعث رکاوٹ نہیں بن سکتی ـ اس لئے اے تباہ خال کسان جاگ ـ اٹھ ـ بیدار ہو !

انتقام ! اے انتقام !!

دیر سے ہے روح مظلومی کے لب پر تیرا نام
درد محکومی ہے تیری آرزو میں صبح و شام
دیکھ چھلکا چاہتا ہے صبر مزدوری کا جام
اٹھ کہ مجبوروں کا تیرے در پہ ہے اک اژدہام

انتقام اے انتقام اے انتقام اے انتقام

حاکم و محکوم کی پستی رہے گی تا کجا ؟
جنس خون مفلسی سستی رہیگی تا کجا ؟
قسمت مزدور میں پستی رہیگی تا کجا ؟
زیر دستوں پر زبردستی رہیگی تا کجا ؟

انتقام اے انتقام اے انتقام اے انتقام

بے کسی کی آنکھ ہے آئینہ دار انقلاب
مفلسی کے آنسوؤں میں ہیں شرار انقلاب

بسی کا درد ہے سرمایہ دار انقلاب
بندگی پر کھول دے راہ دیار انقلاب

انتقام اے انتقام اے انتقام اے انتقام

خواجگی کب تک رہے گی بندگی کی تاک میں ؟
درد کب آئیگا زر کی فطرت چالاک میں ؟
محنتیں مزدور کی کب تک ملیں گی خاک میں ؟
کوئی الٹا پھیر بھی ہے گردش افلاک میں ؟

انتقام اے انتقام اے انتقام اے انتقام

روئے استعمار پر کب تک شقاوت کی جھلک
مکر کی آنکھوں میں کب تک یہ شرارت کی جھلک
کب نگاہ مفلسی دیکھے گی راحت کی جھلک
رنگ خدمت میں کب آئیگی بغاوت کی جھلک
انتقام اے انتقام اے انتقام اے انتقام
باج دے گا ہم کو کب تک کم نگاہی کا فریب
تاج دے گا تابہ کے یوں کجکلاہی کا فریب
تخت دے گا تابہ کے انسان کو شاہی کا فریب
بخت دے گا ہم کو کب تک بے پناہی کا فریب
انتقام اے انتقام اے انتقام اے انتقام
دیر سے دوش مذاہب پر ہے دھو کے کی غلیل
دیر سے دست مکائد میں ہے انساں کی نکیل

ایک جانب تا بہ کے آخر یہ زر کی ریل پیل
دیکھ بندوں کو خداؤں نے بنا رکھا ہے کھیل
انتقام اے انتقام اے انتقام اے انتقام

کھائیں بھی مزدور کا مزدور پر غرائیں بھی
دن کو محنت بھی کرائیں۔ رات کو رلوائیں بھی
بھوک سے مزدور کے بچے بھی بلکیں مائیں بھی
تف ہے سرمایہ پرستوں پر کہیں مٹ جائیں بھی

انتقام اے انتقام اے انتقام اے انتقام

ہاتھ اٹھے گا کب ترا اس لعنتی تہذیب پر
چشمک تعمیر کب تک صورت تخریب پر
تیرا آنا منحصر ہے کونسی تقریب پر
مستعد ہو اب مدارج کی نئی ترتیب پر

انتقام اے انتقام اے انتقام اے انتقام

سیاسی آزادی کا وہ تصور جو تحریری طور پر انتخابی وعدوں کی صورت میں عوام کو بتایا گیا تھا۔ اور پھر جلسے جلوسوں میں تقریروں سے واضح کیا گیا تھا عوام کے ذہن میں ابھی تازہ تھا۔ اس سلسلے میں سیاسی جلسوں کا سی آئی ڈی ریکارڈ فائلوں میں اب بھی محفوظ ہے۔ چنانچہ مردان ہی میں ۲۶ جنوری ۱۹۳۸ء کو یوم آزادی کیلئے مویشی منڈی گراؤنڈ میں منعقد ہونے والے جلسہ عام کی خفیہ ڈائری ضلع مردان کی کانگرس و سرخپوش سرگرمیوں کی ذیل میں سی آئی ڈی کی فائل نمبر ۱۳۱ بستہ نمبر ۱۰ بابت ۲۸ جنوری ۱۹۳۸ میں محفوظ ہے۔ اسکے مطابق

۲۶ جنوری کو مویشی منڈی مردان میں ڈاکٹر سرن سنگھ آف ہوتی بازار کی صدارت میں ایک جلسہ عام یوم آزادی کے سلسلے میں منعقد ہوا۔ اس میں چار پانچ سو افراد موجود تھے۔ جن میں ۵۲ سرخپوش تھے۔ جلسے میں جن ممتاز رہنماؤں نے شرکت کی ان کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ ایس ایشر سنگھ بارایٹ لا ۲۔ علی اصغر وکیل ۳۔ رام سرن وکیل، ۴۔ ڈاکٹر ایشر داس کوہلی، ۵۔ شیر محمد آف مردان، ۶۔ عبدالرحیم پوپلزئی آف پشاور، ۷۔ بخشی فقیر چند آف پشاور، بخشی فقیر چند نے ایک نظم پڑھی جس میں کاشتکاروں اور مزدوروں کی حالت زار کا ذکر تھا۔ اس میں کہا گیا تھا کہ انہی کی دولت پر سامراج کی یہ ساری شان و شوکت منحصر ہے اور اسکے باوجود سامراج نے انہی کو پر مصائب وآلام کے پہاڑ توڑ رکھے ہیں۔

سب سے پہلے مولانا عبدالرحیم پوپلزئی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہ پہلا موقع ہے کہ میں یہاں آپ کے سامنے اپنے مفصل اور اہم اغراض و مقاصد مختصر کر کے پشتو میں بیان کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ ایک مریض جو کئی

ضمیمہ

ضمیمے میں سیاسی جلسوں اور مظاہروں کی خفیہ سرکاری رپورٹیں اور سرحد اسمبلی میں معرکہ غلہ ڈھیر پر بحثیں شامل کی جارہی ہیں

(ڈاکٹر عبدالجلیل پوپلزئی)

امراض کا شکار ہو ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے کیا کیا جتن کرتا ہے۔ لیکن امراض کا علاج ان کے سبب کے دور کرنے اور اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں مضمر ہوتا ہے۔ غلامی بھی ایک متعدی بیماری ہے۔ اسکا حل اسے جڑ سے اکھاڑنا ہی ہے۔ ورنہ تمام تر تدابیر رایئگاں جائیں گی۔ یوم آزادی کے موضوع پر انہوں نے کہا کہ ۲۶ جنوری ۱۹۲۹ء سے بعد ہرسال ہم اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ غلامی جیسی بیماری سے نجات حاصل کر کے رہیں گے۔ اور اس سے نجات حاصل کرنا تب ہی ممکن ہے جب ہم آزادی حاصل کرنے کا عہد کریں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک آزادی کا صحیح مفہوم نہ سمجھا جائے اس کے بارے میں حقیقت جاننا ممکن نہیں۔ آپ کے مخالفین آپ کو اس معاملے میں فریب دینا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مفاد اس میں ہے کہ آپ کو جکڑ کر رکھا جائے۔ آپ ان کی چالوں میں نہ آئیں۔ کانگرس کے اصل اغراض مقاصد یہ ہیں کہ مکمل آزادی حاصل کی جائے۔ مکمل آزادی تب ہی حاصل ہوگی جب ملک کے تمام باشندے آزاد ہوں۔ کوئی کسی دوسرے کا غلام نہ ہو۔ نہ تو انگریزوں کی غلامی رہے اور نہ ہی کسی غیر انگریز کی۔ اگر مسلمان ہندوؤں کے غلام رہیں یا ہندو مسلمانوں کے غلام بن جائیں تو یہ آزادی حقیقی آزادی نہیں ہوگی۔ کانگرس یہ چاہتی ہے کہ انگریز جو چھ ہزار میل دور سے یہاں آئے ہوئے ہیں ہم پر حکمرانی کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ دوسرا مقصد یہ بھی ہے کہ تمام لوگ بلا لحاظ مذہب و ملت آزاد ہوں۔

کانگرس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ مفاد پرستوں کا یہ پروپیگنڈ گمراہ کن ہے کہ پہلے کانگرس مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتہ کرے۔ اس سے یہ تاثر دیا جا

رہا ہے کہ کانگرس محض ہندو جماعت ہے۔ کانگرس نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ کوئی گروہ کسی دوسرے گروہ کا غلام نہیں ہوگا۔ یہ کہنا کہ مسلمانوں کی عددی قوت ہندوؤں سے کم ہے فریب پر مبنی ہے۔ اس دور میں کوئی قوم محض عددی قوت کی وجہ سے ترقی نہیں کر سکتی ۔ اور تاریخ اس بات کی شاہد ہے۔

چین اور جاپان کی تاریخ پر نگاہ دوڑائیں۔ جاپان چین کے مقابلے میں ایک چھوٹا ملک ہے۔ لیکن موجودہ جنگ میں وہ سبقت لے گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ محض تعداد ہی کافی نہیں بلکہ سیاسی شعور اور تنظیم زیادہ اہم ہیں۔ آج دیکھیں برطانیہ والے ہندوستان کے مقابلے میں تعداد میں کم ہونے کے باوجود ہم پر حکومت کر رہے ہیں۔ اگر تعداد کی بات ہوتی تو انگریز صرف لندن پر ہی حکومت کرتے ۔یہی حال اٹلی اور حبشہ کا ہے۔ تعداد کے لحاظ سے تو اٹلی چھوٹا ہے لیکن اسکے باوجود اس نے حبشہ کو اپنے ملک میں ضم کر رکھا ہے۔ اسکے علاوہ میں آپ سے یہ پوچھوں گا کہ بتائیں کہ غریب زیادہ ہیں یا امیر۔ ہندوستان میں ۹۷ فی صد لوگ غریب ہیں۔ یہ لوگ کسان مزدور ہیں آزادی کا اصل مقصد یہ ہے کہ ۹۷ فی صد لوگ تین فی صد لوگوں کے غلام نہ بنیں۔ ، انہوں نے کہا کہ ہم ایسی آزادی ہر گز نہیں چاہتے جس میں سفید فام ظالموں کی جگہ سیاہ فام لے لیں بلکہ آزادی کا اصل مقصد غریبوں کی حالت سدھارنا ہے۔ تا کہ وہ امن اور چین سے زندگی بسر کر سکیں۔ اگر غریبوں کی حالت اسی طرح کر رہے اور انگریزوں کی جگہ ہندوستانی آجائیں تو یہ آزادی کوئی آزادی نہیں ہوگی۔ آزادی تو غریبوں کی فلاح و بہبود کا نام ہے

نہ کہ ان پر سرمایہ داروں کی حکمرانی کا۔ کانگرس کے انتخابی آئینی پروگرام کا ذکر کرتے ہوئے انہوں کے واضح کیا کہ اس کی ایک شق غریبوں اور کسانوں کی حالت سدھارنے سے متعلق ہے۔ کانگرس کے نمائندوں کو اس پروگرام پر عمل کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ کسی معاشرے کے اچھے یا برے ہونے کا یقین کرنے کا بہترین معیار اس کے مقاصد اور نصب العین معلوم کرنا ہے۔ اگر اس کے مقاصد، اسکا نصب العین بہتر ہیں تو وہ یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ فلاحی معاشرہ ہے۔ اگر ایسا نہیں تو وہ معاشرہ فلاحی نہیں۔ اب کانگرس کے اس پروگرام کو دیکھیں جو میں نے کسی حد تک آپ کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ کانگرس کا پروگرام غربت کو اکھاڑ پھینکنا۔ غریبوں کی تکلیفیں دور کرنا اور انکے تحفظ اور خوشحالی کے اقدامات طے کرنا ہے۔ کراچی اور فیض پور کے اجلاسوں میں کانگرس نے اچھی طرح واضح کردیا تھا۔ ہر گروہ کے مذہب، ثقافت اور حقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔ اس اعلان کے بعد کیا اس قسم کے شک و شبہہ کی کوئی گنجائش رہ جاتی ہے کہ کہ کانگرس کسی مخصوص مکتبہ فکر کی حمایت کر رہی ہے۔ کانگرس نے یہ پروگرام سوشلسٹ پارٹی کے ساتھ صلاح و مشورے سے طے کیا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ غریب کو اپنی محنت مزدوری کا پورا پورا معاوضہ ملے۔ اسی پروگرام کی بنیاد پر کانگرس اور سوشلسٹ پارٹی ایک دوسرے میں مدغم ہوئی ہیں۔ ہندوستان کے بارے میں انہوں نے کہا کہ ہندوستان ایک دولت مند ملک ہے۔ لیکن اس کا المیہ یہ ہے کہ ہندوستانی عوام دوسروں کیلئے کما رہے ہیں۔ اسکی وجہ ہماری بے اتفاقی ہے۔ اور مفاد پرست لوگ بے اتفاقی کو ہوا دینے کے مواقع کی تلاش

میں رہتے ہیں۔ کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ اگر ہندوستانی عوام متحد ہوگئے تو ان کو محکوم رکھنا مشکل ہوجائیگا۔ اسی وجہ سے انہوں نے مذہب کے نام سے اپنی چیخ و پکار شروع کر رکھی ہے۔ وہ اس سے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ کانگرس تو محض ہندو جماعت ہے۔ اگر صحیح معنوں میں جہالت، ناخواندگی اور غربت کا قلع قمع کرنا ہے تو کانگرس کے اصل منشور پر عمل درآمد کرنا ہوگا۔ آج تک کسی بھی قوم کو قربانیوں اور عملی جدوجہد کے بغیر آزادی نہیں ملی اور کئی ترقی یافتہ یورپی ملکوں کی آزادی کا پس منظر یہی تھا۔ آخر میں انہوں نے کانگرس منشور پر مزید تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اگر اس پر صحیح عمل کیا گیا تو غربت کا خاتمہ ہوسکے گا۔ جلسے کے اختتام پر مولانا عبدالرحیم پوپلزئی کا شکریہ ادا کیا گیا کہ انہوں نے اس قدر بصیرت افروز اور مفصل خطاب سے سامعین کو فیضیاب کیا۔

دیباچہ طبع دوم

عوامی آزادی کی جنگ میں دوسرے طبقات کی طرح کسانوں اور کھیت مزدوروں کا بھی اہم کردار رہا ہے۔ صوبہ سرحد میں تحریک غلہ ڈھیر یہاں کے مفتی اعظم علامہ عبدالرحیم پوپلزئی کی سیاسی زندگی کا ایک ایسا ناقابل فراموش باب ہے جو یہاں کے کسانوں کا پہلا معرکہ آزادی کہلاتا ہے۔ اس عوامی معرکے میں غلہ ڈھیر کے عوام نے ایثار و قربانی اور ثابت قدمی کی جو مثالیں قائم کیں انہیں دیکھ کر کننگھم کی انگریزی حکومت، کانگرسی وزارت اور انگریزوں کے مراعات یافتہ خان خوانین کا سہ فریقی گٹھ جوڑ بھی انگشت بد ندان رہ گیا۔

غلہ ڈھیر کی عوامی تحریک مسلسل کئی مہینوں تک چلتی رہی۔ اس دوران موضع غلہ ڈھیر کے نوجوانوں کے شانہ بشانہ وہاں کی عورتیں اور بچے بھی سہ فریقی مظالم کے خلاف سینہ سپر رہے۔ یہاں کے دس بارہ سال کے کم سن بچوں سے لے کر پچاسی سال تک کے بوڑھوں کو تشدد کا نشانہ بننا پڑا اور انہیں ان کی عمر کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے جیلوں میں ڈال دیا گیا۔ ان کی عورتیں ہاتھوں میں قرآن پاک لے کر میدان میں نکل آئیں۔ ان کو بھی معاف نہیں کیا گیا اور لاٹھیوں اور برچھیوں سے پولیس نے انہیں لہولہان کر دیا۔ ان کے مکانات مسمار کر دیئے گئے۔ ان کی فصلیں تباہ کر دی گئیں، مگر

قدرت نے یہاں کے دیہاتیوں کو قوت ایمانی کی اتنی پختگی سے ہمکنار کر دیا تھا کہ ان کی غالب اکثریت اپنے نصب العین سے منحرف نہ کی جاسکی۔ خان خوانین تمام مظالم اور ہتھکنڈے آزما چکنے کے بعد غلہ ڈھیر کے لوگوں کے پاس جاتے اور الٹا انہیں اپنی اصلاح کرنے کی نصیحتیں کرتے ۔ انہیں سمجھاتے کہ جونہی خان کا حکم ملے تو تم لوگوں کو بلاچون وچرا اپنے مکانات اور کھیت چھوڑ کر نکلنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ خان ان لوگوں پر جو جرمانے لگائے اور جو ٹیکس عائد کرے وہ جیسے بھی ہوسکے ان واجبات کی ادائیگی کا بندوبست کرتے رہیں۔ ان نصیحتوں کے ساتھ ساتھ خان لوگوں کے مظالم اور ان کی خواہشات کو مذہب کے عین مطابق قرار دیا جاتا اور اس مقصد کے تحت مذہب کی غلط تاویلیں کرکے ان دیہاتیوں کو خوانین اور نوابوں کے سامنے سر تسلیم ختم کرنے کی ترغیب دی جاتی۔ علاوہ ازیں ان لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی کہ ان کی قربانیوں سے انگریزوں نے صوبائی وزارت جن خان صاحبان کو سپرد کی ہے وہ ملک کیلئے اسی قسم کی آزادی حاصل کرنے کو ہی اپنی آزادی سمجھیں اور خان صاحبان اور نوابوں کے ان اختیارات کے مستحکم کرنے اور ان کیلئے مزید اختیارات حاصل کرنے کی جدوجہد میں مصروف رہیں۔ تا کہ انہیں وہ دن دیکھنا نصیب ہوسکے جب ان کے خان خوانین اس طرح آزادی سے کاروبار حکومت چلا رہے ہوں کہ ان کیلئے انگریز گورنر کی سرپرستی ضروری نہ سمجھی جائے۔ ان سب باتوں کی شہادت سی آئی ڈی کے خفیہ ریکارڈ کے مطالعے سے اچھی طرح مل سکتی ہے۔ اور اسی لئے اس کتاب کے آخر میں مکمل حوالے کے ساتھ کچھ خفیہ ریکارڈ بھی پیش کیا جارہا ہے۔

اس زمانے میں پوری دنیا میں اشتراکی تحریک کے ذریعے مزدوروں اور کسانوں کے مفادات حاصل کرنے کا بہت چرچا تھا۔ اس وجہ سے سرخ پرچم عوامی جدوجہد آزادی کی ایک علامت بن گیا تھا۔ عوامی جذبات کے پیش نظر خدائی خدمت گاروں کی چاکلیٹ رنگ کی وردی بھی سرخ ہوتی چلی گئی تھی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی جماعت مجلس احرار اسلام کی وردی میں بھی یہی رنگ شامل تھا۔ اور احراری رضا کار سرخ رنگ کی قمیض زیب تن کیا کرتے تھے۔ خاکسار تحریک کے پرچم میں بھی یہی رنگ غالب تھا۔ اسی طرح امام حریت علامہ عبدالرحیم پوپلزئی نے بھی عوامی آزادی کے حصول کیلئے رائج الوقت سیاسی طریقوں کو بروئے کار لانے کا پروگرام اختیار کیا ہوا تھا۔ چنانچہ جیسے ان کا پرچم سرخ تھا ویسے ہی ان کا سیاسی پروگرام بھی تھا۔ اس میں مسلمان، ہندو اور سکھ سب ایک دوسرے کے شانہ بشانہ عوامی آزادی کا اصل مقصد حاصل کرنے کی جدوجہد میں سرگرم عمل تھے۔

بلا شبہ علامہ عبدالرحیم صاحب ایک مذہبی اور روحانی شخصیت تھے عبادت اور ریاضت ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ کا فکر ان کا بنیادی نظری ورثہ، جوان کے شیوخ سے ان کو منتقل ہوا تھا(کہتے ہیں کہ علامہ عبدالرحیم صاحب اپنے استاد حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن اسیر مالٹا کو اتنے عزیز تھے کہ وہ مولانا عبدالرحیم کی شادی میں شرکت کے لئے دیو بند سے پشاور تشریف لائے۔) لیکن اپنا سیاسی نصب العین حاصل کرنے کیلئے انہوں نے اس وقت کی انقلابی سیاسی فضا کو نظر انداز نہیں کیا تھا۔ ان کے پیش نظر انگریزوں سے آزادی کا مطلب سیاسی آزادی کے ساتھ ساتھ انگریزوں کے سرمایہ دارانہ نظام سے بھی آزادی کا حصول تھا۔ اور اس وجہ سے وہ یہاں کے

اشتراکیوں کے بھی سیاسی امام تھے۔ سی آئی ڈی کی خفیہ ڈائری بابت مئی 1937 ۔ بستہ نمبر 73 فائل نمبر 1355/1357 محکمہ دستاویزات کے مطابق ۱۴ مئی ۱۹۳۷ کو پارٹی کے اجلاس میں مولانا عبدالرحیم پوپرنؒ نے مسلم سوشلسٹ لیگ کے نام سے ایک ذیلی جماعت کے قیام کی تجویز پیش کی اورعبدالرحمن ریا سے کہا کہ وہ اس سلسلے میں عملی امکانات کا جائزہ لے۔ اس کے بعد اس ذیلی پارٹی کے بارے میں کچھ پتہ نہ چلا۔ ممکن ہے کہ مسلمانوں نے اس قسم کی جماعت میں دوسروں سے الگ ہوکر سامنے آنے کا عندیہ نہ دیا ہو۔ بہر حال اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مولانا عبدالرحیم صاحب کی خواہش کے باوجود اقتصادی آزادی کیلئے مسلمانوں کی الگ جماعت قائم نہ کی جاسکی یا کم از کم ایسا تجربہ کامیاب نہ ہوسکا۔ چنانچہ انہوں نے کانگرس کی سرمایہ پرست قیادت کے مقابلے کیلئے کانگرس سوشلسٹ پارٹی کے نام سے اس جماعت کاکام جاری رکھا جو نوجوان بھارت سبھا کے خلاف قانون قرار دیے جانے کے بعد سے سوشلسٹ پارٹی کے نام سے کام کر رہی تھی۔ اور اس میں ان کے مقاصد کے حصول کیلئے مسلمانوں کے علاوہ ہندو اور سکھ بھی سرگرم عمل تھے۔ سی آئی ڈی کی مندرجہ بالا رپورٹ سے یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ اقتصادی آزادی کی جنگ میں مسلم تشخص کی ضرورت کا اس قدر احساس ہونے کے باوجود مولانا کانگرس سوشلسٹ پارٹی کی حکمت عملی اختیار کرنے پر مجبور تھے۔ حالانکہ وہ ایک دینی بزرگ تھے اور ان کے فکر کی اصل اساس دین فطرت ہی کے فہم بصیرت پر مبنی تھی۔ اگرچہ اس میں کوئی کلام نہیں کہ مولانا عبدالرحیم صاحب اشتراکیت کے معاشی نظام ہی کو برطانیہ کے سرمایہ دارانہ اثر واقتدار سے حقیقی آزادی کا ذریعہ

سمجھتے تھے اور اس نظام کی افادیت کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اس میں وسیع تر جمہوریت اور اخلاقی اقدار کا اضافہ خود اشتراکیت کی بقا کیلئے ضروری خیال کرتے تھے۔ تاہم مولانا کی انتہائی پرہیزگار اور عبادت گزار زندگی کے پیش نظر ان کی اس سیاسی حکمت عملی کی ایک منفرد تعبیر بھی سامنے رہتی ہے کہ عین ممکن ہے کہ انہوں نے اشتراکیت کو ناگزیر حقیقت جانتے ہوئے اس کو لادینیت کے غلبے سے بچانے اور اس میں جمہوریت اور اخلاقی اقدار کی صفات سمونے کی خاطر اس پلیٹ فارم پر ایک متدین مسلمان کی قیادت کو ضروری سمجھا ہو۔ وہ قومی آزادی کی جدوجہد کے حوالے سے کانگرس سے بھی متعلق رہے۔ گوکہ وہ کانگرس کی اس پالیسی کی سخت مخالفت کرتے رہے جس کی تحت کانگرس ہند و پارسی سرمایہ دار کے عزائم کی آلہ کار بن کر رہ گئی تھی۔ اسی طرح علامہ صاحب خدائی خدمت گار تحریک کے بھی معاون اور ہمدرد تھے۔ چنانچہ 1937ء میں جب خان عبدالغفار خان کی صوبہ بدری کی معیاد ختم ہوئی اور وہ صوبہ سرحد میں تشریف لائے تو کانگرسیوں اور سرخ پوشوں نے علامہ عبدالرحیم پوپلزئی کی قیادت میں ایک انتظامیہ کمیٹی بنائی تھی۔ 27 اگست 1937ء کو شاہی باغ پشاور میں شام پانچ بجے سے چھ بجے تک ایک بہت بڑا جلسہ عام منعقد ہوا۔ جلسے کی صدارت علامہ عبدالرحیم پوپلزئی نے کی۔ اس جلسے میں خان عبدالغفار خان اور ڈاکٹر خان صاحب نے بھی تقریریں کیں۔ اس دن خان عبدالغفار خان اور مولانا عبدالرحیم پوپلزئی کو ایک ہی گاڑی میں پشاور کے عوام کے تاریخی جلوس کے ساتھ لے جایا گیا۔ اس واقعے کی سی آئی ڈی رپورٹیں بھی 27 اگست 1937 کے ریکارڈ میں مفصل طور پر موجود ہیں۔ اس زمانہ میں وہ وقت بھی آیا تھا جب صاحبزادہ

عبدالقیوم خان کی قیادت میں یہاں صوبہ سرحد میں وزارت قائم ہوئی تو صاحبزادہ صاحب نے نوجوان بھارت سبھا اور خدائی خدمت گار تحریک سمیت تمام سیاسی جماعتوں پر سے پابندیاں اٹھالیں اور ان جماعتوں کو آزادی سے سیاسی کام کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد ہی صاحبزادہ عبدالقیوم کی وزارت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک منظور کر کے اسے ختم کردیا گیا۔ اور اس کی جگہ ڈاکٹرخان صاحب صوبہ سرحد کے وزیراعلیٰ بنے۔ انکے وزیر اعلیٰ بننے کے بعد بد قسمتی سے بہت جلد پھر سے سیاسی پابندیاں نافذ کی جانے لگیں۔ اس دوران میں جب مردان کے گاؤں غلہ ڈھیر کے دیہاتیوں پر مظالم کی خبریں آنے لگیں تو ڈاکٹر خان صاحب کے پاس وفود بھیجے گئے کہ وہ ظالم کا ہاتھ ظلم سے روک دیں۔ اس سلسلے میں انہیں کانگرس کی انتخابی مہم کے دوران عوام سے کیا ہوا وعدہ بھی یاد دلایا گیا کہ کانگرس کسانوں کو ناجائز ٹیکسوں اور دیگر مظالم سے نجات دلائے گی ۔ یہ وعدہ کانگرس کے انتخابی اعلان صفحہ نمبر 8 میں مذکور تھا۔ لیکن ڈاکٹر خان صاحب کی وزارت نے کسانوں کی دلجوئی کی بجائے نوابوں کی حمایت شروع کردی۔ امام حریت علامہ عبدالرحیم پوپل زئی نے اس نازک مرحلے پر جب ایک طرف اپنی جماعت کی حکومت تھی اور دوسری طرف بے سہارا دیہاتی، اپنے مذہبی اور سیاسی ٠ یضے کے تقاضے محسوس کرتے ہوئے جب دیکھا کہ ان کے برسراقتدار سیاسی حلیف دیہاتیوں پر مظالم روکنے کی بجائے خود بھی خوانین اور نوابوں کی پشت پناہی کرتے ہیں تو انہوں نے کسانوں کی حمایت میں کلمہ حق بلند کرنا شروع کردیا۔ وہ غلہ ڈھیر کے دیہاتیوں کے پاس خود جاتے اور ان کی دلجوئی کرتے۔ وہ انہیں ثابت قدمی اور اتفاق و اتحاد کا درس دیتے اور ان کی تحریک کی قیادت کرتے تھے۔ (مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۹۳ء کو پشاور ٹیلی ویژن کے پروگرام

اباسین میں غلہ ڈھیر تحریک کے اس قائد کے بارے میں بچوں سے سوال پوچھا گیا تھا۔) آخر مولانا عبدالرحیم صاحب بھی گرفتار کر لئے گئے۔ اور انہیں کانگرس حکومت کے دور میں کلمہ حق ترک نہ کرنے پر سی کلاس میں قید کی سزا دی گئی۔ اس سے پہلے انگریز مولانا پر بغاوت کے مقدمے قائم کرتے ہوئے بھی انہیں جیل بھیجتے تو ان کے مقام و مرتبہ کا احساس کرتے ہوئے وہ بھی انہیں بی کلاس کا حق دار قرار دیتے تھے۔ گو کہ بی کلاس کی رعایات عملی طور پر انہیں نہ دی جاتیں۔

ان دنوں مولانا عبدالرحیم صاحب بیمار تھے۔ لیکن انہیں اس قید کے دوران ایسے ایسے مصائب سہنا پڑے جو انگریزوں نے بھی اس سے پہلے ان کے ساتھ روانہ رکھے تھے۔

اس پر سرحد اسمبلی میں زبردست ہنگامہ ہوا۔ چنانچہ اسمبلی کی ۵ نومبر ۱۹۳۸ء کی بحث اس کتاب کے ضمیمے میں شامل کی جاری ہے۔ اس سلسلے میں کاکاجی صنوبر حسین مہمند نے اپنے اخبار شعلہ کے شعبان ۱۳۵۷ء کے شمارے میں اپنے دیرینہ ساتھی خان عبدالغفار خان کو اردو اور پشتو میں ایک کھلا خط لکھا جس میں مولانا عبدالرحیم پوپلزئی کے ساتھ اس اس سلوک پر ان سے گلے شکوے کئے تھے۔ اس کے علاوہ آل انڈیا کانگرس کے سالانہ اجلاس منعقدہ دہلی اور پولٹیکل پرزنرز ریلیز کانفرنس میں بھی اس پر احتجاج کی صدائیں بلند ہوئیں۔ ملک کے اخبارات نے بھی اس بد سلوکی پر رپورٹیں اور اداریئے لکھے۔ اس تحریک کی شہرت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس پر ریڈیو ماسکو سے بھی خبریں نشر ہوئیں ۔ اس طرح یہ تحریک گویا بین الاقوامی شہرت اختیار کر گئی۔ سرحدی کسانوں کے اس پہلے معرکہ آزادی کا منفرد پہلو

یہ تھا کہ اس میں عوام کی اقتصادی آزادی کا نعرہ خواص کی سیاسی آزادی کے نعرے پر سبقت حاصل کر گیا۔ اس تحریک پر مشہور کانگرسی رہنما رام سرن نگینہ نے زیر نظر " کتاب سرخپوش کسان یا تحریک غلہ ڈھیر " لکھی تھی۔ کتاب ۱۹۳۹ء میں پہلی بار چھپی تھی۔ اس کتاب پر مفتی اعظم علامہ عبدالرحیم پوپلزئی سے ایک مختصر مقدمہ بھی لکھوایا گیا تھا۔ یہ کتاب طویل عرصے سے ناپید تھی۔ چونکہ رام سرن نگینہ خود بھی جنگ آزادی کے ایک چشم دید گواہ تھے اس لئے تحریک غلہ ڈھیر پر کسی نئی کتاب کی بجائے اسی کتاب کو ضمیمے کے اضافے کے ساتھ دوبارہ شائع کرنا زیادہ مناسب ہے تاکہ صوبہ سرحد کی شاندار عوامی تاریخ اس زمانے کے حالات اور سیاسی منظر نامے سمیت قارئین کے سامنے آسکے۔ اسی خیال کے پیش نظر اس کتاب کو دوسری بار شائع کیا جارہا ہے۔

ڈاکٹر عبدالجلیل پوپلزئی
مکان نمبر 1383 ، علامہ عبدالرحیم پوپلزئی روڈ
لاہوری گیٹ ۔ پشاور شہر ۔

معرکہ غلہ ڈھیر سرحد اسمبلی میں!

لالہ جمنا داس تلواڑ: کیا آنریبل وزیراعظم صاحب یہ بیان فرمائیں گے کہ کیا سچ ہے کہ 38-1937 میں نواب طورو نے صرف ۲۲ مزارعین کی بے دخلی کے احکام حاصل کئے تھے۔ وزیراعظم ڈاکٹر خان صاحب: ہاں ۲۲ جگہوں کے مزارعین بے دخل کئے گئے تھے۔؟، لالہ جمنا داس تلواڑ: کیا یہ صحیح ہے کہ ۱۵ جون ۱۹۳۸ کو مردان کا تحصیلدار غلہ ڈھیر گاؤں گیا اور ۲۲ مزارعین کی زمین کا قبضہ نواب طورو کو رسمی طور پر حوالے کیا؟

ڈاکٹر خان صاحب: نہیں قبضہ حقیقی تھا۔ رسمی نہیں تھا۔

لالہ جمنا داس:۔ کیا یہ سچ ہے کہ ۱۵ جون ۱۹۳۸ء کے بعد خریف کی فصل کے لئے ان بے دخل ہونے والے مزارعین نے کاشت نہیں کی بلکہ دوسروں نے کی۔؟

ڈاکٹر خان صاحب:۔ نہیں زمین کی کاشت یا تو بیدخل ہونے والے مزارعین نے کی یا ان کے رشتہ داروں نے کی۔

لالہ جمنا داس: کیا یہ صحیح ہے کہ نواب طورو نے ان لوگوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی نہیں کی جنہوں نے اس کی اجازت کے بغیر زمین کاشت کی تھی بلکہ اس نے انتظامی مدد کیلئے ڈپٹی کمشنر مردان کو رسائی حاصل کی۔

ڈاکٹر خان صاحب: چونکہ زمین قانونی طور پر نواب کے اپنے قبضے میں تھی۔ اس لئے اس کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ نواب نے اپنے مزارعین سے بچاؤ کیلئے پولیس کی امداد کی خاطر ڈپٹی کمشنر کو رسائی حاصل کی کیونکہ وہ اس کی زمین

کو غیر قانونی طور پر کاشت کر رہے تھے۔

لالہ جمنا داس : ڈپٹی کمشنر مردان نے ۳۰ اگست 1938 کو نواب طورو کو زمین کا قبضہ دلانے کیلئے کس اختیار اور کس قانون کے تحت پولیس بھیجی۔؟

ڈاکٹر خان صاحب : قبضہ دلانے کیلئے کوئی پولیس نہیں بھیجی گئی، نواب نے ڈپٹی کمشنر کو بتایا تھا کہ اسے ایسا لگتا ہے کہ اسے اپنی جائیداد میں داخل ہونے سے روکا جائے گا اور خدشہ ہے کہ امن عامہ میں شاید خلل پیدا ہوجائے۔ اس لئے ڈپٹی کمشنر نے امن امان برقرار رکھنے کیلئے پولیس بھیجی تھی۔

لالہ جمناداس : کیا کسی دیوانی ،االی یا فوجداری عدالت نے پولیس کے ذریعے نواب طورو کو قبضہ دلانے کا حکم جاری کیا تھا؟اگر کیا تھا تو کیا آنریبل وزیراعظم اس کی ایک کاپی میز پر رکھیں گے ؟ . ڈاکٹر خان صاحب :۔ کسی

عدالت نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا تھا کہ پولیس کی طاقت سے نواب کو قبضہ دلوایا جائے نہ ہی قبضہ اس طرح دلوایا گیا۔

لالہ جمنا داس : کیا ۳۰ اگست ۱۹۳۸ کو نواب کے آدمیوں نے ڈیوٹی مجسٹریٹ کو شکایت کی تھی کہ مزارعین ان کے قبضے کے حصول میں مداخلت کر رہے ہیں۔ اگر انہوں نے تحریری شکایت کی تھی تو کیا آنریبل وزیراعظم وہ میز پر رکھیں گے ؟

ڈاکٹر خان صاحب : اس قسم کی کوئی شکایت ریکارڈ پر نہیں ہے۔

لالہ جمنا داس : کیا ۳۰ اگست ۱۹۳۸ کو ڈیوٹی مجسٹریٹ کے سامنے نواب کے آدمیوں کو کسی مزارع نے ان کھیتوں میں داخل ہونے سے روکا تھا جن کا قبضہ افسرمال نے اسے ۱۵ جون ۱۹۳۸ کو قانونی طور پر دیا تھا۔

ڈاکٹر خان صاحب : ہاں

لالہ جمنا داس : کیا یہ درست ہے کہ مزارعین نے کوئی تشدد نہیں کیا بلکہ افسروں سے پر امن طور پر درخواست کی کہ وہ زیادتی کے مرتکب نہ ہوں اور باقاعدہ قانونی کارروائی عمل میں لائیں۔

ڈاکٹر خان صاحب :۔ نہیں ۔، لالہ جمنا داس : کیا یہ درست ہے کہ نواب طورو کے آدمیوں نے افسران بالا اور مجسٹریٹ سمیت پولیس جمعیت کے سامنے گاؤں کی ان عورتوں پر حملہ کر دیا جو اپنے مردوں کے ساتھ ہمدردی کیلئے جمع ہو گئی تھیں اور ان میں سے ۲۰ سے زائد زخمی ہو گئیں۔

ڈاکٹر خان صاحب : نہیں

لالہ جمنا داس : کیا یہ صحیح ہے کہ آنریبل وزیراعظم ۲ ستمبر ۱۹۳۸ء کو خود غلہ ڈھیر گئے اور مزارعین اور زخمی عورتوں کی شکایات سنیں ؟

ڈاکٹر خان صاحب : ہاں

لالہ جمنا داس : کیا یہ صحیح ہے کہ زخمی خواتین میں ایک پانچ چھ سال کی بچی واسیہ ولد زرغن شاہ تھی جس کی ٹانگ زخمی ہوئی تھی۔ اور ایک ۸۰ سالہ بوڑھی عورت گل خانم زوجہ میراسلم بھی تھیں جنہیں لاٹھیاں ، خنجر اور پتھر لگے تھے۔؟

ڈاکٹر خان صاحب : ایک چھوٹی لڑکی کی ٹانگ پر زخم تھا جو مبینہ طور پر ۳۰ اگست کی گڑبڑ میں لگا تھا۔ لاٹھی یا خنجر سے کوئی زخمی نہیں ہوا تھا۔ زخم معمولی تھے۔

لالہ جمنا داس : کیا یہ صحیح ہے کہ ۲ ستمبر ۱۹۳۸ کو آنریبل وزیراعظم نے سول ہسپتال مردان کے ایک ڈاکٹر کو اگلے دن غلہ ڈھیر جاکر زخمی خواتین کو

دیکھنے کا حکم دیا تھا۔

ڈاکٹر خان صاحب: میں نے ڈاکٹر کو حکم دیا تھا کہ چھوٹی لڑکی کی ٹانگ کے زخم کی دیکھ بھال کرے۔

لالہ جمنا داس: کیا یہ صحیح ہے کہ مذکورہ ڈاکٹر ۳ ستمبر ۱۹۳۸ء کو غلہ ڈھیر گیا اور اس نے ۶ سے زیادہ عورتوں کی مرہم پٹی کی اور کئی دوسروں کو طبی امداد بہم پہنچائی۔

ڈاکٹر خان صاحب: طبی امداد گاؤں کی ۶ عورتوں کو دی گئی۔

لالہ جمنا داس: کیا آنریبل وزیراعظم اس کام کیلئے مندرجہ بالا مذکورہ ڈاکٹر کی رپورٹ دکھا سکیں گے جس کے ساتھ زخمی عورتوں اور لڑکیوں کے نام عمر، ولدیت وغیرہ اور حاصل کردہ طبی امداد بھی لکھی ہو۔

ڈاکٹر خان صاحب: ڈاکٹر کی رپورٹ میز پر رکھی ہے۔ خواتین کے نام عمریں اور دیگر تفصیلات مہیا نہ ہوسکیں۔

لالہ جمنا داس: انتظامیہ کے حکام کی کاروائی کے جواز کے لئے اگر کوئی وجہ ہو تو بتائی جائے۔

ڈاکٹر خان صاحب: یہ پہلے ہی دیئے گئے جوابات سے ظاہر ہیں۔

ڈاکٹر کی رپورٹ

میں آج صبح غلہ ڈھیر گیا۔ واسیہ نامی بچی جو داو گئی کی بیٹی ہے اس کے خراب زخم کی مرہم پٹی کی۔ اس پر زور دیا گیا کہ وہ بچی کو ہسپتال لائے۔ اسے اور اس کی بیٹی کو ہسپتال کی خوراک دی جائے گی۔ زخموں کی دن میں دومرتبہ مرہم پٹی کی جائے گی اور بچی بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی۔ مزید براں میں ان دونوں کو اپنی کار میں بیٹھا کر لا سکتا تھا۔ لیکن اس نے کہا کہ وہ کل ہسپتال

آئے گی اور ساتھ بچی کو لائے گی کیونکہ آج اس نے گھر کے کام نمٹانے ہیں۔
اس کا زخم صاف کرکے پٹی باندھی گئی۔ اور شام کیلئے اسے پٹی دی گئی۔
میں نے ایک خاتون سواتی زوجہ ضمیر گل کا بھی اس کے بستر پر گھر میں ہی معائنہ کیا۔ اس کی پسلی پشت پر سے ٹوٹی ہوئی تھی۔ اس کی پٹی لگا کر اسے کچھ آیوڈین دی گئی۔
چار دوسری خواتین بھی آئیں جنہیں معمولی چوٹیں آئیں تھیں۔ ان پر آیوڈین لگائی گئی۔ ایک خاتون وفا جان کی ٹانگ پر ایک معمولی سازخم تھا جس کی پٹی کردی گئی۔
میں تین گھنٹے تک وہاں موجود رہا۔ اور باوجود اس کے کہ نمبر دار ہاشم خان سب کو اطلاع دینے کیلئے گاؤں کے چکر لگا رہا تھا۔ لیکن پھر بھی کوئی زخمی نہیں آیا، ماسوائے چند میڈیکل امراض بمثل ملیریا کے اور پھوڑوں کے۔ انہیں دوائیں دی گئیں۔
سردار محمد اورنگ زیب خان : کیا آنریبل وزیراعظم برائے کرم یہ بتائیں گے کہ کیا گرفتار کئے جانے والے تمام افراد نواب طورو کے مزارعین تھے ؟
ڈاکٹر خان صاحب : میں فاضل رکن کی بات نہیں سن سکا۔
سردار محمد اورنگ زیب خان : کیا آنریبل وزیراعظم برائے کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ وہ افراد جنہیں زد و کوب کیا گیا یا جو گرفتار کئے گئے وہ سب نواب طورو کے مزارعین یا سابقہ مزارعین تھے یا وہ غیر مزارع اور مردان کے رہائشی نہیں تھے ؟
ڈاکٹر خان صاحب : یہ تازہ سوال ہے اور میں اس کیلئے نوٹس چاہتا ہوں ۔
سردار محمد اورنگ زیب خان : کیامیں معلوم کرسکتا ہوں کہ آیا غیر مزارع

لوگ گرفتار کئے گئے تھے ؟

سپیکر : یہ ایک طرح سے پہلے سوال کا ایک حصہ ہے۔

سردار محمد اورنگ زیب خان : کیا آنریبل وزیراعظم یہ بیان کرنا پسند کریں گے کہ کیا مسمی اکبر علی شاہ ایڈوکیٹ آف نوشہرہ اورمولانا عبدالرحیم پوپلزئی آف پشاور شہر اسی سلسلے میں گرفتار کئے گئے تھے ؟

ڈاکٹر خان صاحب : ہاں لیکن اس دن نہیں ۔

سراد محمد اورنگ زیب خان : کیا انہیں نواب طورو کے مزارعین کے طور پر گرفتار کر لیا گیا تھا ؟

ڈاکٹر خان صاحب : نہیں ۔

سردار محمد اورنگ زیب خان : کیا آنریبل وزیراعظم یہ بیان کرنا پسند فرمائیں گے کہ وہ کس جرم کی پاداش میں گرفتار کئے گئے تھے ؟

ڈاکٹر خان صاحب : وہ مزارعین میں گڑبڑ پیدا کرنے پر گرفتار کئے گئے تھے۔ اور انہوں نے مزارعین کو بتایا تھا کہ زمین ان کی ہے اور یہ کوئی بھی ان سے نہیں لے سکتا اور یہ کہ اگر کوئی انہیں زمین سے بے دخل کرے تو وہ سول نافرمانی شروع کردیں اور یہ کہ ان کے پیچھے تین لاکھ رضاکار کھڑے ہیں۔

سردار محمد اورنگ زیب خان : کیا آنریبل وزیراعظم یہ بیان کرنا پسند کریں گے کہ ان کی اپنی تنظیم کے ارکان اور ان کے ذمہ دار لوگوں نے مزارعین سے یہ کہا تھا ؟

سپیکر : یہ جرح کرنے کے برابر نوعیت کی بات ہے۔

ڈاکٹر خان صاحب : میں اسے یہ بتا سکتا ہوں

لالہ جمنا داس : یہ عورتیں کس طرح زخمی ہوئیں ؟

ڈاکٹر خان صاحب : میں نے خود جاکر یہ سب کچھ دیکھا۔ ان میں سے کئی

لوگ اور بعض عورتیں ان لوگوں کو روک رہے تھے اور مار پیٹ بھی کر رہے تھے جو زمین کی کاشت کر رہے تھے۔ اور دھکم پیل میں بعض نے گر کر چوٹیں کھائیں۔ میں نے زخموں کا معائنہ کرکے سب کچھ کیا۔ بچی کا زخم خراب تھا اور اسے ایک ہفتہ گذر چکا تھا۔ تمام تر سوال کا پوری احتیاط سے جائزہ لیا گیا ہے۔ پولیس نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جسے قابل اعتراض کہا جاسکے۔

سردار محمد اورنگ زیب خان : کیا آنریبل وزیراعظم یہ بیان کرنا پسند کریں گے کہ کانگرس کے کسی ذمہ دار رکن نے یہ افراتفری نہیں پھیلائی تھی کہ زمینداروں کی زمینیں مزارعین میں تقسیم کی جائیں گی۔

ڈاکٹر خان صاحب : براہ کرم سوال دہرایئے۔

سردار محمد اورنگ زیب خان : کیا میں آنریبل وزیراعظم سے پوچھ سکتا ہوں کہ کیا مزارعین میں یہ بات کہی گئی تھی کہ زمین انہیں دی جائے گی اور کیا یہ کانگرس کا رویہ ہے ؟ اور کیا وزیراعظم اس سے باخبر ہیں۔ ؟

ڈاکٹر خان صاحب : میں نہیں سن سکتا۔

سردار محمد اورنگزیب خان : میرا واحد قصور یہ ہے کہ میں فوراً ہی نظر بھی آجاتا ہوں اور سنا بھی جاتا ہوں۔

ایک آواز : نظر آتے ہیں لیکن سنائی نہیں دیتے۔

سردار محمد اورنگزیب خان : کیا آنریبل وزیراعظم یہ بیان کرنا پسند کریں گے کہ کیا یہ ان کے علم میں ہے کہ مالکان اراضی میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے کہ کانگرس کے لوگ اور کانگرسی حکومت ان کی زمین مزارعین میں تقسیم کردیں گے۔

خان عبدالغفور خان: یہ محض فاضل رکن کا اپنا خیال ہے۔
سپیکر: وہ ایک واقعاتی نوعیت کا سوال کر رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا حقیقت میں افراتفری ہے یا نہیں۔
ڈاکٹر خان صاحب: محترم قائد حزب اختلاف یہ اس لئے پوچھ رہے ہیں کہ وہ مالکان اراضی کے نمائندے ہیں۔
سردار محمد اورنگزیب خان: کیا حکومت اس افراتفری کو دور کرنے کیلئے ایک بیان جاری کرنا پسند کرے گی؟
سپیکر: حکومت یہ تسلیم نہیں کرتی کہ افراتفری ہے۔
سردار محمد اورنگزیب خان: جناب کیا میں یہ معلوم کرسکتا ہوں کہ کیا مولانا عبدالرحیم اور میاں اکبر علی شاہ وغیرہ کے ساتھ اے کلاس قیدی کا سا سلوک ہورہا ہے؟
ڈاکٹر خان صاحب: مجھے اس سوال کیلئے ایک نوٹس چاہیئے۔
سردار محمد اورنگزیب خان: کیا میں یہ سمجھ سکتا ہوں کہ آنریبل وزیراعظم اور ان کی حکومت ان لوگوں کو ان سہولتوں کی اجازت دینے کیلئے تیار ہے جو انہیں اس وقت نوکر شاہی کی حکومت نے دی تھیں جب موجودہ حکومت حزب اختلاف میں تھی۔
سپیکر صاحب: سوال کو اور بھی واضح کردیں۔
سردار محمد اورنگزیب خان: کیا میں یہ سمجھ لوں کہ آنریبل وزیراعظم نے ان لوگوں کو سہولتیں دینے سے انکار کر دیاہے جو ان سے اختلاف رکھتے ہیں اور جو سہولتیں انہیں سابقہ نوکر شاہی حکومت میں حاصل تھیں۔
خان عبدالغفور خان: جناب اس کا سوال سے کیا تعلق بنتا ہے؟ کیا اس کا

سوال سے کوئی تعلق ہے ؟
سردار محمد اورنگ زیب خان : یہ غلہ ڈھیر کے المیہ سے تعلق رکھتا ہے
سپیکر صاحب : دیئے گئے جواب سے یہ سوال کیسے ابھر سکتا ہے۔

سراد رمحمد اورنگزیب خان : جناب یہ ابھرتا ہے۔ ؟
سپیکر صاحب : یہ کلی طور پر ایک نیا معاملہ ہے۔ فاضل رکن سوال سے یا پہلے دیئے گئے جواب سے کیا اخذ کرنا چاہتے ہیں ؟
سردار محمد اورنگزیب : اس تصریح کی اس حقیقت کی وجہ سے ضرورت ہے کہ آیا جو غیر مزارع اس مقدمے میں سزایاب ہوئے کیا ان کو ان کی جائز سہولیات دی گیئں۔ یہ لوگ جیل میں کن حالات میں رکھے گئے ؟
سپیکر صاحب : کیا فاضل رکن نوٹس دے کر ایک باقاعدہ سوال کریں گے ؟
لالہ جمنا داس : کیا آنریبل وزیراعظم نے اس کی تسلی کرلی تھی کہ ان لوگوں کو جو زخم آئے تھے وہ صرف دھکم پیل سے آئے ہو نگے
ڈاکٹر خان صاحب : میرا خیال ہے کہ میں نے پہلے ہی اس سوال کا جواب دے دیا ہے۔
سپیکر صاحب : میرا خیال ہے کہ کافی ضمنی سوالات ہوگئے ہیں۔ اب آگے چلتے ہیں۔

غلہ ڈھیر تحریک میں ہونے والی گرفتاریاں :

لالہ جمنا داس : کیا آنریبل وزیراعظم یہ بیان کرنا پسند فرمائیں گے کہ ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء کو کتنی گرفتاریاں کی گئیں اور اب تک غلہ ڈھیر تحریک میں کتنی تعداد ہوچکی ہے ؟
ڈاکٹر خان صاحب : ۲۲۱ (گرفتاریاں) ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء کو اب تک کل ۲۵۵

(گرفتار)

لالہ جمنا داس : کیا یہ حقیقت ہے کہ گرفتار شدگان میں بہت سے لڑکے ۱۰ سے ۱۸ سال کی عمر کے تھے ۔ ؟ ، ڈاکٹر خان صاحب :۔ ہاں ۱۵ لڑکے تھے ۔ (ان کی عمروں سے متعلق معلومات جمع کی جارہی ہیں)

لالہ جمنا داس تلواڑ : کیا آنریبل چیف منسٹر براہ کرم گرفتار شدگان کی ایک مکمل فہرست میز پر رکھیں گے جس میں عمر ، ولدیت اور ہر کیس میں مجسٹریٹی تحقیقات کا نتیجہ شامل ہو ؟

ڈاکٹر خان صاحب : فہرست اس ایوان کی میز پر رکھی ہے ۔ عمر کی بابت معلومات کی جارہی ہیں ۔

لالہ جمناداس : کتنے افراد گرفتار ہوئے اور ضابطہ قوانین جرائم دفعہ ۱۵۱ ؟ ۱۰۷ کے تحت سزا یاب ہوئے ؟ ان کے نام ولدیت اور جائے سکونت کیا تھی ؟

ڈاکٹر خان صاحب : ایوان کی میز پر رکھی ہوئی فہرست کے مطابق ۳۴ ہیں ۔

لالہ جمنا داس : کیا یہ حقیقت ہے کہ نوشہرہ کے وکیل میاں اکبر شاہ مولانا عبدالرحیم اور دوسرے ممتاز کارکن جب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مردان کی عدالت میں لائے گئے تو ان کے دونوں ہاتھ ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے اور انہیں زمین پر بٹھایا گیا ؟ ، ڈاکٹر خان صاحب : وہ ہتھکڑیوں میں لائے گئے ۔ اعلیٰ مقام والے قیدیوں کی ہتھکڑیاں کھول دی گئیں اور انہیں بنچ اور چائے پیش کی گئی ۔

لالہ جمنا داس : کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈپٹی کمشنر مردان نے سنٹرل جیل ہری پور کے سپرنٹنڈنٹ کو تقریباً ۹ ستمبر ۱۹۳۸ء کو ہدایات جاری کیں کہ غلہ ڈھیر کے سات زیر مقدمہ قیدیوں کو ان کے باقی ساتھیوں سے الگ رکھا جائے ؟ ، ڈاکٹر خان صاحب : نہیں ۔ لالہ جمنا داس :۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ

سپرنٹنڈنٹ نے ڈپٹی کمشنر مردان کی ان ہدایات پر عمل درآمد کرتے ہوئے ان زیر مقدمہ قیدیوں کو تنہائی کی کوٹھڑیوں میں رکھا جہاں انہیں کھانا کھانا، رفع حاجت کرنا اور راتیں گزارنا پڑتی تھیں اور سخت گرمیوں کے دنوں میں ان پر باہر سے تالے لگائے گئے تھے۔؟

ڈاکٹر خان صاحب: سوال پیدا نہیں ہوتا۔

لالہ جمنا داس: کیا یہ حقیقت ہے کہ عام طور پر ان قیدیوں کو تنہائی کی کوٹھڑیوں میں رکھا جاتا ہے۔ جو جیل کے ضابطوں سے روگردانی کریں یا خطرناک مجرم ہوں۔

ڈاکٹر خان صاحب: ضروری نہیں۔ کوٹھڑیاں ان قیدیوں کے لئے استعمال ہوسکتی ہیں جن کیلئے یہ سمجھا جائے کہ انہیں بعض وجوہات کی بنا پر اکھٹی بیرکوں رکھنا مناسب نہیں۔ اور بعض کو خود ان کی مرضی پر۔

ایسی کوٹھڑیاں رات کی ڈیوٹی والے گارڈ کے رہنے کیلئے بھی ہوتی ہیں۔

لالہ جمنا داس: کیا ان زیر حراست قیدیوں نے جیل کے کسی ضابطے کی خلاف ورزی کی تھی۔ اگر نہیں تو انہیں اس قسم کی شدید سزا کیوں دی گئی؟

ڈاکٹر خان صاحب: نہیں انہیں کوئی سزا نہیں دی گئی۔

لالہ جمنا داس: کیا حکومت ڈپٹی کمشنر مردان سے ہری پور جیل کے سپرنٹنڈنٹ کو جاری ہونے والے احکام کی تائید میں وجوہات بتا سکتی ہے اور بیان کرسکتی ہے کہ کیا مذکورہ سپرنٹنڈنٹ کا ان احکامات پر عمل درآمد اس کی ڈیوٹی کی مجبوری تھی۔ اگر نہیں تو حکومت قیدیوں سے اس قسم کی بلا جواز سختی کو آئندہ روکنے کیلئے ضروری کاروائی کرنے کو تیار ہے؟

ڈاکٹر خان صاحب: سوال پیدا نہیں ہوتا۔

ہری پور جیل میں دفعہ ۱۴۵ آئی پی سی کے تحت ۱۹ ستمبر ۱۹۳۸ء کو سزا پانے والے غلہ ڈھیر کے قیدی

دوسال قید بامشقت پانے والے حریت پسند:

۱۔ اننت رام ولد گورداس ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۸ سال
۲۔ لیکھ راج ولد چرن جیت لعل ساکن ہوتی مردان عمر ۲۶ سال
۳۔ پرتھی ناتھ ولد بھولاناتھ ساکن پشاور عمر ۱۸ سال
۴۔ سادھو سنگھ ولد حکم سنگھ سکنہ پشاور عمر ۲۵ سال
۵۔ امر ناتھ ولد فقیر چند سکنہ پشاور عمر ۲۲ سال
۶۔ صاحب شاہ ولد مرزا شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۶۰ سال
۷۔ گلاب شاہ ولد مہراب شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۰ سال
۸۔ دوار کا ناتھ ولد گنگارام ساکن پشاور عمر ۲۰ سال
۹۔ خان زادہ ولد خان گل ساکن رشکئ عمر ۳۰ سال
۱۰۔ سمندر ولد افضل خان ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۰ سال
۱۱۔ پائندہ خان ولد افضل دین ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۲ سال

چھ ماہ قید بامشقت پانے والے حریت پسند:

۱۲۔ میرداد ولد رحیم ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۴ سال
۱۳۔ شریف زادہ ولد سید محمد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۸ سال
۱۴۔ زمان خان ولد دائیل خان ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۰ سال

۱۵۔ میر عباس ولد کریم ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۰ سال
۱۶۔ عبدل خداد ولد زرداد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۱ سال
۱۷۔ محمد عالم ولد شاہ خیلے ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۰ سال
۱۸۔ لالی ولد فضل محمد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۰ سال
۱۹۔ عدت شاہ ولد زرغن شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۰ سال
۲۰۔ علی اکبر ولد شیر حسن ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۵ سال
۲۱۔ محمد افضل ولد فضل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۶ سال
۲۲۔ محب اللہ ولد رحیم اللہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۸ سال
۲۳۔ عظیم خان ولد بہرام خان ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۵ سال
۲۴۔ زرستان ولد لئیس خان ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۶ سال
۲۵۔ شہزادہ ولد محب اللہ ساکن غلہ ڈھیر ۲۵ سال
۲۶۔ گلاب ولد شیر خان ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۰ سال
۲۷۔ پذیر گل ولد عمر گل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۲ سال
۲۸ غلام ولد فضل احمد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۹ سال
۲۹۔ پوردل ولد طاؤس ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۰ سال
۳۰۔ رخم الدین ولد علم دین ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۴ سال
۳۱۔ عمر شاہ ولد گلاب ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۰ سال
۳۲۔ بہادر ولد قلندر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۲ سال
۳۳۔ گل خان ولد لعل خان ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۵ سال
۳۴۔ اول میر ولد لعل میر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال

۳۵۔ خائستہ میر ولد شاہ میر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۵ سال
۳۶۔ رحیم گل ولد سیدان شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۰ سال
۳۷۔ طوطی ولد میر سلام ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۲ سال
۳۸۔ گل رحیم ولد محمود ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۶ سال
۳۹۔ رحیم خان ولد جمعہ خان ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۶ سال
۴۰۔ حنیف خان ولد شیر حسن ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۴۱۔ ابراہیم گل ولد امیر گل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۶ سال
۴۲۔ عمر خطاب ولد اسلم ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۹ سال
۴۳۔ صاحب زادہ ولد خرم ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۷ سال
۴۴۔ علم دین ولد موٹا دین ساکن غلہ ڈھیر ۶۰ سال
۴۵۔ بصیر ولد نذیر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال
۴۶۔ عجب خان ولد اسلم ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۰ سال
۴۷۔ سیدان شاہ ولد جہاں شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۵ سال
۴۸۔ سید بر ولد عقرب ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۸ سال
۴۹۔ فیروز ولد ظہور الدین ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۵۰۔ محمد عمر ولد میر اسلم ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۵ سال
۵۱۔ گل احمد ولد مبین ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۰ سال
۵۲۔ نقاب شاہ ولد گل حسن ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۰ سال
۵۳۔ عبدالمالک ولد محمد حسن ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۶ سال
۵۴۔ پلیل ولد میر احمد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۰ سال

۵۵۔ عمر از ولد گلراز ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۸ سال

۵۶۔ گل زادہ ولد گلاب ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۲ سال

۵۷۔ رحیم اللہ ولد شریف اللہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۲ سال

۵۸۔ زرستان ولد گلاب دین ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۰ سال

۵۹۔ سید عمر ولد شاہ خیلے ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۶ سال

۶۰۔ سلطان ولد سید میر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال

۶۱۔ میر نواز ولد سید احمد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۵ سال

۶۲۔ میر محمد ولد سید احمد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۶ سال

۶۳۔ عبدالغنی ولد محمد ایاز ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال

۶۴۔ شمروز ولد امیر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۵ سال

۶۵۔ رضا خان ولد ناصر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۵ سال

۶۶۔ دراز خان ولد وزیر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۵ سال

۶۷۔ سرفراز ولد حیات میر شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۰ سال

۶۸۔ صنوبر ولد وزیر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۴ سال

۶۹۔ سعداللہ ولد شیر گل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۰ سال

۷۰۔ میر [illegible] ولد خواص ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۹ سال

۷۱۔ ململ ولد [illegible] شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۸ سال

۷۲۔ صاحب شاہ ولد رحیم شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال

۷۳۔ شیرین ولد مزادین ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۴ سال

۷۴۔ انذر گل ولد لباب گل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال

۷۵۔ میر بیگ ولد نیاز بیگ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۷ سال
۷۶۔ جمال خان ولد مسار خان ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۲ سال
۷۷۔ ثواب گل ولد حلیم گل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۵ سال
۷۸۔ سید عمر ولد قابل شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۰ سال
۷۹۔ میراسلم ولد میر حسن ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۰ سال
۸۰۔ غلام محمد ولد معروف شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۶۰ سال
۸۱۔ عبدالکریم ولد ضمیر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۸۲۔ شمروز ولد میر حسن ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۸۳۔ خان زادہ ولد وزیر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۰ سال
۸۴۔ زیر اللہ ولد سادات ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال
۸۵۔ عثمان غنی ولد باز گل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۷ سال
۸۶۔ شہزاد ولد صفی اللہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۰ سال
۸۷۔ گلستان ولد محمد شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال
۸۸۔ مولا داد ولد سرباز ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال
۸۹۔ گل خان ولد خواص خان ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال
۹۰۔ شاہ میر ولد ضمیر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۶۰ سال
۹۱۔ امیر خان ولد ظریف خان ساکن غلہ ڈھیر عمر ۶۰ سال
۹۲۔ رحمان گل ولد صمد گل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۵ سال
۹۳۔ حمید اللہ ولد شفیع اللہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۹۴۔ عبدالخالق ولد محمد حسن ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۲ سال

۹۵۔ میر اسلم ولد سرور ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۰ سال
۹۶۔ حبیب شاہ ولد حضرت شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۵ سال
۹۷۔ سفید شاہ ولد محمد شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۵ سال
۹۸۔ فیروز ولد گل حسن ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۰ سال
۹۹۔ عین ولد رخیم ساکن غلہ ڈھیر عمر ۶۰ سال
۱۰۰۔ اعظم دین ولد عبدالحکیم ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۵ سال
۱۰۱۔ سکندر ولد عجب ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال
۱۰۲۔ غفور ولد نظر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۷ سال
۱۰۳۔ شمروز ولد یوسف ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۲ سال
۱۰۴۔ نوروز ولد ناصر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۱۰۵۔ رحیم شاہ ولد سیدن شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۹ سال
۱۰۶۔ خان زادہ ولد وزیر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۲ سال
۱۰۷۔ رحمان الدین ولد شرف دین ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۰ سال
۱۰۸۔ مہراب شاہ ولد حضرت شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۵ سال
۱۰۹ مشرف ولد رحمان گل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال
۱۱۰۔ لعل میر ولد سید میر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۴ سال
۱۱۱۔ فقیر ولد محمود ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۲ سال
۱۱۲۔ زرداد ولد خوئیداد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۰ سال
۱۱۳۔ شتاب گل ولد رحمان گل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۵ سال
۱۱۴۔ زرغن شاہ ولد عزیب شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۶۰ سال

۱۱۵۔ گلاب ولد فقیر ساکن غلہ ڈھیر ۶۰ سال
۱۱۶۔ حکیم ولد فردوس ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۲ سال
۱۱۷۔ عبدالکریم ولد گل حسن ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۱۱۸۔ شتاب گل ولد غریب اللہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال
۱۱۹۔ ڈیرانے ولد ہاشم ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۳ سال
۱۲۰۔ شاہ خیلے ولد نور عالم ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۱۲۱۔ ماشکی ولد ڈیران شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال
۱۲۲۔ لوانگین ولد محمد میر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۱۲۳۔ محمد ولد عطا محمد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۳ سال
۱۲۴۔ سید اکبر ولد خائستہ خان ساکن غلہ ڈھیر ۲۸ سال
۱۲۵۔ صاحب زادہ ولد سید محمد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۵ سال
۱۲۶۔ سید زمان ولد میر زمان ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۲ سال
۱۲۷۔ وفادار ولد شاہ مدار ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۹ سال
۱۲۸۔ اول دین ولد سادات ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۱۲۹۔ شاہ داد ولد ہاشم ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۸ سال
۱۳۰۔ عزت خان ولد سکندر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۰ سال
۱۳۱۔ خوشحال ولد ظریف خان ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال
۱۳۲۔ الف خان ولد میراسلم ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۵ سال
۱۳۳۔ حمید اللہ ولد شریف اللہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال
۱۳۴۔ پور دل ولد مجید ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۸ سال

۱۳۵۔ زرغن شاہ ولد کمال شاہ ساکن پیر سباک عمر ۲۶ سال
۱۳۶۔ جمعہ خان ولد فضل احمد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۵ سال
۱۳۷۔ فیروز ولد باز گل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال
۱۳۸۔اول خان ولد خواص ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال
۱۳۹۔ نوردین ولد علم دین ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۵ سال
۱۴۰۔ ثمر گل ولد رحیم گل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۱۴۱۔ رحمان گل ولد کمال شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۸ سال
۱۴۲۔ گل محمد ولد فضل احمد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۴ سال
۱۴۳۔ جمداد ولد زرداد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۸ سال
۱۴۴۔ گل محمد ولد احمد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۵ سال
۱۴۵۔ شاہ افضل ولد عبدالرحمن ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۸ سال
۱۴۶۔ مہربان ولد مبارک شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۱۴۷۔ شمس القمر ولد فقیر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۱۴۸۔ قادر ولد گلاب ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۰ سال
۱۴۹۔ اسماعیل ولد زیارت خان ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۰ سال
۱۵۰۔ شاہ خیلے ولد افضل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۵ سال
۱۵۱۔ ساموردین ولد غلام محی الدین ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۷ سال
۱۵۲۔ سیدن شاہ ولد ولی شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۵ سال
۱۵۳۔ رحمان گل ولد گل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۱۵۴۔ شیرین ولد زرین ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۶ سال

۱۵۵۔ گل محمد ولد غلام ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۸ سال
۱۵۶۔ مشال ولد اجون ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۸ سال
۱۵۷۔ محمد ایاز ولد حیات میر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۵ سال
۱۵۸۔ شیر محمد ولد محمد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۵ سال
۱۵۹۔ لعل بادشاہ ولد محمود ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۴ سال
۱۶۰۔ نجیم ولد عجب ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۲ سال
۱۶۱۔ محمد یوسف ولد معروف شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۱۶۲۔ محمد گل ولد سر بلند ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۵ سال
۱۶۳۔ خانان ولد ڈھیرو ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال
۱۶۴۔ سکندر ولد خلیل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۱۶۵۔ باز ولد معروف شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۱۶۶۔ طاؤس ولد زمان ساکن غلہ ڈھیر عمر ۷۵ سال
۱۶۷۔ باز ولد سید محمد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۱۶۸۔ تواب گل ولد گلاب ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۰ سال
۱۶۹۔ چنار گل ولد شریف ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۴ سال
۱۷۰۔ حضرت گل ولد عباس ساکن چوکی عمر ۵۲ سال
۱۷۱۔ عبدالواحد ولد محمد یعقوب ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۵ سال
۱۷۲۔ حبیب الرحمن ولد احمد جی ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال

دفعہ 562 کے تحت 300 روپے زر ضمانت میں ایک سال کیلئے پابند سلاسل کئے جانے والے حریت پسند:۔

۱۷۳۔ محمد حسن ولد گل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۶۵ سال
۱۷۴۔ جمعہ خان ولد قمر دین ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۵ سال
۱۷۵۔ ظریف ولد سرور ساکن غلہ ڈھیر عمر ۶۵ سال
۱۷۶۔ شہزاد میر ولد باز میر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۱۷۷۔ حسن ولد دوران ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۵ سال
۱۷۸۔ ظریف ولد شیرو ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۰ سال
۱۷۹۔ حسن دین ولد گلاب دین ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۰ سال
۱۸۰۔ فرید ولد فتح گل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۰ سال
۱۸۱۔ عجب خان ولد گل حسن ساکن غلہ ڈھیر عمر ۶۰ سال
۱۸۲۔ عجب گل ولد وہاب گل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۶۵ سال
۱۸۳۔ غلام یوسف ولد محمد دین ساکن غلہ ڈھیر عمر ۵۰ سال
۱۸۴۔ علی اکبر ولد معتبر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۷ سال
۱۸۵۔ رحیم ولد خومیداد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۵ سال
۱۸۶۔ عبداللہ ولد امیر خان ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۰ سال
۱۸۷۔ جعفرخان ولد گلاب ساکن غلہ ڈھیر عمر ۷۰ سال
۱۸۸۔ بابر ولد محمد میر ساکن غلہ ڈھیر ۳۸ سال
۱۸۹۔ میر عباس ولد ہاشم ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۰ سال
۱۹۰۔ اخترے ولد اسماعیل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۲ سال

۱۹۱۔ لعل دین ولد غلام دین ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۲ سال

۱۹۲۔ امیر خان ولد نیاز محمد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۳۵ سال

۱۹۳۔ عبدالغفور ولد نوردین ساکن غلہ ڈھیر عمر ۴۰ سال

۱۹۴۔ حسن گل ولد لعل گل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۶ سال

۱۹۵۔ بہرام ولد بادشاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۶۰ سال

۱۹۶۔ عبدالغفور ولد فیروز خان ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۲ سال

قیدی بچے، بوڑھے:۔

دفعہ 562 سی آر پی سی کے تحت تنبیہ پانے والے حریت پسند

۱۹۷۔ معتبر ولد سکندر ساکن غلہ ڈھیل عمر ۱۷ سا

۱۹۸۔ ثواب گل ولد فرید ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۵ سال

۱۹۹۔ عبداللہ ولد جان عالم ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۲ سال

۲۰۰۔ شیرین ولد سیف اللہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۵ سال

۲۰۱۔ خان زادہ ولد شفیع اللہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۸ سال

۲۰۲۔ فضل کریم ولد عبدالرحیم ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۴ سال

۲۰۳۔ کامل شاہ ولد زرغن شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۵ سال

۲۰۴۔ نواب ولد عمر ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۸ سال

۲۰۵۔ ہمیش گل ولد مشرف گل ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۲ سال

۲۰۶۔ طالب دین ولد رحمان الدین ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۸ سال

۲۰۷۔ عامر خان ولد میاں خان ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۴ سال

۲۰۸۔ مظفر شاہ ولد حبیب شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۸ سال

۲۰۹۔ حیدر ولد زرغن شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۸ سال

۲۱۰۔ عنایت خان ولد حکمت خان ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۸ سال ، ۲۱۱۔ شیرین شاہ ولد سفید شاہ ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۴ سال

۲۱۲۔ منیر خان ولد اعظم دین ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۸ سال

۲۱۳۔ قادر ولد گل سید ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۵ سال

۲۱۴۔ عبدالکریم ولد سید عالم ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۰ سال

۲۱۵۔ شریف ولد محمد حسن ساکن غلہ ڈھیر عمر ۸۰ سال

۲۱۶۔ وحیداللہ ولد محمد حسن ساکن غلہ ڈھیر عمر ۲۰ سال

۲۱۷۔ اسماعیل ولد لطیف ساکن غلہ ڈھیر عمر ۶۵ سال

۲۱۸۔ احمد دین ولد سلیم ساکن غلہ ڈھیر عمر ۸۵ سال

۲۱۹۔ بنارس ولد خائید یوف ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۹ سال

۲۲۰۔ گل داد ولد زرداد ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۸ سال

۲۲۱۔ فضل رحیم ولد عبدالکریم ساکن غلہ ڈھیر عمر ۱۵ سال

سردار محمد اورنگزیب خان : کیا آنریبل چیف منسٹر ازراہ کرم بیان کریں گے کہ آیا قابل احترام حضرات مولانا عبدالرحیم پوپلزئی اور میاں اکبر شاہ کے ساتھ عام قیدیوں کا سا سلوک کیا گیا۔ اگر ایسا ہوا تو کیوں ہوا ؟

ڈاکٹر خان صاحب : سب لوگوں کے ساتھ عام قیدیوں کا سا سلوک کیا جاتا ہے اس سے کوئی مستثنیٰ نہیں ۔

سردار محمد اورنگزیب خان : کیا میں یہ معلوم کرسکتا ہوں کہ آیا جیل میں

علیحدہ کلاسیں موجود ہیں اور بعض اشخاص گرفتار ہونے کے باوجود بسا اوقات ہتھکڑیوں میں نہیں جکڑے جاتے ۔ کیا آنریبل وزیراعظم اس حقیقت سے با خبر ہیں ؟

ڈاکٹر خان صاحب : میں آنریبل قائد حزب اختلاف کا مطلب نہیں سمجھا۔

سپیکر صاحب : کیا سوال مبہم ہے۔ اگر ہے تو فاضل رکن دوبارہ سوال کریں گے۔

سردار محمد اورنگزیب خان : کیا آنریبل وزیراعظم اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ ہندوستان میں حالیہ سیاسی تحریک کے دوران ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ بعض شخصیات کو ہتھکڑی نہیں لگائی گئی ؟

ڈاکٹر خان صاحب : ہاں

سردار محمداورنگزیب خان : آنریبل وزیراعظم نے یہ رعایت مولانا عبدالرحیم پوپلزئی اور نوشہرہ کے سید اکبر شاہ وکیل کو کیوں نہیں دی ؟

ڈاکٹر خان صاحب : یہ ایک نیا سوال ہے اور میں نوٹس ملنے کے بغیر اس کا جواب نہیں دے سکتا ۔

سپیکر صاحب : سوال واضح ہے۔ آنریبل وزیراعظم اور آنریبل قائد حزب اختلاف ایک نکتے پر مختلف الرائے ہیں۔ آنریبل وزیراعظم اسے ایک تازہ سوال قرار دیتے ہیں جب کہ آنریبل قائد حزب اختلاف اسے ایسا نہیں سمجھتے ۔

سردار محمد اورنگزیب خان : کیا آنریبل چیف منسٹر ازراہ کرم بیان کریں گے کہ آیا یہ دو حضرات (مولانا عبدالرحیم پوپلزئی اور میاں اکبر شاہ وکیل) کے ساتھ جیل میں اے کلاس قیدیوں کا سلوک کیا گیا ؟

ڈاکٹر خان صاحب : میں تحقیقات کروں گا۔
سردار محمد اورنگزیب خان : کیا میں ان (ڈاکٹر خان صاحب) کی اطلاع کیلئے یہ بھی کہہ دوں کہ ان (مولانا صاحب اور وکیل صاحب) کے ساتھ سی کلاس کے قیدیوں کا سلوک کیا جارہا ہے ؟
سپیکر صاحب : یہ آنریبل قائد حزب اختلاف کی طرف سے اطلاع کا انکشاف ہے۔ انہیں معلومات حاصل کرنی چاہیئے۔
سردار محمد اورنگزیب خان : کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آنریبل وزیراعظم جیل میں اپنے مخالفین کو وہ سہولتیں دینے کیلئے تیار ہیں جو خود انہیں سابقہ شیطانی حکومت نے دی تھیں۔
ڈاکٹر خان صاحب : یہ ایک نیا سوال ہے۔
خان فقیر خان : کیا آنریبل وزیراعظم مولانا عبدالرحیم کو ذاتی طور پر جانتے ہیں ؟
ڈاکٹر خان صاحب : ہاں
خان فقیر خان : کیا انہیں معلوم ہے کہ مسلمان انہیں " مفتی سرحد " کہہ کر پکارتے ہیں۔
ڈاکٹر خان صاحب : نہیں
خان فقیر خان : کیا میں انہیں مطلع کر سکتا ہوں کہ مسلمان انہیں یہی پکارتے ہیں اور میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ آیا حکومت ان کے ساتھ بہتر سلوک کیلئے تیار ہے ؟
ڈاکٹر خان صاحب : مجھے معلوم نہیں کہ ان کے ساتھ کیا برا سلوک ہو رہا

ہے۔

رائے بہادر مہر چند کھنہ : کیا میں جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ سلوک کے بارے میں اس حکومت کی پالیسی معلوم کر سکتا ہوں ؟

ڈاکٹر خان صاحب : اس سوال پر رائے کا اختلاف موجود ہے وہ جو اس حکومت کے مخالف ہیں انہیں سیاسی قیدی نہیں بھی کہا جاسکتا ۔

سردار محمد اورنگزیب خان : آنریبل وزیراعظم کی سیاسی قیدیوں سے کیا مراد ہے ؟

سردار عبدالرب نشتر : کن وجوہات کی بنا پر بعض حضرات کو ناپسندیدہ سمجھا گیا اور انہیں تنہائی کی کوٹھڑیوں میں قید رکھا گیا ؟

ڈاکٹر خان صاحب : انہیں دوسرے قیدیوں کو گمراہ کرنے والے اور اس طرح جیلوں میں گڑبڑ پیدا کرنے والے سمجھا گیا۔

لالہ جمناداس : کیا یہ حقیقت ہے کہ 172 قیدیوں میں سے 159 قیدی رہا کر دیئے گئے ؟

ڈاکٹر خان صاحب : ہاں

لالہ جمناداس : کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تقریباً سب ایک ہی دفعہ کے تحت گرفتار کیے گئے تھے ؟

ڈاکٹر خان صاحب : مجھے نوٹس چاہیئے ۔

رائے بہادر مہر چند کھنہ : کیا میں اس کی وجوہات معلوم کر سکتا ہوں کہ کیوں 159 قیدی رہا کئے گئے اور باقی نہیں کئے گئے جبکہ وہ سب ایک ہی تحریک میں ایک ہی دفعہ کے تحت سزا یاب ہوئے تھے ؟

ڈاکٹر خان صاحب : حکومت نے انہیں رہائی کیلئے موزوں سمجھا۔

سردار محمد اورنگزیب خان : اپنے آنریبل دوست خان فقیر خان کے ضمنی سوال کے جواب ... کیا میں معلوم کر سکتا ہوں کہ کیا آنریبل وزیراعظم اس

حقیقت سے با خبر ہیں کہ جب خان عبدالغفار خان اس صوبے میں آئے تو مولانا عبدالرحیم پوپلزئی ان حضرت میں سے تھے جو ان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھنے کیلئے منتخب کئے گئے تھے ؟

سپیکر صاحب : اس کا سوال یہاں پیدا نہیں ہوتا ۔ اصل سوال کے ساتھ اس کا مطلقاً کوئی تعلق نہیں ۔

رائے بہادر مہر چند کھنہ : کیا میں معلوم کر سکتا ہوں کہ آیا یہ آنریبل چیف منسٹر کے علم میں ہے کہ جب ایک دفعہ پہلے مولانا عبدالرحیم کو گرفتار کر کے سزا دی گئی تھی تو اس وقت کی حکومت نے انہیں بی کلاس دی تھی ؟

ڈاکٹر خان صاحب : یہ ایک تازہ سوال ہے اور مجھے نوٹس چاہیئے ۔

رائے بہادر مہر چند کھنہ : کیا وہ اس معاملے میں تحقیقات کریں گے ؟

ڈاکٹر خان صاحب : ہاں

رائے بہادر مہر چند کھنہ : اگر انہیں اطمینان ہوجائے کہ انہیں (مولانا صاحب کو) اس وقت کی حکومت کے احکام کے تحت بی کلاس دی گئی تھی تو کیا وہ (ڈاکٹر خان صاحب) آج اپنے حکم پر نظر ثانی کرنے پر تیار ہوں گے؟

ڈاکٹر خان صاحب : اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سپیکر صاحب : سوال پیدا ہوتا ہے۔ آنریبل وزیراعظم شاید اس کیلئے نوٹس چاہیں۔

ڈاکٹر خان صاحب : حکومت ہمیشہ اس قسم کے معاملات پر غور کرتی ہے۔

مسٹر پیر بخش خان : کیا حکومت قیدیوں کی اے بی سی کی گروہ بندی جاری رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

سپیکر صاحب : یہ پالیسی کا سوال ہے۔ اسے ایک نئے سوال کے طور پر تیار

کیا جانا چاہیئے۔

مسٹر پیر بخش : جناب یہ اس سوال کی تمہید ہے جو میں اس کے بعد کرنے والا تھا۔

ڈاکٹر خان صاحب : یہ ایک تازہ سوال ہے اور مجھے اس کیلئے نوٹس کی ضرورت ہے۔

سردار محمد اورنگزیب خان : کیا میں معلوم کرسکتا ہوں کہ مولانا عبدالرحیم اور سید اکبر شاہ اس حکومت کی نظر میں سیاسی قیدی ہیں ؟

سپیکر صاحب : اس سوال کا پہلے ہی جواب دیا جاچکا ہے۔ (مجھے) یہ اچھی طرح یاد ہے۔

مسٹر پیر بخش : کیا میں اس معیار کی وجوہات معلوم کرسکتا ہوں جس پر بعض قیدی جیل سے رہا کیے گئے ؟

ڈاکٹر خان صاحب : جناب میں ایک پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھتا ہوں ۔ تمام سوالوں کا مقصد معلومات حاصل کرنا ہے نہ کہ بحث مباحثہ کرنا آنریبل اراکین کو شاید اس نکتے پرپوری صورت حال کے بارے میں غلط فہمی ہے۔

سپیکر صاحب : موجودہ سوال بحث مباحثے کے قطعاً مرادف نہیں ہے۔ یہ معلومات حاصل کرنے کا ہے۔

مسٹر پیر بخش : آنریبل وزیراعظم نے ابھی بیان کیا کہ بعض قیدی موزونیت کے سبب رہا کیے گئے۔ میرا سوال یہ ہے کہ ان قیدیوں کو رہا کرنے کے اسباب اور موزونیت کا معیار کیا ہے ؟

ڈاکٹر خان صاحب : میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ وہ دوسرے قیدیوں کو گمراہ کرکے گڑبڑ پیدا کر رہے تھے۔

مسٹر پیر بخش خان : یہ کہنے سے آنریبل وزیراعظم کی کیا مراد ہے کہ وہ دوسرے قیدیوں کو گمراہ کررہے تھے۔

سپیکر صاحب : میرا خیال ہے کہ گمراہ ہونے کے نتائج صاف ظاہر ہیں۔ اس کی مزید وضاحت کی کوئی ضرورت نہیں ۔

رائے بہادر ایشر داس : کیا مولانا صاحب کی طرف سے اے کلاس میں رکھے جانے کی کوئی درخواست موصول ہوئی ؟

ڈاکٹر خان صاحب : نہیں

رائے بہادر ایشرداس : کیا یہ حکومت کے حوالے کے بغیر عدالتوں کا کام نہیں ہوتا کہ وہ خود اے بی سی کلاس عطا کریں۔

ڈاکٹر خان صاحب :۔ یہ عدالتوں کی ذمہ داری ہے۔

رائے بہادر ایشر داس :۔ اس معاملے میں عدالت نے کیا سفارش کی؟

ڈاکٹر خان صاحب : میرے پاس اس سلسلے میں کچھ اطلاع نہیں آئی۔

مسٹر پیر بخش : کیا میں معلوم کرسکتا ہوں کہ اگر آنریبل چیف منسٹر کو درخواست پیش کی جائے کہ وہ مولانا کو اے کلاس میں رکھیں تو وہ اب ایسا کرنے پر تیار ہیں ؟

ڈاکٹر خان صاحب : میں اس پر غور کروں گا ۔

لالہ جمناداس : کیا آنریبل چیف منسٹر یہ بتانا پسند کریں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ نواب آف طورو کے احکامات کے مطابق اس کے آدمی ۳۰ اگست ۱۹۳۸ اور اسکے بعد مسلسل چار پانچ دن پولیس افسروں کی موجودگی میں غلہ ڈھیر گاؤں کی مکی کی فصل کاٹتے رہے ؟

ڈاکٹر خان صاحب : نواب کے آدمیوں نے ۳۰ اگست ۱۹۳۸ کو ان کی زمین

پر کھڑی فصلیں کاٹیں۔

لالہ جمناداس : اگر ایسا ہوا تو نواب کے آدمیوں نے کتنے کنال کی فصل کاٹی اور برباد کی ؟

ڈاکٹر خان صاحب : گرداوری کے اختتام تک اعدادوشمار نہیں دیئے جاسکتے ۔

لالہ جمناداس : کیا یہ حقیقت ہے کہ نواب کے آدمیوں نے ان کسانوں کی فصلیں بھی کاٹ ڈالیں جنہیں کسی مالی یا دیوانی عدالت نے بے دخل نہیں کیا تھا اور جن سے زمین کا قبضہ نواب کو منتقل نہیں کرایا گیا تھا ؟

ڈاکٹر خان صاحب : غلطی سے ۹۴ کنال فالتو زمین کی فصلیں کاٹ دی گئیں۔

لالہ جمناداس : اگر ایسا ہے تو حکومت ایسے مزارعین کی فصلوں کے نقصان کی تلافی کیلئے کیا اقدامات تجویز کرتی ہے ؟

ڈاکٹر خان صاحب : نواب نے پوری تلافی کی پیشکش کی ہے لیکن جب تک فصل پک نہیں جاتی اس نقصان کی صحیح قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

لالہ جمناداس تلواڑ : کیا یہ حقیقت ہے کہ آنریبل وزیراعظم نے خود ۲ ستمبر ۱۹۳۸ء کو کھیتوں کا معائنہ کیا اور تسلی کرلینے کے بعد پولیس کو حکم دیا کہ وہ نواب کے آدمیوں کو ان افراد کی فصلیں نہ کاٹنے دیں جنہیں ۱۵ جون ۱۹۳۸ء یا اس کے بعد بے دخل یا قبضہ سے محروم نہیں کیا گیا ؟

ڈاکٹر خان صاحب : میں نے ۲ ستمبر ۱۹۳۸ء کو کھیتوں کا معائنہ کیا اور احکام جاری کیے کہ قانون کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھایا جائے۔

لالہ جمناداس تلواڑ : کیا آنریبل وزیراعظم یہ بیان کرنا پسند کریں گے کہ 38-1937 میں غلہ ڈھیر کے کتنے مزارعین اپنے گھروں سے نکالے گئے۔

ڈاکٹر خان صاحب : پانچ

لالہ جمناداس : کیا حکومت ان مزارعین کی فہرست میز پر رکھنے کیلئے تیار ہے جنہیں ستمبر کے ۱۹۳۸ء کے پہلے ہفتے میں گھروں سے نکالا گیا اور ان کا سامان پھینکا گیا ؟

ڈاکٹر خان صاحب : ہاں

لالہ جمناداس : کیا یہ حقیقت ہے کہ نواب کے آدمیوں نے غلہ ڈھیر کے مزارعین کو اپنا سامان ہٹانے کاموقع دیئے بغیر ان کے گھروں کی چھتیں گرادیں جس کے نتیجے میں ان کا سامان مٹی وغیرہ سے ضائع ہو گیا ؟

ڈاکٹر خان صاحب : حکومت کو اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ۔

لالہ جمناداس : کیا یہ حقیقت ہے کہ ایک گھر میں رکھا ہوا ایک من پیاز برباد ہوگیا کیونکہ نواب کے ملازموں نے چھت گراتے وقت اس کے مالک کو اس کے ہٹانے کا موقع نہ دیا ؟

ڈاکٹر خان صاحب : حکومت کو اس کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ۔

رائے بہادر مہر چند کھنہ : کیا میں معلوم کرسکتا ہوں کہ کیا آنریبل وزیراعظم نے اچار یہ نریندرا دیو اور مسٹر ایم آرمسانی کو ان کے پشاور کے پچھلے دورے کے موقع پر یقین دہانی کرائی تھی کہ غلہ ڈھیر تحریک کے سلسلے میں گرفتار اور سزایاب ہونے والے تمام افراد کو تقریباً دو ہفتے میں غیر مشروط طور پر رہا کر دیا جائے گا ؟

ڈاکٹر خان صاحب : نہیں ۔

سردار عبدالرب نشتر : کیا یہ حقیقت ہے کہ ستمبر کے آخری ہفتے میں ہونے والی پچھلی پولٹیکل کانفرنس میں آنریبل چیف منسٹر نے اعلان کیا تھا کہ مولانا عبدالرحیم صاحب کی رہائی کے احکامات جاری ہونے والے ہیں ؟

ڈاکٹر خان صاحب : نہیں۔

سردار عبدالرب نشتر: کیا یہ حقیقت ہے کہ یہ اطلاع اخبارات میں چھپی تھی اور حکومت نے کبھی اس کی تردید نہیں کی؟

ڈاکٹر خان صاحب: حکومت کے پاس اس قسم کی ہر خبر کی تردید کا وقت نہیں ہے۔

رائے بہادر مہر چند کھنہ: اس صوبے میں پبلسٹی افسر کا کیا کام ہوتا ہے؟

سپیکر صاحب: یہ ایک نیا سوال ہے؟

لالہ جمنا داس تلواڑ: کیا آنریبل چیف منسٹر یہ بیان کرنا پسند کریں گے کہ غلہ ڈھیر تحریک میں سی پی سی کی دفعہ 107/151 کے تحت جن لوگوں کو سزا ہوئی تھی انہیں قید محض کے احکامات جاری ہوئے تھے؟

ڈاکٹر خان صاحب: ہاں۔

لالہ جمناداس تلواڑ: کیا یہ حقیقت ہے کہ پشاور سنٹرل جیل کے سپرنٹنڈنٹ نے گیارہ قیدیوں کی سزا تبدیل کرکے قید با مشقت کر دی جنہیں عدالت نے قید محض کے احکامات جاری کیے تھے۔

ڈاکٹر خان صاحب: نہیں۔

لالہ جمناداس: کیا یہ حقیقت ہے کہ ان افراد نے جیل سپرنٹنڈنٹ سے کئی بار درخواستیں کی کہ ان کے ساتھ مجسٹریٹ کے حکم کے مطابق سلوک کیا جائے لیکن ان کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

ڈاکٹر خان صاحب: سوال پیدا نہیں ہوتا۔

لالہ جمناداس: جیل سپرنٹنڈنٹ کے اختیار کردہ طریقے کی وجوہات کیا ہیں؟

ڈاکٹر خان صاحب: سوال پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان سب کے ساتھ عام

[illegible]

قیدیوں کا سلوک ہوتا رہا ۔ کوئی مشقت نہیں تھی۔
لالہ جمنا داس : اگر جیل سپرنٹنڈنٹ کے اس عمل کی کوئی وجوہات بتائی نہیں جاسکتیں تو حکومت قیدیوں کے ساتھ بد سلوکی کے ازالے اور آیندہ ایسے واقعات کی روک تھام کیلئے کیا اقدامات تجویز کرتی ہے ؟
ڈاکٹر خان صاحب : سوال پیدا نہیں ہوتا ۔
(۵ نومبر ۱۹۳۸ء کی سرحد اسمبلی کی بحثیں)

خفیہ سرکاری رپورٹیں

(بحوالہ نمبر 20/10/2 جلد اول 1938ء سی آئی ڈی روزانہ ڈائری صوبہ سرحد (خفیہ) بستہ 74 فائل نمبر 1377 محکمہ دستاویزات)
13 جولائی 1938ء کی رات کو غلہ ڈھیر کے مزارعین اور نواب طورو کے درمیان تنازعے کے سلسلے میں تقریباً چھ سو افراد بشمول چالیس باوردی سرخپوشوں کے غلہ ڈھیر میں جمع ہوئے۔ حاضرین سے وارث خان آف رشکئ نے کہا کہ وہ اپنی جدوجہد ترک نہ کریں اور ضروری ہوا تو اصولوں کی خاطر جیل چلے جائیں۔
ایک ذریعے کے اطلاع کے مطابق پشاور شہر میں 19 جولائی کو چند سوشلسٹ جمع ہوئے اور قرار دادیں منظور کیں۔
۱۔ زرعی قرضہ جات کی معافی کے بل کی حمایت
۲۔ رب نواب خان کے اس بیان پر احتجاج کہ سرخ پوش سوشلسٹ پارٹی میں شامل نہیں ہوسکتے۔
۱۵ اور ۱۶ جولائی کو غلہ ڈھیر میں جلسے منعقد ہوئے جن میں تقریباً ایک ہزار

افراد اور ۷۰۰ افراد نے شرکت کی ۔ اہم ترین مقررین میں ڈاک اسماعیل خیل کے مکرم شاہ ، وارث خان رشکئ اور غلہ ڈھیر کے بھگت رام شامل تھے۔ مکرم شاہ نے تجویز پیش کی کہ کسان اپنے ان حقوق کی بازیابی کے لئے ستیہ گرہ شروع کریں جن میں بقول ان کے سب سے اہم تمام ٹیکسوں میں یک مشت رعایت اور تمام قرضہ جات کی منسوخی کا معاملہ ہے۔ تمام مقررین نے سامعین پر زور دیا کہ وہ نواب طورو کے خلاف اپنی جدوجہد میں ثابت قدم رہیں۔

غلہ ڈھیر میں بے چینی کی باقاعدہ اطلاعات آرہی ہیں۔ ۲۰ اگست کی رات کو یہاں ایک اور جلسہ منعقد ہوا جب امیر محمد خان ایم ۔ ایل ۔ اے نے یہ تقریر کرنے کی کوشش کی کہ دیہاتی ہوش سے کام لیں تو ان کے خلاف نعرے لگائے گئے اور جلسہ درہم برہم ہوگیا۔

۲۱ جولائی کی صبح مردان کے سپرنٹنڈنٹ پولیس غلہ ڈھیر آئے اور دفعہ 151/107 سی پی سی کے تحت ۱۳ افراد کو گرفتار کرلیا جن میں ڈاگ اسماعیل خیل کے مکرم شاہ اور رشکئ کے وارث خان اور عالم گل نمایاں تھے۔ بھگت رام کی سرکردگی میں گاؤں کے ۸۰ سرخپوشوں کی ضد تھی کی وہ بھی مردان تک گرفتار شدگان کے ساتھ جائیں گے اور پھر تقریباً ۲۰۰ دوسرے سرخپوش جلوس میں شامل ہوگئے۔ مردان سے ایک میل ادھر پولیس کے سپرنٹنڈنٹ ان کے ساتھ آملے اور سرخپوشوں کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ قیدیوں کو جانے دیں۔ ایسے ہی کیا گیا اور جب انہیں بحفاظت حوالات میں بند کر دیا گیا تو جلوس بڑھتا رہا اور حسب معمول نعرے لگاتا ہوا ہوتی بازار سے گذرا۔

غلہ ڈھیر میں زرعی بے چینی کے سلسلے میں مندرجہ ذیل جلسوں کی اطلاعات ملی ہیں۔

۱۹۔ جولائی کو گاؤں کوا تھانہ صدر مردان حاضرین ۱۵ افراد

۲۱ جولائی کو غلہ ڈھیر میں ۔ حاضرین ۵۰۰ افراد

۲۲۔ جولائی کو غلہ ڈھیر میں حاضرین ۵۰۰ افراد

۲۳ جولائی کو گاؤں چپلونہ کے قریب تھانہ صدر مردان حاضرین ۱۰۰۔ معمول کی تقریریں کی گئیں۔ مزارعین سے کہا گیا کہ وہ ثابت قدم رہیں اور ان غیر منصفانہ ادائیگیوں کے خلاف جدوجہد نہ چھوڑیں جو مالکان اراضی ان سے وصول کرتے ہیں۔ ان اجتماعات میں سب سے اہم مقررین ڈاگ اسماعیل خیل کے مکرم شاہ ، رشکئ کے وارث خان ، غلہ ڈھیر کے بھگت رام ، بدرشی کے میاں اکبر شاہ اور پشاور کے عبدالرحیم پوپلزئی تھے۔

۲۲ جولائی کو مردان کے سپرنٹنڈنٹ پولیس نے گاؤں باکیانہ کا دورہ کیا جہاں اسی قسم کی تحریک اٹھ رہی ہے۔ اس نے مالکان و مزارعین کے درمیان تنازعے کو حل کرنے کیلئے ثالث مقرر کیے اور ان ثالثوں کی پیش کردہ رپورٹ کے نتیجے میں ۲۰ ممتاز کارکنوں کی دفعہ 151/107 سی پی سی کے تحت گرفتاری ضروری سمجھی گئی۔ معلوم ہوا ہے کہ ان سب کو ۵۰۰ روپے فی کس ضمانت پر رہا کر دیا گیا ہے۔

پشاور شہر میں ۲۲ جولائی کی رات کو مقامی سوشلسٹ اکٹھے ہوئے اور یہ قراردادیں منظور کیں۔

۱۔ امرتسر کسانوں پر لاٹھی چارج پر احتجاج

۲۔ غلہ ڈھیر کے زمینداروں کے ساتھ اظہار ہمدردی اور انہیں مبارکباد اس بات پر بھی اتفاق ہوا کہ رام سرن نگینہ اور اچرج رام کو غلہ ڈھیر کے تحریک میں حصہ لینے کیلئے بھیجا جائے۔

غلہ ڈھیر میں دفعہ 151/107 کے تحت گرفتار ہونے والے افراد کو ۲۵ جولائی کو مردان کے اے ڈی ایم کے روبرو پیش کیا گیا۔ ان کے مقدمات کی سماعت سے پہلے ہی ۲۵۰ افراد جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے کانگرس اور اشتراکی پارٹی کے جھنڈے اٹھائے معمول کے نعرے لگاتے ہوئے عدالت کے کمپاؤنڈ میں آگئے۔ جب مقدمات کی سماعت ہوئی تو ملزمان نے بیان دینے یا صفائی کی شہادت پیش کرنے سے انکار کر دیا اور چونکہ انہوں نے ضمانت دینے سے انکار کیا اس لئے ان تمام کو چھ ماہ قید کی سزا سنادی گئی۔ باکیانہ کے ملزمان کے مقدمات کی سماعت ۲۹ جولائی تک ملتوی کردی گئی۔ اس کے تھوڑی ہی دیر بعد مردان میں کوئی ڈیڑھ سو افراد کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس سے پشاور شہر کے عبدالرحیم پوپلزئی ترلاندی کے شمشاد اور غلہ ڈھیر کے بھگت رام نے خطاب کیا۔ جنہوں نے ملزموں کو ان کی سزایابی پر مبارکباد پیش کی اور ان سے کہا کہ وہ اپنی جدوجہد ترک نہ کریں۔

۲۷ جولائی کو پشاور شہر میں چند اشتراکی جمع ہوئے اور فقیر چند وید کے اخبار سے ضمانت طلب کرنے پر آنریبل چیف منسٹر کی مذمت کی انہوں نے وزارت مخالف پروپیگنڈہ زیادہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

زمیندار سوسائٹی مردان نے ۲۴ جولائی کو مردان میں ایک جلسہ منعقد کیا جس میں ۲۵۰ زمینداروں کے شرکت کی۔ جب سوسائٹی کی حمایت کیلئے کئی تقریریں

ہو چکیں تو مزید ۹۵ زمیندار آپہنچے۔
۲۷ جولائی کو تقریباً ۵۵۰ افراد کا ایک اجتماع غلہ ڈھیر میں ہوا۔ غلہ ڈھیر کے بھگت رام نے کہا کہ وہ جیل جانے کا ارادہ نہیں رکھتا کیونکہ وہ ان کی جدوجہد میں ان کی مدد کرنے کیلئے آزاد رہنا چاہتا ہے۔ وہ اگلے دن اس زمین پر ہل چلا کر قانون شکنی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جس سے مزارعین کو بے دخل کیا گیا ہے۔ اس نے سرخپوشوں سے درخواست کی کہ وہ اس کا ساتھ دیں۔ اس نے آخر میں ان سے کہا کہ سرمایہ داروں کے خلاف جدوجہد میں متحد ہوجائیں۔ اطلاع ملی ہے کہ آنریبل چیف منسٹر نے ایس پی اور پولیس کی ایک جمعیت کے ساتھ ۲۸ جولائی کو غلہ ڈھیر کا دورہ کیا۔
دیہاتیوں سے خطاب کرتے ہوئے اس نے ان سے کہا کہ وہ قانون شکنی نہ کریں۔ انہوں نے حتی الوسع ان کی مدد کا وعدہ کیا مگر واضح کیا کہ قانون کی عملداری کی جائے گی۔ انہوں نے بھگت رام، میاں اکبر شاہ اور عمر خان پر نکتہ چینی کی اور بھگت رام نے اس سے انکار کیا کہ اس نے تقریر کی تھی جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔
۲۹ جولائی کو غلہ ڈھیر میں چار پانچ سو افراد کے جلسہ میں تقریریں کی گئیں۔ جن میں کانگرسی لیڈروں کے اپنے ہی آدمیوں کو جیل بھیجنے کی مذمت کی گئی۔ بھگت رام وغیرہ کو مبارک باد دی گئی اور لوگوں سے کہا گیا کہ وہ اپنے اختلافات ختم کر دیں۔
۳۱ جولائی کو مردان کے لمبر دار مہابت خان کے حجرہ میں زمیندارہ ایسوسی ایشن کے اجلاس میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

یہ اجلاس وزیراعظم کے اس واضح اعلان پر کہ وہ مالکان اراضی کے حقوق کا تحفظ کریں گے نیز زمینداروں کو اس انتباہ پر کہ قانون شکنی پر سزا دی جائے گی ان کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

اجلاس مالکان اراضی سے درخواست کرتا ہے کہ وہ مزارعین کے جائز حقوق کا تحفظ کریں۔

اس سلسلے میں سیفور خان وکیل اور امیر محمد خان ایم ایل اے نے مناسب تقریریں کیں۔

۳۱ جولائی کو چارسدہ کے مقام پر مسجد باباجی میں جمعیت العلماء چارسدہ کے ایک اجلاس میں ایک سو افراد نے شرکت کی۔ کانگرسی وزارت پر نکتہ چینی کی گئی۔

بدرشی کے میاں اکبر شاہ نے تھانہ صدر مردان میں تین سو افراد کے ایک جلسہ سے خطاب کیا۔ تقریریں حسب معمول تھیں جن میں نواب طورو اور دوسرے خوانین اور غلہ ڈھیر اور باکیانہ میں ان کی پالیسی پر حملے کیے گئے۔ کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔

اطلاع ملی ہے کہ پشاور کے سوشلسٹوں نے غلہ ڈھیر کے متاثرین کیلئے پشاور شہر کے دکانداروں سے مبلغ ۲۳ روپے جمع کیے ہیں۔

پشاور کے سوشلسٹ سادھو سنگھ نے سوشلزم کی مبادیات پر مبنی اردو میں پرچیاں تقسیم کی ہیں۔ ۲۴ اگست کی رات کو مسجد عطاء اللہ والا تھانہ ڈی ڈویژن میں ۸۰ افراد کے اجلاس میں حکومت پر نکتہ چینی ہوئی۔ اور یہ کہا گیا کہ اگرچہ کانگرس نے اسمبلی جیت لی ہے لیکن عوام کیلئے کچھ نہیں کیا۔ غلہ

ڈھیر تحریک کا حوالہ دیا گیا اور وزارت سے کہا گیا کہ غریب مزارعین کی داد رسی کرے۔ اجلاس کے اختتام پر موزوں قراردادیں بھی منظور کی گئیں جن میں وزیراعظم سے درخواست کی گئی کہ وہ زمینداروں کے نقصان کی تلافی کریں، پولیس اور نواب طورو کی کاروائی پر افسوس کا اظہار کیا گیا اور میاں گجر فیری میں پکٹنگ کرنے والوں کو گرفتار کرنے کی پولیس کاروائی پر اظہار ملامت کیا گیا۔

مسلم لیگ:

۱۵ اگست کو پشاور شہر میں محمد علی پارک تھانہ اے ڈویژن میں ۳۰۰ افراد کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت پشاور کے ملک نثار احمد نے کی۔

اس میں سردار اورنگزیب خان ایم ایل اے، پشاور کے ملک شاد محمد، محمد اسماعیل غزنوی، میاں ضیاء الدین بیرسٹر، رحیم بخش غزنوی اور اللہ بخش یوسفی نے تقریریں کیں۔

میاں ضیاء الدین نے یوسفی پریس کی تلاشی کا ذکر کیا اور غلہ ڈھیر میں کانگرسیوں ہی کی گرفتاری پر کانگرسی وزارت پر نکتہ چینی کی۔ انہوں نے وزارت کے بارے میں ایک بلی کی مثال پیش کی جس کی دم کے ساتھ تیل میں ڈبوئی ہوئی بتی باندھ کر اسے آگ لگادی گئی ہو۔ یہ بلی ہر صورت میں تمام جھگیوں کو آگ لگائے گی۔ انہوں نے کہا کہ وزارت بھی بالکل اس بلی کی مانند ہے اور اس نے انہی لوگوں کو جیل میں ڈال دیا ہے جنہوں نے اس کی انتخابات میں مدد کی تھی۔

انہوں نے آگے چل کر آنریبل محمد عباس خان اور آنریبل لالہ بھجورام گاندھی

پر بھی نکتہ چینی کی۔ اور کہا کہ محمد عباس خان اسمبلی میں سوالات کا جواب دینے کیلئے ہمیشہ ہی نوٹس مانگتے ہیں۔

۱۵ اگست کی رات کو مقامی سوشلسٹوں کے اجلاس میں گجر کے حبیب اللہ نے میں میاں گجر خیری فیری کی پکٹنگ جاری رکھنے کیلئے پارٹی کی مدد چاہی۔ مولانا عبدالرحیم پوپلزئی جنہوں نے صدارت کی ایک نمائندہ بھیجنے کا وعدہ کیا تا کہ حالات کا جائزہ لیا جائے اور ایک باقاعدہ پروگرام تیار کیا جاے۔ اجلاس نے ایک قرارداد منظور کی جس میں بنوں کے متاثرین کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ مجرم کو کیفرکردار تک پہنچانے کیلئے تحقیقات کی جائے۔

زمیندارہ ایسوسی ایشن کے سیکرٹری نے ۱۷ اگست کو خان بہادر سرفراز خان کے حجرے میں منعقدہ اجلاس میں مالکان اور مزارعین کے درمیان ایک سمجھوتے کی شرائط پڑھ کر سنائیں۔ ایسوسی ایشن کے چند ارکان نے تجویز پیش کی کہ سمجھوتہ آنریبل وزیراعظم کے سامنے پیش کیا جائے۔

اطلاع ملی ہے کہ پشاور کے چند سوشلسٹوں نے غلہ ڈھیر کے کارکنوں کیلئے پشاور شہر کے دکانداروں سے مبلغ ۱۸ روپے جمع کیے ہیں۔

مسلم لیگ :۔ سردار اورنگزیب خان ایم ایل اے، میاں ضیاء الدین بیرسٹر اور خان بہادر سعداللہ خان ایم ایل اے ۱۷ اگست کو حسن زئی تھانہ بٹگرام میں مسلم لیگ کے ایک جلسے میں خاص مقررین تھے جس میں ۱۵۰۰ افراد شریک ہوئے۔

میاں ضیاء الدین بیرسٹر نے تقریر کرتے ہوئے آنریبل وزیراعظم پر " سرحد "

اور نئی دنیا کا لعدم کرنے اور غلہ ڈھیریوں کو جیل میں ڈالنے کا الزام عائد کیا۔ انہوں نے پھر وہ تیل کی بتی کی دم والی بلی کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ بلی نے اب سارا شہر جلا دیا ہے۔ قربانیاں لوگوں نے دیں اور وزیراعظم ڈاکٹر خان صاحب بنے۔

زمیندارہ ایسوسی ایشن مردان :۔ اس ایسوسی ایشن کا ایک اجلاس جس میں ۶۰ افراد شریک تھے۔ ۱۸ اگست کو مردان میں ہوا۔ حاضرین نے اس بات اتفاق کیا کہ اگلے دن آنریبل چیف منسٹر کے مردان کے دورے کے موقع پر ان کے سامنے بعض مطالبات رکھنے کیلئے ایک وفد ان سے ملے۔

۱۹ اگست کو آنریبل چیف منسٹر نے مردان کا دورہ کیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ مالکان و مزارعین کے درمیان سمجھوتہ طے کرانے کا بندوبست کرایا۔

۱۶ اگست کو پشاور شہر میں ۳۵۰ افراد کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ غلہ ڈھیر میں زرعی تحریک پر عبدالغفور آتش اچرج رام گھمنڈی اور امرتسر کے منشی احمد دین نے تقریریں کیں۔ عبدالغفور آتش نے کہا کہ موجودہ تحریک صوبائی حکومت کے خلاف نہیں بلکہ نواب طورو کے مظالم کے خلاف ہے۔ اچرج رام گھمنڈی نے اس بات پر آنریبل چیف منسٹر پر نکتہ چینی کی کہ انہوں نے کہا تھا کہ وہ سوشلسٹوں کو کچل دیں گے۔ جبکہ منشی احمد دین نے کہا کہ اگر اس قسم کے مظالم پنجاب میں ہوتے تو ہم سول نافرمانی شروع کرتے لیکن ہم نے اب تک اس صوبے میں اس لئے ایسا نہیں کیا کہ ہم کانگرس کی وزارت کیلئے مشکلات پیدا نہیں کرنا چاہتے۔ جلسے کے آخر میں قراردادیں منظور کی گئیں۔

ا۔ ایک قومی اخبار سے ضمانت طلب کرنے پر کانگرسی وزارت کی مذمت
۲۔ میاں گجر فیری پر چونگی کے محصول کے خلاف احتجاج اور حکومت سے ٹیکس ختم کرنے کی درخواست اور پکٹنگ کرنے والے ان تمام افراد کی رہائی کی درخواست جنہیں قید کی سزا دی گئی۔
۱۴ اگست کو غلہ ڈھیر میں وار کونسل کا ایک اجلاس ہوا جس میں قرار دادیں منظور کی گئیں۔
ا) نواب طورو سے کہا گیا کہ وہ ۳۰ اگست تک ان کے مطالبات مان لے ورنہ وہ اس کے خلاف سخت اقدام اٹھائیں گے۔
۲) حکومت سے تحریک کے سلسلے میں جیل میں ڈالے جانے والے تمام افراد کی رہائی کی درخواست۔ ۲۴ اگست کو ایک بڑے مظاہرے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور بعض لوگ بشمول پشاور کے ایک سوشلسٹ عبدالغفور آتش کے اس سے آگاہ کرنے کیلئے نواحی دیہات کے دورے کیلئے مقرر کئے گئے ہیں۔
۱۵ اگست کو غلہ ڈھیر میں تقریباً ۴۵۰ افراد کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں سب سے نمایاں مقرر جمناداس ایم ایل اے کا بیٹا اننت رام تھا۔
اطلاع ملی ہے کہ پشاور شہر کے مقامی سوشلسٹوں نے غلہ ڈھیر تحریک کے سلسلے میں شب قدر سے مبلغ ۱۵ روپے اکٹھے کر لئے ہیں۔
۱۸ اگست کو گاؤں کنڈر تھانہ صدر مردان میں ۱۵۰ افراد جمع ہوئے تو پشاور شہر کے عبدالرحیم پوپلزئی نے حسب معمول تقریر کی۔ انہوں نے غریبوں کیلئے کچھ نہ کرنے پر وزارت پر تنقید کی۔ ۱۸ اگست کو غلہ ڈھیر میں ۲۵۰ افراد کا جلسہ منعقد ہوا جس میں حسب معمول تقریریں کی گئیں اور سامعین سے کہا گیا کہ

وہ ۲۴ اگست کو کیے جانے والے مظاہرے میں شریک ہوں ۔
۲۲ اگست کو پشاور شہر میں چند مقامی سوشلسٹ اپنے دفتر میں جمع ہوئے اور غلہ ڈھیر تحریک کو غیر قانونی کہنے پر کانگرس کی مذمت کی۔
۲۳ اگست کو پشاور شہر میں ۲۰۰ افراد کا ایک اجتماع ہوا۔ اس اجتماع کا مقصد یہ بیان کیا گیا تھا کہ غلہ ڈھیر تحریک کے سلسلے میں بعض سوشلسٹوں کی گرفتاری کے خلاف احتجاج کیا جائے۔ محمد یونس (قریشی) نے ایک طویل تقریر کی جس کا زیادہ حصہ کانگرس وزارت پر تنقید پر مشتمل تھا۔ اس نے کہا کہ جب وہ حکومت میں نہیں تھے تو انہوں نے کئی وعدے وعید کیے تھے جنہیں وہ پورانہ کرسکے اور اب وہ کسانوں کو گرفتار کر کے اور بے دخلیوں کے وارنٹوں پر دستخط کرکے نواب طورو کی مدد کر رہے ہیں۔ یہ واحد کانگرسی صوبہ ہے۔ جہاں اس قسم کی کاوائی کی گئی ہے۔ انہوں نے آنریبل چیف منسٹر کی مبینہ سوشلسٹ مخالف سرگرمیوں پر نکتہ چینی کی۔
انہوں نے پھر مزدور طبقات کی غربت کا ذکر کیا۔ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ ہم پر ایک غیر ملکی حکومت مسلط ہے۔ انہوں نے ایک قراردادپیش کی جس میں غلہ ڈھیر تحریک کے سلسلے میں سوشلسٹ اور دیگر لوگوں کی گرفتاری پر اظہار افسوس کیا اور انہیں گرفتاری پر مبارکباد دی اور کانگرس ہائی کمان سے درخواست کی وہ کانگرسی وزارت کے خلاف کاروائی کرے۔ قرارداد کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہ حکومتی پارٹی کو بدلنا نہیں چاہتے بلکہ قیادت کی تبدیلی چاہتے ہیں۔

پشاور کے پیارے لعل نے قرارداد کی تائید کی اور اس کے ساتھ اختتام کیا کہ " اوانڈیا مائی تیرے بچے تجھے تباہ برباد کر رہے ہیں۔"

مردان سے ملنے والی اطلاعات بتاتی ہیں کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دفعہ 107 سی پی سی کے تحت وار کونسل کے ۱۸ ارکان کے قابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کیے ہیں۔ ان ۱۸ میں عبدالغفور آتش ، بخشی فقیر چند دید، رام سرن نگینہ ، عبدالرحیم پوپلزئی اور اچرج رام گھمنڈی پشاور شہر کے سوشلسٹ اور بپی کے محمد شاہ اور ترلاندی کے شمشاد شامل ہیں۔

۲۴ اگست کو مردان میں ۲۰۰ افراد کے جلوس نے گشت کیا۔ جلوس کے دوران پشاور شہر کے سوشلسٹ سوہن لعل نے تقریر کرتے ہوئے الزام لگایا کہ کانگرسی وزارت اپنے انتخابی وعدے پورے کرنے میں ناکام ہوگئی ہے اور اس نے غریبوں کی مدد کیلئے کچھ نہیں کیا۔

جب جلوس ختم ہوا تو مویشی منڈی میں ۲۵۰ افراد کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ مردان کے حضرت اللہ، کے علاوہ پشاور کے محمد یوسف اور محمد یونس نے تقریریں کیں اور ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں غلہ ڈھیر تحریک کے سلسلے میں سوشلسٹوں اور دوسروں کی گرفتاریوں پر احتجاج کیا گیا اور وزارت کی اس کاروائی پر اسے ہدف تنقید بنایا گیا۔

وار کونسل کے اراکین جو غلہ ڈھیر تحریک کے سلسلے میں گرفتار کئے گئے تھے۔ ۲۶ اگست 1938ء کو مردان کے اے ڈی ایم کے سامنے پیش کئے گئے غلام محمد، افضل خان اور لعل دین کو چھوڑ دیا گیا کیونکہ انہوں نے موقف اختیار کیا کہ ان کا تحریک سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ باقیوں کا معاملہ ۲۹ اگست

تک ملتوی کر دیا گیا۔ مقدمے کی سماعت سے پہلے سرخ کپڑوں میں ملبوس ۱۱۰ افراد سمیت کوئی ۱۵۰ افراد عدالت کے احاطہ میں جمع ہوگئے ان کے ہاتھ میں کانگرس کا جھنڈا تھا۔ اور وہ حسب معمول نعرے لگا رہے تھے۔ جب ملزمان حوالات کی طرف لے جائے جا رہے تھے تو ایک ملزم اسوری پایان کے اجون خان نے ان سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہم ہی ڈاکٹر خان صاحب کو وزارت عظمیٰ تک پہنچانے میں پیش پیش تھے۔ اور اب وہ ہمیں ہی غریب کسانوں کی حمایت کرنے پر جیل میں ڈال رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے سامعین سے درخواست کی وہ اپنے اپنے ممبران اسمبلی سے کہیں کہ وہ کسانوں کے حق میں تنازعے کا تصفیہ کرانے کیلئے وزارت سے رابطہ کریں۔

بعد ازاں مردان میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ تقریباً ۲۰۰ افراد شریک تھے۔ اس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ سرحد وزارت کی غلہ ڈھیر تحریک کے سلسلے میں گرفتاریوں کے احکام کی پالیسی کی مذمت اور وزارت سے کسانوں کے مفاد کے لئے کانگرس کی دوسری حکومتوں کی طرز پر قوانین نافذ کرنے کی درخواست۔

۲۔ مقامی حکومت سے درخواست کہ غلہ ڈھیر کے قیدیوں کو سپیشل کلاس میں رکھا جائے۔

کنڈر کے امیرزادہ، چمکنی کے حضرت گل غلہ ڈھیر کے اننت رام اور پشاور شہر کے سادھو سنگھ اور دلاور خان نے ان قراردادوں کے مطابق اور خان ازم کی مذمت میں تقریریں کیں۔ ۲۷ اگست کی شام کو چند مقامی احرار اپنے دفتر میں جمع ہوئے اور ذیل کی قراردادیں منظور کیں۔

۱۔ مرکزی اسمبلی میں فوجی بھرتی کے قانون کی حمایت کرنے پر مسلم لیگ کی مذمت اور مسلمانوں کو مشورہ کہ وہ لیگ کے ساتھ تعلق نہ رکھیں کیونکہ وہ انگریز نواز ہے۔

۲۔ غلہ ڈھیر تحریک کے سلسلے میں گرفتاری پر مولانا عبدالرحیم پوپلزئی کو مبارکباد۔

۲۸ اگست کو غلہ ڈھیر میں قریباً ۲۰۰ افراد کا جلسہ منعقد ہوا۔ مقررین نے سامعین پر زور دیا کہ وہ مولانا عبدالرحیم وغیرہ کے ساتھ ہمدردی کے اظہار کیلئے ۲۹ اگست کو بڑی تعداد میں عدالت میں حاضر ہوں۔

۲۹ اگست کو ملزمان کی اے ڈی ایم مردان کی عدالت میں پیشی سے پہلے عدالت کے احاطے میں تقریباً ایک سو سرخپوش آپہنچے ۔ ان کے ہاتھوں میں ایک کانگرس کا جھنڈا اور دو سوشلسٹ پرچم تھے۔ جب ملزمان حوالات کی طرف لے جائے جارہے تھے تو ان حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے اجون خان نے چیف منسٹر پر شدید نکتہ چینی کی اور کہا کہ وہ نواب طورو کی مدد کر رہے ہیں۔ مزارعین سے انہیں مسائل کا ڈر ہے۔ انہوں نے کہا کہ آنریبل چیف منسٹر مرحوم بادشاہ نادر شاہ کی طرح ہیں جو اپنے ہم وطنوں کی مدد سے افغانستان کا بادشاہ بنا تھا لیکن اس نے اپنے ہموطنوں کی خاطر کچھ نہ کیا۔
عدالت کے احاطے میں جمع ہونے والے سرخ پوشوں کے منتشر ہونے سے پہلے بکٹ گنج کا گشت کیا۔

نادر شہر میں ۲۹ اگست کو چند مقامی مسلم لیگی اپنے دفتر میں اکٹھے ہوئے اور فیصلہ کیا کہ وزارت کے خلاف پروپیگنڈہ سخت کرنے کیلئے غلہ ڈھیر تحریک

کو غریب مزارعین کی زمین پر نواب کے آدمی ہل چلائیں گے اور فصل مکمل طور پر تباہ ہو جائے گی۔ انہوں نے مزارعین کو پر امن رہنے کی تلقین کی۔
اس کے بعد پشاور شہر کے سوہن لعل نے تقریر کرتے ہوئے اس پر اظہار افسوس کیا کہ وزارت غریبوں کی دشمن ہوچکی ہے۔ انہوں نے وزیروں سے کہا کہ وہ اپنے انتخابی وعدوں کا پاس کریں ۔
انہوں نے کہا کہ سرمایہ دار مستبد ہیں اور غریب عوام کا خون چوستے ہیں۔ اگر کسان اپنا کام چھوڑ دیں تو دنیا اس کا خمیازہ بھگتے گی۔ آگے چل کر انہوں نے کہا کہ ہری کشن نے اپنی قربانی سے کانگرس کا وقار بلند کیا ہے۔ لیکن وزارت لوگوں کی حالت سے بے خبر ہے۔ کانگرس وزارت کو مستعفی ہوجانا چاہیئے کیونکہ اس کی ضرورت نہیں رہی۔ انہوں نے کانگرش کو سرمایہ دارانہ رحجان کی حامل قرار دیا اور دھمکی دی کہ وہ موجودہ وزارت کو تبدیل کرنے کیلئے کانگرس ہائی کمان سے رجوع کریں گے کیونکہ یہ وزارت غریبوں کی حالت بدلنے میں ناکام ہوچکی ہے۔ انہوں نے مزارعین کو پر امن رہنے کا مشورہ دیا۔
پشاور شہر کے سادھو سنگھ نے کہا کہ وزیراعظم خود ایک سرمایہ دار ہے۔ اس لئے وہ نواب کی امداد کر رہا ہے۔ انہوں کے 1930 میں سول نافرمانی کے زمانے کا حوالہ دیا اور کہا کہ ہم غلہ ڈھیر میں عدم تشدد کی جنگ لڑ رہے ہیں اور اس کے باوجود حکومت کو رپورٹ دی گئی ہے کہ ہم نے تشدد کیا ہے۔ اسی کے نتیجے میں گولی چلی اور کئی لوگ مرے یا زخمی ہوئے۔ انہوں کے لوگوں سے کہا کہ جب نواب کے آدمی ان کی زمین پر ہل چلانے آئیں تو وہ

عدم تشدد پر کار بند رہیں۔
ہوتی مردان کے لیکھراج نے شکایت کی کہ ڈاکٹر خان صاحب اور امیر محمد خان نے اسمبلی میں منتخب ہونے کے بعد غریبوں سے انکھیں پھیرلی ہیں۔ حالانکہ ڈاکٹر خان صاحب ایک اچھا کانگرسی ہے۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ وہ عدم تشدد کی جدوجہد میں حصہ لیں اور حوصلہ نہ ہاریں کیونکہ تقریباً ۴ لاکھ سوشلسٹ ان کی پشت پر ہیں۔
آخر میں اننت رام نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وہ غلہ ڈھیر کے حالات کے بارے میں تحقیقات کیلئے مقرر کی جانے والی کمیٹی کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ وار کونسل ختم ہوگئی ہے اور صرف صدر پارٹی کی کمان کریں گے۔
غلہ ڈھیر وار کونسل کے مندرجہ ذیل ارکان کو ۳۱ اگست ۱۹۳۸ کو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مردان نے چھ ماہ قید با مشقت کا حکم سنایا۔
۱۔ رام سرن نگتیہ ۲۔ اچرج رام گھمنڈی ۳۔ مولانا عبدالرحیم پوپلزئی ۴۔ اجون خان آف اسوڑی پایان ۵۔ عمر خان آف رشکئی۔ ۶۔ امین الحق آف رشکئی میاں اکبر شاہ وکیل کے مقدمے کی سماعت یکم ستمبر 1938 ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کریں گے۔
۳۱ اگست کو عدالت میں سرخپوشوں کا کوئی مظاہرہ نہیں ہوا۔ اطلاع ملی ہے کہ گرفتاریوں کے غلہ ڈھیر کے باشندوں پر اثر کیا ہے۔
۳۱ اگست کو کٹڑہ ریشم گراں تھانہ اے ڈویژن میں 200/300 افراد کے ایک جلسے میں وزارت پر تنقید کی گئی۔ صدر جلسہ محمد یونس (قریشی) نے

کہا کہ وہ قومی وزارت کے ہاتھوں ڈھائے جانے والے مظالم کا حال لوگوں کو سنانے کیلئے جمع ہوئے ہیں۔ جب کانگرس وزارت بنی تو ہم نے سوچا کہ ہم پر نوکر شاہی کی حکومت میں جو مصیبتیں اور تکلیفیں آئی تھیں وہ اب ختم ہوجائیں گی۔ لیکن وزارت اپنے انتخابی وعدوں کو عملی جامہ پہنانے میں ناکام ہوچکی ہے ۔ اور مزدوروں اور کسانوں کی حالت اب بھی بہت بری ہے۔

آگے چل کر انہوں نے کہا کہ غلہ ڈھیر کے کسان صرف نواب کے لگائے ہوئے ٹیکسوں کے خلاف احتجاج کرنا چاہتے تھے۔ ان کا زمین پر قبضہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وزارت میں موجود سرمایہ داروں کے حاشیہ بردار گروہ نے غیر قانونی ہتھکنڈے استعمال کیے جس کے نتیجے میں ۵۰۰ کسان گرفتار ہوچکے ہیں اور پولیس لاٹھی چارج کرتی پھر رہی ہے۔ غلہ ڈھیر کی خواتین قرآن مجید لے کر پولیس کے پاس گئیں اور ان سے التجاء کی کہ وہ ان کی فصلیں تباہ نہ کرے۔ لیکن پولیس اور خان کے ملازموں نے ان کی التجاء پر کان دھرا۔ یہ بھی کہا گیا کہ قرآن مجید کی بے حرمتی بھی کی گئی۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہاکہ سوشلسٹ پہلے کانگرسی اور بعد میں سوشلسٹ ہیں۔ سرحد کانگرسی وزارت کانگرس کے اصولوں کے خلاف کام کر رہی ہے۔ سول نافرمانی کی تحریک میں صوبہ سرحد نے بیش بہا قربانیاں دے کر وطن کے وقار کی لاج رکھی۔ اس لئے صوبہ سرحد کے لوگ غلہ ڈھیر میں موجودہ صورت حال کو برداشت نہیں کر سکتے۔ وزارت کو عوام کی قربانیوں کا فائدہ ملا ہے۔ اس لئے یہ ان پر منحصر ہے کہ اپنی اصلاح احوال کریں اور لوگوں کی بہتری کا کام کریں ورنہ ہم اصل حقائق ہائی کمان کے نوٹس میں

لائیں گے۔

عبدالرحمن ریا نے مندرجہ ذیل قرار داد پیش کی جو منظور کرلی گئی۔

سوشلسٹوں کا یہ جلسہ غلہ ڈھیر میں سوشلسٹوں کی گرفتاری ، پولیس کے لاٹھی چارج اور غلہ ڈھیر میں پولیس کی طرف سے قرآن شریف کی بے حرمتی کی شدید مذمت کرتا ہے۔ یہ سرحد حکومت کی اس پالیسی پر جو کانگرس مینی فیسٹو کے منافی ہے اظہار مذمت کرتا ہے ورنہ قوم پرستوں سے فریاد کرتا ہے کہ وہ وزارت سے کہیں کہ تم بدل جاو ورنہ ہم تمہارے ساتھ عدم تعاون کریں گے۔

یہ صوبہ بھر میں تمام کانگرس کمیٹیوں سے درخواست کرتا ہے وہ کسانوں کے مطالبات کیلئے احتجاج کریں۔ تاکہ کانگرس کا وقار بحال رکھا جاسکے اور ایبٹ آباد کانفرنس کے موقع پر صوبائی کانگرس کمیٹی کے سوشلسٹ مخالف خیالات پر احتجاج کیا جاسکے۔ "

انہوں نے کہا کہ پولیس کو چاہیئے تھا کہ وہ نواب آف طورو کے ملازموں کو گرفتار کرتی کیونکہ ان کے پاس اسلحہ تھا۔ اور نواب کو جیل میں ڈالا جاتا کیونکہ اس نے پٹواریوں کی مدد سے جان بوجھ کر مزارعین کو بے دخل کیا تھا۔ افسوس کا مقام ہے کہ نواب نے اپنے مزارعین کی فصل پر قبضہ کرلیا اور وزارت نے اس پر اسے کچھ نہیں کہا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو لوگ اپنا حق مانگ رہے تھے انہیں دفعہ 107 سی پی سی کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔

پشاور کے سوہن لعل نے موجودہ حکومت کو طورو حکومت قرار دیا۔ اور کہا کہ حکومت غریب کسانوں پر لاٹھی چارج کر کے انہیں کچلنا چاہتی ہے۔ یہ

افسوس کا مقام ہے کہ مولانا عبدالرحیم جیسی شخصیت کی توہین کرتے ہوئے انہیں ہتھکڑی پہنا کر قید کر دیا گیا۔

صدر جلسہ نے پھر " پرتاب " لاہور سے ایک اخباری بیان پڑھا امرتسر کی سوشلسٹ پارٹی نے ۲۲ ستمبر سے جتھے غلہ ڈھیر بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پہلا جتھہ منشی احمد دین کی قیادت میں جائے گا اور دوسرا جتھہ سردار بھاگ سنگھ کی قیادت میں بھیجا جائے گا۔

غلہ ڈھیر کے ریدی گل جنہیں ۲۱ جولائی کو دفعات 107/151 سی پی سی کے تحت ایک سال قید با مشقت کی سزا ملی تھی ضمانت دینے پر رہا کر دیئے گئے ہیں۔

(اگست) ۳۰ تاریخ کو غلہ ڈھیر میں گرفتار ہونے والوں کو ہری پور جیل بھیج دیا گیا ہے جہاں ان کے مقدمات کی سماعت کی جائے گی۔

۳ ستمبر کی رات کو پشاور شہر میں فرنٹیئر کانگرس سوشلسٹ پارٹی کے زیر اہتمام ۳۰۰ افراد کا جلسہ منعقد ہوا۔ محمد یونس (قریشی) نے کہا کہ جلسہ غلہ ڈھیر کے ان غریب کسانوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کیلئے منعقد کیا گیا ہے۔ جنہیں پولیس اور نواب کے ملازموں کے زریعے خوفزدہ کیا جارہا ہے۔ انہوں نے ایک خط پڑھا جو گاؤں کی ایک بوڑھی خاتون کی طرف سے لکھا ہوا بیان کیا گیا اور جس میں غلہ ڈھیر کے لوگوں کی حالت زار بیان کی گئی تھی۔ انہوں نے ایک قرارداد پیش کی جو منظور کر لی گئی۔ اس میں غلہ ڈھیر کے کسانوں سے اظہار ہمدردی، پولیس اور نواب کے مظالم کی مذمت ، کانگرسی وزارت کی خاموشی پر تعجب اور تحریک کے سلسلے میں گرفتار شدگان کو

مبارک دی گئی تھی۔ جلسے سے خطاب کرنے والے دوسرے سوشلسٹوں نے وزارت پر شدید نکتہ چینی کی اور کہا کہ وہ کانگرس کے خلاف نہیں ہیں بلکہ وزارت پر براجمان ان حضرات کے خلاف ہیں جو خوانین ہیں۔

وزارت کو مولانا عبدالرحیم کو سی کلاس میں رکھنے کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔

پنجاب کے سوشلسٹوں شام لعل اور جگدیش نے بھی جلسے سے خطاب کیا۔

اطلاع ملی ہے کہ سوشلسٹوں نے پشاور شہر میں تین اور چار تاریخ کو مبلغ ۶۰ روپے جمع کیے۔ میاں اکبر شاہ کو دفعہ ۱۰۷ سی پی سی کے تحت ضمانت نہ دے سکنے پر ۳ ستمبر کو چھ ماہ قید کی سزا سنا دی گئی۔

۳ ستمبر کو آنریبل چیف منسٹر نے ڈپٹی کمشنر مردان کے ساتھ غلہ ڈھیر کا دورہ کیا۔

نواب طورو کے ملازموں نے نواب کی طرف سے بے دخل کئے جانے والے مزارعین کے چھ مکانات مسمار کر دیئے، گاؤں میں کسی نے مزاحمت نہیں کی۔

۵ ستمبر کو گھنیش داس کے بیٹے رام پرکاش نے غلہ ڈھیر کا دورہ کیا۔ پولیس کی پوچھ گچھ کے دوران اس نے کہا کہ وہ غلہ ڈھیر کے کسانوں کے ساتھ ہمدردی کیلئے اور ان کے حق میں پروپیگنڈہ کی غرض سے آیا ہے۔ اسے دفعہ 107/151 سی پی سی کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔

سوشلسٹوں نے اپنا مرکز غلہ ڈھیر سے رشکئی منتقل کر دیا ہے۔ لیکن وہ غلہ ڈھیر میں کسانوں کے ساتھ قریبی رابطہ رکھے ہوئے ہیں۔

اطلاع ملی ہے کہ عبدالغفور آتش اور فقیر چند وید راولپنڈی میں ہیں۔ اور وہاں

وہ پنجاب کے سوشلسٹوں کو غلہ ڈھیر کیلئے جتھے روانہ کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔

۴ ستمبر کو پشاور شہر میں سوشلسٹوں کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا۔ اور فیصلہ کیا گیا کہ ٹیری اور خان پور کو پارٹی کے ارکان بھیجے جائیں جہاں خوانین مبینہ طور پر مزارعین پر مظالم ڈھا رہے ہیں۔ اطلاع ملی ہے کہ 5 ستمبر کو پشاور کے سوشلسٹوں نے مبلغ ۳۰ روپے چندہ اکٹھا کر لیا۔ مقامی احراروں نے فیصلہ کیا ہے کہ غلہ ڈھیر تحریک میں سوشلسٹوں کی مدد کی جائے گی اور خاکسار تحریک کے خلاف پروپیگنڈہ تیز ترکیا جائے گا۔

۶ ستمبر کو پشاور صدر میں ۱۰۰ افراد کا ایک اجتماع ہوا۔ محمد یونس اور سوہن لعل نے وزارت پر شدید نکتہ چینی کی۔ محمد یونس نے کہا کہ جب کانگرس وزارت بر سر اقتدار آئی تو یہ امید کی گئی تھی کہ وہ غریبوں کی حالت بہتر بنانے کیلئے اقدامات کرے گی لیکن وزارت خان خوانین پر مشتمل ہے اور یہ سرمایہ داروں سے تعاون کر رہی ہے۔ غلہ ڈھیر تحریک کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کہ کہ تقریباً ۳۵ سوشلسٹ اور ۵۰۰ کسان نواب کو خوش کرنے کیلئے گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ لیکن وزارت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہندوستان کی کل آبادی کا 95% حصہ مزدوروں اور کسانوں پر مشتمل ہے۔ اور اگر ان کے مطالبات کو اسی طرح پس پشت ڈالا جاتا رہا تو آپ فیڈریشن کے سوال پر برطانوی حکومت کے خلاف جنگ میں کامیاب نہیں ہوسکتے ۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ صوبہ سرحد کے عوام 1930 ء کی کارگزاری کو 1940 ء میں بھی کھا کر ایک بار پھر باقی ہندوستان پر سبقت لے جائیں۔

سوہن لعل نے کہا کہ ہم نے آزادی کے پودے کو اپنے خون سے اس لیئے سینچا ہے کہ یہ مرجھا نہ جائے۔ انہوں نے کہا کہ کانگرسی وزارت قصہ خوانی بازار میں مزدوروں کی قربانیوں کے بل بوتے پر بنی ہے لیکن اب انہیں ظلم وستم کا شکار بنایا جا رہا ہے کیونکہ وزارت خانوں اور لالاؤں پر مشتمل ہے۔ آگے چل کر انہوں نے کہا کہ وہ عوام جو کسی کو وزارت کے منصب پر پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں وہ ان کو وزارت سے ہٹانے کی طاقت بھی رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وزارت کا یہ خیال ہے کہ چند سوشلسٹوں کو جیل میں ڈال کر وہ تحریک کو دبانے میں کامیاب ہوجائے گی۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ آل انڈیا سوشلسٹ پارٹی نے تحریک میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا ہے اور ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک کہ کسانوں کے مطالبات تسلیم نہیں کر لیئے جاتے۔

آخر میں انہوں نے کہا کہ میں قابل اعتراض تقریریں کر رہا ہوں اور چیف منسٹر صاحب کو آزادی ہے کہ وہ مجھے دفعہ 124-A آئی پی سی کے تحت گرفتار کر لے۔رام پرکاش جنہیں 5 ستمبر کو غلہ ڈھیر میں گرفتار کیا گیا تھا۔ انہیں ۶ ستمبر کو دفعہ 107/151 سی پی سی کے تحت چھ ماہ قید با مشقت کی سزا دی گئی۔

عبدالغفار خان نے ۵ ستمبر کو ارباب عبدالغفور ایم ایل اے ، گڑھی اسماعیل زئی کے فقیر پلیڈر اور بعض دوسرے افراد کے ساتھ غلہ ڈھیر کا دورہ کیا۔ انہوں نے دیہاتیوں کے تاثرات معلوم کیے اور ان سے کہا کہ وہ وزیراعظم صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کیلیئے اپنے مطالبات تیار کر لیں۔ دیہاتیوں

نے ایک اجلاس منعقد کیا اور اپنے مطالبات پر مشتمل ایک تحریری یادداشت پیش کی۔

عبدالغفار خان نے بعض مطالبات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ خدائی خدمت گاروں کے پاس عدالتو کے اختیارات پر حاوی ہونے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ انہوں نے دیہاتیوں پر تنقید کی کہ وہ احتجاج کرنے والوں کی وجہ سے گمراہ ہوچکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں جھگڑے کا تصفیہ کرنے کیلئے عنقریب دوبارہ آپ کے پاس آؤں گا۔ اطلاع ملی ہے کہ محمد یونس (قریشی) اور چار دوسرے افراد ۹ ستمبر کو ستیہ گرہ پیش کرنے کیلئے غلہ ڈھیر جائیں گے۔

کہا جاتا ہے کہ پشاور کے سوشلسٹوں نے ۶ ستمبر کو پشاور صدر کے دکانداروں سے ۲۵ روپے کا چندہ جمع کیا۔ موضع غلہ ڈھیر کے چھ مزید باشندے جنہیں دفعہ 107/151 آئی پی سی کے تحت سزا ہوئی تھی۔ ضروری ضمانت فراہم کرنے پر رہا کردیئے گئے ہیں۔

اطلاع ملی ہے کہ ۶ ستمبر کو مقامی سوشلسٹوں نے پشاور شہر کے دکانداروں سے ۲۰ روپے چندہ جمع کر لیا ہے۔

موضع غلہ ڈھیر کے مزید دوباشدے ضروری ضمانت فراہم کرنے پر رہا کردیئے گئے۔

اطلاع ملی ہے کہ پشاور کے سوشلسٹوں نے پشاور شہر کے دکانداروں سے ۸ ستمبر کو ۱۰ روپے چندہ جمع کیا۔

راولپنڈی کے ایک سوشلسٹ رام داس ۷ ستمبر کو پشاور پہنچے۔ وہ ڈاکٹر بدری ناتھ کے پاس مقیم ہیں۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مردان کے جاری کردہ

ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری کے تحت مزید نو افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔
اطلاعات کے مطابق ادھر مقامی سوشلسٹوں نے احتجاج کرنے والے لوگوں کی مالی مدد کیلئے مبلغ ۴۰۰ روپے جمع کر لئے ہیں ۔
۱۳ ستمبر کو پشاور شہر میں فرنٹیئر کانگرس سوشلسٹ پارٹی کے دفتر میں بعض سوشلسٹ جمع ہوئے اور قرار دادیں منظور کی گئیں۔
۱۔ سوشلسٹوں کو عبدالرحیم پوپلزئی کے ساتھ ملاقات کی اجازت دینے سے انکار کرنے پر سپرنٹنڈنٹ جیل کے اقدام کی مذمت۔
۲۔ پرتھی ناتھ ، رام پرکاش اور دوسرے سوشلسٹوں کو غلہ ڈھیر تحریک میں سزا ملنے پر مبارکباد۔
۱۶ ستمبر کو مجلس احرار اسلام کے دفتر میں مقامی احراروں کا اجلاس ہوا۔ اور ۱۹ اور ۲۰ ستمبر کو ایبٹ آباد میں ہونے والی احرار کانفرنس کیلئے مندرجہ ذیل قرار داریں پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔
۱۔ وزیرستان اور فلسطین میں برطانوی حکومت کی پالیسی کے خلاف احتجاج
۲۔ فوجی بھرتی کے بل کی حمایت پر مسلم لیگ کی مذمت
۳۔ کسانوں کے ساتھ اظہار ہمدردی۔
خان صاحب عبدالمتین خان کو کرایہ نہ دینے پر مزارعین کو اکسانے کے الزام میں ٹیر کے گل محمد خان اور سروشہ تھانہ تخت بھائی کے گل محمد اور زمین گل کو دفعہ 107/151 سی پی سی کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔
رشکئی کے احمد نور ولد گل نور کو جنہیں غلہ ڈھیر تحریک کے سلسلے میں جولائی میں جیل میں ڈال دیا گیا تھا۔ ضروری ضمانت فراہم کرنے پر رہا کردیا گیا

ہے۔
پشاور شہر کے سنت سنگھ جنہیں غلہ ڈھیر تحریک کے سلسلے میں گرفتار کیا گیا تھا، ۱۶ ستمبر کو مردان کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سامنے پیش کئے گئے اور ضروری ضمانت فراہم کرنے پر رہا کیے گئے۔
ادھر اطلاع ملی ہے کہ پشاور کے سوشلسٹوں نے ۱۵ ستمبر کو ۱۵ روپے چندہ جمع کر لیا ہے۔
ایک ذریعے کی اطلاع کے مطابق مولانا عبدالرحیم پوپلزئی نے بخشی فقیر چند وید اور عبدالغفور آتش کو دہلی میں آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی میٹنگ میں شریک ہونے کا حکم دیا ہے تا کہ غلہ ڈھیر تحریک کے سلسلے میں کانگرسی وزارت کی کاروائی کے خلاف احتجاج کیا جاسکے۔
۲۰ ستمبر کو پشاور شہر میں مقامی سوشلسٹ جمع ہوئے اور اس پر چیف منسٹر صاحب کی مذمت کہ انہوں نے ڈپٹی کمشنر کو حکم دیا تھا کہ وہ وزارت مخالف تقریروں سے باز رہنے پر انتباہ کرنے کیلئے محمد یونس اور سوہن لعل کو پیش ہونے کیلئے کہے۔
یہ بات طے ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مردان نے ۱۹ ستمبر کو ان غلہ ڈھیر کے احتجاج کرنے والوں کے ان مقدمات کا حکم سنا دیا ہے جن کی سماعت ہری پور جیل میں ہوئی تھی۔ ان میں سے گیارہ افراد جن میں جمناداس ایم ایل اے کے بھائی اننت رام دوار کا ناتھ اور پرتھی ناتھ (پشاور شہر کے سوشلسٹ شامل ہیں کو دوسال قید با مشقت کی سزا دی گئی ۱۶۱ دوسرے افراد کو چھ ماہ قید با مشقت کی سزا ملی، ۲۵ افراد کو دفعہ 562 سی آر پی سی کے تحت اچھے

روپیہ کی ضمانت دینے پر رہا کیا گیا اور ۲۴ دوسرے افراد کو اس دفعہ کے تحت تنبیہ کی گئی۔
۲۱ ستمبر کو محمد یونس اور سوہن لعل سوشلسٹ کو قابل اعتراض تقریریں کرنے پر ڈپٹی کمشنر پشاور نے متنبہ کیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق اب غلہ ڈھیر کی صورت حال تقریباً معمول پر ہے گوکہ فطری طور پر نواب طورو کے خلاف ایک ناپسندیدگی کی لہر ضرور موجود ہے۔ جو کارکن جیل سے رہا ہوئے ہیں اب خاموش بیان کیئے جاتے ہیں۔

ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مردان کے حالیہ احکام کے خلاف اپیل کرنے کے اخراجات کے سلسلے میں چندے جمع کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ جمناداس ایم ایل اے سرگرم عمل ہیں۔ گاؤں باکیانہ کے وہ سولہ مزارعین جنہیں چند روز پہلے زیر دفعہ 107/151 سی پی سی کے تحت گرفتار کیا گیا تھا، ۲۲ ستمبر کو اے ڈی ایم مردان کے سامنے پیش کیے گئے۔ جنہوں نے ان کے عدالتی ریمانڈ کا حکم دیا کیونکہ وہ ۲۹ ستمبر کو عدالت میں حاضری کیلئے ضروری ضمانت پیش نہ کر سکے۔
۲۳ ستمبر کو پشاور شہر میں فرنٹیئر کانگرس سوشلسٹ پارٹی کے زیر اہتمام ۲۰۰ افراد کا اجتماع ہوا۔ عبدالغفور آتش نے ایک قرار داد پیش کی جس میں غلہ ڈھیر والوں کو ان کی سزایابی پر مبارکباد پیش کی گئی اور کانگرس وزارت کے ظالمانہ اقدام پر اظہار مذمت کیا گیا تھا۔ انہوں نے اس قرارداد کی تائید میں ایک طویل تقریر کی۔ جس کا لب لباب یہ تھا کہ اقتدار میں آنے سے پہلے وزرا صاحبان نے کسانوں کے تحفظ کے وعدے کر رکھے تھے لیکن غلہ ڈھیر کی

صورت حال میں ان کے اقدام نے واضح طور پر ثابت کر دیا ہے وہ اپنے وعدے پورے کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔
انہوں نے اس بات کی تردید کی کہ تحریک شروع کرنے سے پہلے سوشلسٹوں نے وزارت کو باخبر نہیں کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ پولیس نے کسانوں پر لاٹھی چارج کے دوران مردوں اور عورتوں کو زخمی کردیا۔
محمد یونس (قریشی) عبدالرحمن ریا اور صدر جلسہ سوہن لعل نے بھی وزارت پر نکتہ چینی کرتے ہوئے اسی قسم کی تقریریں کیں۔
۲۵ ستمبر کو پشاور کسان پارٹی کے زیر اہتمام ایک اجلاس ہوا۔ شیخ عبداللہ ملک سکندر جان اور پشاور کے اجودھیاناتھ کی ان تقریروں کے بعد جن میں کسانوں کے حقوق کا تحفظ نہ کرنے پر وزارت کی مذمت کی گئی تھی۔ ملک دلاور خان نے مندرجہ ذیل قرار دادیں پیش کیں۔
۱۔ غلہ ڈھیر میں نواب طورو اور پولیس کی طرف سے کیے جانے والے اقدام پر ان کی مذمت اور اس بات کا مطالبہ کہ یو پی اور بنگال کی طرح کا ایک مزارعت بل اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں پیش کیا جائے۔
۲۔ چیف منسٹر صاحب سے ان کسانوں کو اس نقصان کا معاوضہ دینے کا وعدہ پورا کرنے کی درخواست جو انہوں نے پشاور شہر میں خربوزے نے فروخت کرنے کی اجازت نہ ملنے پر اٹھایا۔
۳۔ سوشلسٹوں اور دوسرے لوگوں کو غلہ ڈھیر تحریک کے سلسلے میں سزا یابی پر مبارکباد اور ان کی فوری رہائی کا مطالبہ ۔ محمد یونس (قریشی) اور عبدالغفور آتش نے ان قراردادوں کی حمایت کی اور کانگرسی وزارت پر حسب معمول

تنقید کی۔
اطلاع ملی ہے کہ ۲۳ ستمبر کو بخشی فقیر چند وید نے دہلی میں ممتاز آل انڈیا سوشلسٹ لیڈروں سے ملاقاتیں کی ہیں اور ان سے غلہ ڈھیر کا دورہ کرنے کی درخواست کی ہے ۔ بعد میں اس نے دہلی میں ہونے والی سیاسی قیدیوں کے بارے میں کانفرنس میں تقریر کی جس میں انہوں نے کانگرسی وزارت پر شدید نکتہ چینی کی۔ اس کے ان خیالات کی لاہور کے منشی احمد دین اور بمبئی کے جمال الدین بخاری نے تائید کی۔ اس نے دہلی میں ایک پمفلٹ بھی تقسیم کیا جس میں غلہ ڈھیر تحریک کی تاریخ بیان کی گئی تھی اور سرحدی وزارت کے اقدام کی مذمت کی گئی تھی۔
اطلاع کے مطابق جمناداس ایم ایل اے نے غلہ ڈھیر کے قیدیوں کی طرف سے اپیل دائر کرنے کیلئے اخراجات پورے کرنے کیلئے ۲۰۰ روپے چندہ جمع کر لیا ہے۔
۲۶ ستمبر کو پشاور شہر میں ہونے والے سوشلسٹوں کے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ وزارت کے خلاف اپنی شکایات پیش کرنے کیلئے ایک وفد گاندھی جی سے ملے۔
۲۶ ستمبر کو آل انڈیا کسان پارٹی کے جنرل سیکرٹری صوفی عبداللہ راولپنڈی سے پشاور آئے اور پشاور کسان پارٹی کے جنرل سیکرٹری ملک دلاور خان کے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ۲۷ ستمبر کو مقامی سوشلسٹ ان سے ملنے کیلئے اپنے دفتر میں جمع ہوئے۔ انہوں نے حاضرین کو بتایا کہ انہیں آل انڈیا کسان پارٹی نے غلہ ڈھیر تحریک کے اسباب معلوم کرنے کیلئے بھیجا ہے۔ اس کے

بارے میں سوہن لعل نے ایک تفصیلی روداد پیش کی اور وزارت کی شدید مذمت کی۔

اطلاع ملی ہے کہ منشی احمد دین، مکرجی اور سوہن سنگھ جوش وغیرہ سوشلسٹوں کو آل انڈیا سوشلسٹ پارٹی نے غلہ ڈھیر تحریک کی تحقیقات کرنے کیلئے مقرر کیا ہے۔

ادھر غلہ ڈھیر کے قیدیوں کیلئے ۲۶ ستمبر کو مقامی سوشلسٹوں نے مبلغ ۱۲ روپے جمع کر لئے۔

یو پی کے ایک ممتاز سوشلسٹ اور آل انڈیا کانگرس ورکنگ کمیٹی کے رکن نریندر دیو ۲۸ ستمبر کو پشاور پہنچے۔ صدر کے ریلوے سٹیشن پر وزیر خزانہ نے ان کا استقبال کیا۔ ریلوے سٹیشن پر مقامی سوشلسٹ بھی موجود تھے۔ وہ وزیراعظم صاحب کے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں۔ آل انڈیا سوشلسٹ پارٹی کے جنرل سیکرٹری مسٹر مسانی فقیر چند وید کے ہمراہ ۲۹ ستمبر کی صبح کو پشاور پہنچے تو وزیر خزانہ نے ان کا استقبال کیا۔ وہ انہی کے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں۔

اطلاع ملی ہے کہ یہ سوشلسٹ رہنما غلہ ڈھیر تحریک کے اسباب کی تحقیقات کرنے آئے ہیں۔

۳۰ ستمبر کی صبح کو امرتسر کے منشی احمد دین اور راولپنڈی کے عبداللطیف پشاور پہنچے۔ شام کو پشاور شہر میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ۲۰۰ افراد شریک تھے۔ صدر جلسہ فقیر چند وید نے جلسہ کی کاروائی کا آغاز کرتے ہوئے کہا میں آل انڈیا سوشلسٹ پارٹی کے سامنے غلہ ڈھیر کا سوال رکھنے کیلئے دہلی گیاہوا تھا۔ اس نتیجے میں آل انڈیا سوشلسٹ پارٹی نے اچاریہ نریندر دیو اور

ایم آرمسانی کو اور آل انڈیا کسان پارٹی نے منشی احمد دین ، سوہن سنگھ جوش اور بنگال کے مزامدار کو حالات کا جائزہ لینے کیلئے اس صوبے میں بھیجا ہے۔ آل انڈیا سوشلسٹ پارٹی کے سیکرٹری جنرل ایم آرمسانی نے جلسے سے خطاب کرنے ہوئے اپنی ناقص اردو دانی پر معذرت کرنے ہوئے کہا کہ ان کا اس صوبے کا دورہ غلہ ڈھیر کی صورت حال کے سلسلے میں ہے۔ میں نے چیف منسٹر صاحب سے ملاقات کی ہے اور اس مرحلے پر اس پر کچھ کہنا نہیں چاہتا لیکن میں اور نریندر دیو دونوں عنقریب ایک مشترکہ پریس اعلامیہ جاری کریں گے۔

تاہم انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیاکہ کوئی ۲۵۰ افراد گرفتار کرلئے گئے ۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ انہیں رہا کردیا جائے گا اور اس سلسلے میں انہوں نے کانگرسی وزارت کی کاروائی پر تنقید کی۔

انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ اس صوبے میں کانگرس پارٹی اور سوشلسٹوں کے درمیان تعلقات دوستانہ نہیں۔ اور ان کے مشاہدے کے مطابق اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صوبے میں کانگرس کے حامی یہ سمجھتے ہیں کہ سوشلسٹ ان کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات درست نہیں۔ انہوں نے خیال ظاہر کیا کہ سوشلسٹ تو کانگرس کے بہترین سپاہی ہیں ۔ یورپ کی صورت حال کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جنگ چھڑ جانے کی صورت میں ہندوستانیوں کیلئے کئی راستے کھلے ہیں۔ لیکن مجھے امید ہے کہ وہ کانگرس کی قرارداد کے مطابق عمل کرتے ہوئے جنگ کے دنوں میں برطانیہ کی حمایت سے انکار کردیں گے۔

برطانوی حکومت نے مسلم لیگ کی حمایت سے فوجی بھرتی کا قانون پاس کرنے کا انتظام کر لیا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس وقت تک صوبے میں اس بل کو کبھی بھی قانون کی حیثیت حاصل نہ ہوسکے گی جب تک ڈاکٹر خان صاحب چیف منسٹر ہے۔

انہوں نے پنجاب کے وزیراعظم پر نکتہ چینی کی اور کہا کہ وہ بغیر کسی شک و شبہ کے بل کو پنجاب میں نافذالعمل کردے گا۔ اگر ایسا ہوا تو آپ کا فرض ہوگا کہ پنجاب جا کر مظاہرے کریں اور قانون توڑ دیں۔

تقریر کے آخر میں غلہ ڈھیر کے زیمنداروں کے ساتھ ہمدردی کی ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں ان کی گرفتاری پر انہیں مبارکباد دی گئی اور کانگرسی وزارت سے ان کے مطالبات تسلم کرنے کی درخواست کی گئی ۔

یورپ کی صورت حال پر تقریر کرتے ہوئے منشی احمد دین نے مسولینی اور ہٹلر پر اور برطانوی حکومت پر تنقید کی کہ وہ جمہوریت کے لئے لڑنے کو تیار نہیں۔ انہوں نے اٹلی کے حبشہ پر قبضے کا ذکر کیا اور چیکو سلواکیہ کے معاملے میں ہٹلر کے مطالبات پر بات کی۔ انہوں نے خیال ظاہر کیا کہ فیڈرل سکیم کی مخالفت لازمی ہے کیونکہ اس سے سپیریالزم کے ساتھ سرمایہ داری کا گٹھ جوڑ ہو جائے گا۔

دہلی میں ہونے والے حالیہ اجلاس میں سوشلسٹوں نے اس سلسلے میں قرارداد کے آخری حصے میں تبدیلی کی کوشش کی تھی لیکن ان کی مخالفت میں زیادہ ووٹ آ گئے تھے۔

یکم اکتوبر کی صبح کو نریندر دیو اور ایم آر مسانی لاہور روانہ ہوئے۔

یکم اکتوبر کو غلہ ڈھیر کے ان پانچ دیہاتیوں کو ضروری ضمانت دینے پر رہا کر دیا گیا جنہیں قید کی سزا ہوئی تھی اور وہ پہلے دفعہ 107 سی پی سی کے تحت ضمانت فراہم کرنے میں ناکام رہے تھے۔

چار اکتوبر کو پشاور شہر میں چند مقامی سوشلسٹوں کا اجلاس ہوا۔ اس میں فقیر چند وید ۔ حکیم عبدالروف ، ملک دلاور خان سوہن لعل اور بہاری لعل کو مسٹر گاندھی جی سے ملاقات کرنے اور ذاتی طور پر تحقیقات کیلئے غلہ ڈھیر کا دورہ کرنے کی درخواست کرنے کیلئے چنا گیا۔

پانچ اکتوبر کی شام کو مسٹر گاندھی فرنٹیئر میل کے زریعے پشاور پہنچے۔ چیف منسٹر صاحب وزیر تعلیم ، وزیر خزانہ ، عبدالغفار خان اور کانگرس کے کئی ممتاز رہنما جن کی تعداد ۲۰۰ کے لگ بھگ تھی ان کے استقبال کیلئے پلیٹ فارم پر موجود تھے۔

نوشہرہ میں ۳۰ افراد نے اور پشاور شہر کے سٹیشن پر تقریباً ۲۰ افراد نے ان کا استقبال کیا۔

یہاں پہنچنے کے فوراً بعد وہ گاڑی میں چیف منسٹر کی رہائش گاہ چلے گئے جہاں وہ اب مقیم ہیں۔

۵ اکتوبر کو پشاور میں چند مقامی سوشلسٹوں کا ایک اجلاس ہوا۔ دوران گفتگو انہوں نے چیف منسٹر کی شدید مذمت کی اور فیصلہ کیا کہ جب تک تمام قیدیوں کو رہا نہیں کردیا جاتا غلہ ڈھیر کی صورت حال پر کوئی سمجھوتہ نہ کیا جائے۔

ایک زریعے نے اطلاع دی ہے کہ امیر خان اور تین دوسرے افراد نے ہری پور جیل میں غلہ ڈھیر کے قیدیوں سے ملاقات کی اور انہیں ان شرائط کی

تفصیل بتائی جو چیف منسٹر کے اصرار کے مطابق ان کی رہائی کیلئے رضا مندی سے پہلے ضروری ہیں۔ (ظاہر ہے کہ شرائط یہ ہیں کہ وہ سوشلزم پر اپنے اپنے یقین سے انکاری ہوجائینگے)

اطلاعات ملی ہیں کہ سوشلسٹوں نے عبدالرحیم پوپلزئی میاں [illegible] اور مکرم شاہ آف ڈاگ اسماعیل خیل کے فیصلوں کی پابندی کرنے پر اتفاق کیا ہوا ہے۔

موضع باکیابہ کے دفعہ 151/107 سی پی سی کے تحت گرفتار شدہ مزارعین کو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مردان نے چھ ماہ قید کی سزادی ہے۔ کیونکہ وہ ضروری ضمانت فراہم کرنے میں ناکام رہے تھے۔

دفعہ 307/148/149 آئی پی سی کا مقدمہ ۱۴ اکتوبر تک ملتوی کر دیا گیا ہے۔ ۱۰ اکتوبر کو پشاورشہر میں سوشلسٹوں کے ایک خاص اجلاس میں فقیر چند نے اپنے مردان کے دورے کی تفصیل بیان کی اور کہا کہ اگر چیف منسٹر صاحب زمینداروں کے مطالبات تسلیم کرنے سے انکار کرے تو ہم ستیہ گرہ شروع کرنے کیلئے منصوبہ بندی کریں گے۔

پشاور شہر کے سوشلسٹ غلہ ڈھیر تحریک کیلئے روپیہ جمع کرنے کی کوششوں میں مسلسل لگے ہوئے ہیں۔ ۲۴ تاریخ کو غلہ ڈھیر کی صورت حال پر بحث کرتے ہوئے سوشلسٹوں نے امید ظاہر کی کہ مہاتما گاندھی قیدیوں کی رہائی کیلئے اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں گے۔ یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ اس امکان کے پیش نظر ابھی کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیئے۔

15-10-38 : پشاور کے مقامی سوشلسٹوں نے اس بات کا فیصلہ کرنے کیلئے کہ عبدالرحیم پوپلزئی اور غلہ ڈھیر کے دوسرے قیدیوں کی رہائی کے چیف منسٹر کے وعدے پر عمل درآمد کی ترغیب دینے کیلئے کیا اقدام کیا جائے

آج اجلاس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

پشاور کا سوہن لعل فی الحال بنوں میں خاکروب یونین کی تنظیم کر رہا ہے۔

19-10-38 : فرنٹیئر کانگرس سوشلسٹ پارٹی : کہا جاتا ہے کہ اس پارٹی نے اپنے سٹڈی سرکل کے اجلاس دوبارہ شروع کرنے اور غلہ ڈھیر کے قیدیوں کی رہائی کیلئے اپنا پروپیگنڈہ تیز کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

زمیندار ایسوسی ایشن پشاور شہر : ۲۰ اکتوبر کو پشاور شہر میں تقریباً ۳۰۰ افراد کا ایک اجتماع منعقد ہوا۔ پشاور شہر کے شباد محمد نے شہر کے قریب آبپاشی کے پانی کی قلت کا ذکر کرتے ہوئے الزام عائد کیا کہ یہ پشاور چھاؤنی میں پانی کے وافر استعمال کی وجہ سے ہے۔ باوجود اس کے کہ پیر بخش ایم ایل اے وغیرہ نے حکام سے بار بار اس کی شکایات کی ہیں لیکن کچھ شنوائی نہیں ہوئی۔ اگلے مقرر پیر بخش ایم ایل اے نے اسی موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ میں نے وزیر تعلیم سے کئی بار بات چیت کی لیکن انہوں نے کچھ نہ کیا۔ انہوں نے تجویز پیش کی کہ ان حالات میں حکومت کو چاہیئے کہ وہ باڑہ کے پانی کی ترسیل کا انتظام میونسپل کمیٹی کے حوالے کردے جو اس اختیار کے عوض حکومت کو دس ہزار روپے ادا کرنے کیلئے تیار ہے۔ انہوں نے فوجی بھرتی کے قانون میں ترمیمات تجویز کرنے پر مسٹر جناح کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں ان کا مہاتما گاندھی سے زیادہ احترام کرتا ہوں کیونکہ وہ مسلمانوں کے حقیقی نمائندہ ہیں۔ کانگرس پارٹی پر تنقید اور مسلم لیگ کی تعریف پر مبنی دوسری تقریریں اورنگزیب خان ایم ایل اے اور ضیاء الدین نے کیں۔

شاد محمد نے جلسے کے اختتام پر کانگرسی وزارت پر تنقید کی اور وزیر صاحبان کو انتباہ کیا کہ اگر انہوں نے زمینداروں کے مسائل پر توجہ نہ دی تو غلہ ڈھیر کی حالیہ گڑبڑ جیسی تحریک شروع ہوجائے گی۔

27-10-38 : کہا جاتا ہے کہ غلہ ڈھیر تحریک کے سلسلے میں گرفتار کئے جانے والے اکثر افراد آنریبل چیف منسٹر کے حکم کے تحت ۲۵ اکتوبر کو رہا کر دیئے گئے ہیں۔

۳۰ اکتوبر کو موضع باکیانہ (ضلع مردان) کے سولہ باشندوں کو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مردان نے دفعہ 107 سی پی سی کے تحت ضمانت دینے کا حکم دیا ہے۔ دفعہ 148/307 آئی پی سی کے ۱۵ میں سے سات افراد کے خلاف فرد جرم عائد کی گئی ہے اور باقی آٹھ کو دفعہ 253 سی پی سی کے تحت نکال دیا گیا ہے۔

فقیر چند وید جو پچھلے کئی دنوں سے گرفتاری سے بچے ہوئے تھے ۶ نومبر کو پشاور شہر میں غلہ ڈھیر تحریک کے سلسلے میں گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

۶ نومبر کو آنریبل چیف منسٹر نے غلہ ڈھیر کا دورہ کیا اور دیہاتیوں کو مشورہ دیا کہ وہ نواب طورو کے ساتھ اپنے اختلافات کا تصفیہ کر لیں جو (نواب) انہیں یقین ہے کہ ان کی ہر ممکن مدد کریگا۔ اطلاع ملی ہے کہ مقامی سوشلسٹوں نے پشاور شہر کے دکانداروں سے ۸ نومبر کو مبلغ آٹھ روپے جمع کیے ہیں۔

فقیر چند کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مردان کے سامنے ۷ نومبر کو پیش کیا گیا۔ اس کا مقدمہ ۲۰ نومبر تک ملتوی کر دیا گیا۔

مولانا عبدالرحیم پوپلزئی اور بدرشی کے میاں اکبر شاہ وکیل کو ۱۰ نومبر کو رہا کردیا گیا۔ اطلاع ملی ہے کہ عبدالرحیم پوپلزئی نے مقامی سوشلسٹوں سے کہا ہے کہ میں اپنے دوسرے ساتھیوں کی رہائی تک جیل میں رہنے کو ترجیح دینا چاہتا تھا۔

۱۱ نومبر کو مسجد قاسم علی خان میں خطبے کے دوران انہوں نے پشاور سے اپنی غیر موجودگی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہ آنریبل چیف منسٹر صاحب کے مہمان رہے ہیں۔

۱۰ نومبر کی شام کو پشاور شہر میں مصطفیٰ کمال پاشا کی وفات کی خبر پہنچی۔ ۱۱ نومبر کی صبح کو پشاور شہر میں احترام کے طور پر ہڑتال کی گئی لیکن سہ پہر کے دوران دکانیں کھلنا شروع ہوگئیں۔ پشاور شہر میں کانگرس پارٹی کے زیر اہتمام دوہزار افراد کا ایک اجتماع منعقد ہوا۔ قاضی محمد اسلم وکیل نے ایک قرارداد پیش کی جس میں مصطفیٰ کمال کی موت پر غم کا اظہار کیا گیا اور ان کے رشتہ داروں اور احباب سے اظہار ہمدردی کیا گیا ۔ قرارداد کی تائید اور مصطفیٰ کمال کی تعریف میں تقریریں کرنے والوں میں آنریبل چیف منسٹر، آنریبل وزیر تعلیم، وزیر خزانہ شامل تھے۔ اس کے بعد زیدہ کے عبدالروف نے پشاور کے شہریوں کی طرف سے قرارداد پیش کی جس میں یورپ کی سامراجی جنگ میں حصہ نہ لینے کا عہد دہرایا گیا تھا۔

قرارداد کی تائید کرتے ہوئے عبدالجلیل ندوی نے فلسطین میں اپنائی جانے والی ظالمانہ پالیسی کا ذکر کیا اور کہا کہ پچھلی جنگ عظیم میں حصہ لینے کے انعام کے طور پر ہندوستانیوں کو رولٹ ایکٹ کا تحفہ دیا گیا تھا۔

شام کو مسلم لیگ نے ۵۰۰ افراد کا ایک جلوس نکالا جس میں ۱۰۰ خاکسار اور ۱۲ مسلم لیگی رضا کار بھی شامل تھے۔ بعد میں ۲۰۰ افراد کا ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ اورنگزیب خان ایم ایل اے ، نے مصطفیٰ کمال کی وفات پر غم کی قرارداد پیش کی اور عبدالمجید سندھی ایم ایل اے عبدالرب نشتر اور پیر بخش نے اس کی تائید کی۔

غلہ ڈھیر تحریک کے سلسلے میں گرفتار شدہ باقی ماندہ گیارہ افراد ۱۲ نومبر کو رہا کر دیئے گئے۔ وہ اسی شام پشاور شہر میں عبدالرحیم پوپلزئی اور دوسرے سوشلسٹوں سے ملے۔ مولانا عبدالرحیم نے انہیں بتایا کہ اگر حکومت ہمارے مطالبات تسلیم کرنے پر راضی نہ ہو تو آپ دوبارہ جیل جانے کیلئے تیار رہیں۔

غلہ ڈھیر تحریک کے سلسلے میں گرفتار شدہ ۱۵ مزید افراد ۱۳ نومبر کو جیل سے رہا کر دیئے گئے۔

۱۵ نومبر کو مقامی سوشلسٹ اپنے دفتر میں جمع ہوئے ۔ اللہ دتہ جنہوں نے چندے جمع کرنے کیلئے حال ہی میں لاہور کا دورہ کیا تھا، مبلغ ۴۵ روپے پارٹی کے سیکرٹری کو دیئے۔ انہوں نے حاضرین کو اطلاع دی کہ پنجاب کے ممتاز سوشلسٹ منشی احمد دین نے خواہش ظاہر کی ہے کہ راولپنڈی میں ۲۶ اور ۲۷ نومبر کو ہونے والی سوشلسٹ کانفرنس میں پشاور کے سوشلسٹ شریک ہوں۔

باکیانہ کے مزارعین کی بے چینی : ۱۵ نومبر کو اے ڈی ایم مردان نے دفعہ 148/307 آئی پی سی کے تحت مقدمات کا حکم جاری کر دیا۔

۱۔ باز گل کو دفعہ 307 آئی پی سی کے تحت دوسال قید با مشقت اور دفعہ 148 آئی پی سی کے تحت چھ ماہ قید با مشقت کی سزا ہوئی۔
۲۔ حکیم خان ۔ اکبر خان اور زارگل کو دفعہ ۱۴۷ آئی پی سی کے تحت ۵۰ ، ۵۰ روپے جرمانہ اور دفعہ ۳۲۳ آئی پی سی کے تحت ۲۵، ۲۵ روپے جرمانہ کی سزا ملی۔
۳۔ سردارا ، اول باز اور عبدالحکیم کو دفعہ 147 آئی پی سی کے تحت ۵۰، ۵۰ روپے جرمانہ کی سزا ہوئی۔
۱۷ نومبر کو پشاور شہر میں مقامی سوشلسٹوں کا ایک اجلاس ہوا اور ایک چندہ کمیٹی ، دیہاتی پروپیگنڈہ کمیٹی، مزدور کمیٹی اور میونسپل لیبر کمیٹی بنائی گئی تا کہ امپیریالزم اور سرمایہ داری کو نیست و نابود کرنے کا مقصد حاصل ہوسکے۔ اجلاس کے آخر میں قراردادیں منظور کی گئیں۔
۱۔ سوشلسٹوں کو ان کی رہائی پر مبارک باد
۲۔ فلسطین میں برطانوی حکومت کی پالیسی پر پت تنقید
۳۔ مصطفیٰ کمال پاشا کی وفات پر اظہار افسوس
۱۳ نومبر کو موضع باکیانہ کے مالکان و مزارعین کا ایک اجلاس مردان میں ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے درمیان تصفیہ ہوگیا ہے۔
30-11-38 : اطلاع ملی ہے کہ عبدالرحیم پوپلزئی دسمبر میں سوشلسٹ پارٹی کیلئے حمایت حاصل کرنے کی غرض سے مردان کا دورہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔
۲ دسمبر کو پشاور شہر میں ہونے والے مقامی سوشلسٹوں کے ایک اجلاس میں

فقیر چند وید نے ضلع ہزارہ میں اپنے دورہ کی تفصیل بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ زمینداروں کی اکثریت سوشلزم کے حق میں نظر آتی تھی اور وہ وزارت سے ناراض تھے کہ یہ کانگرس کے انتخابی وعدے پورے کرنے میں ناکام رہی ہے۔

7-12-38 : ۵ دسمبر کو آنریبل چیف منسٹر نے غلہ ڈھیر کا دورہ کیا اور نواب طورو کے حجرہ میں تین سو کے قریب دیہاتیوں سے ملے۔ انہوں نے حاضرین کو نصیحت کی کہ نواب صاحب سے معافی مانگیں اور نواب صاحب کے ساتھ امن وعافیت کے ساتھ رہیں اور شرارت کرنے والوں کے بہکاوے میں نہ آئیں۔ انہوں نے نواب صاحب کو مشورہ دیا کہ وہ ماضی کو بھول کر انہیں معاف کردیں اور اپنے مزارعین پر اور بھی زیادہ مہربان ہوجائیں۔ انہوں نے تجویز پیش کی کہ مزید کسی مسئلے سے بچنے کیلئے کرایہ کی شرح اور دوسری ادائیگیاں مقرر کردی جائیں۔

7-12-38 : پشاور شہر میں سوشلسٹوں کے ایک اجلاس میں صوبائی کسان سبھا کے مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔

صدر۔ ملک دلاور خان

نائب ۔ امیر عالم خان آف مانسہرہ

نائب صدر ۔ سرفراز خان آف اتمان زئی

نائب صدر ۔ ملک فقیرا خان ایم ایل اے

جنرل سیکرٹری ۔ عبدالغفور آتش آف پشاور

جائنٹ سیکرٹری ۔ پرتھی ناتھ آف پشاور

خزانچی ۔ حکیم عبدالروف ندوی
کمانڈر انچیف ۔ مکرم شاہ آف ڈاگ اسماعیل خیل

9-12-38 : ۸ دسمبر کو کئی مقامی سوشلسٹ پشاور شہر میں جمع ہوئے۔ عبدالرحیم پوپلزئی نے کہا کہ میں راولپنڈی سے ابھی واپس آیا ہوں۔ وہاں میں نے امرتسر کے منشی احمد دین سے ملاقات کی۔ انہوں (منشی احمد دین) نے مجھے خبردار کیا کہ کانگرس سے ہوشیار رہیں کیونکہ کانگرسی رہنما اپنے مقصد کیلئے سوشلسٹوں کو پھانس رہے ہیں۔ عبدالرحیم نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اس کا ثبوت اس حقیقت سے مل سکتا ہے کہ آنریبل چیف منسٹر نے حال ہی میں فقیر چند وید کو ان کے اخبار پر سے پابندی اٹھانے کا وعدہ کر کے پھنسایا ہے۔

فرنٹیر کانگرس سوشلسٹ پارٹی:

10-12-38 : ایک اطلاع کے مطابق اس پارٹی کے اراکین کا ارادہ ہے کہ جونہی مناسب موقع ملے غلہ ڈھیر تحریک کا دوبارہ احیاء کیا جائے۔ عبدالرحیم پوپلزئی اور مکرم شاہ آف ڈاگ اسماعیل ۱۴ دسمبر کو نوشہرہ سب ڈویژن کے پروپیگنڈہ دورے پر روانہ ہوگئے۔

محکمہ دستاویزات میں کانگرس اور سرخپوش سرگرمیوں کے بستہ نمبر ۱۰ کی فائل نمبر ۱۳۲ برائے ضلع مردان کی سی آئی ڈی کی خفیہ ڈائری اور دیگر کاغذات میں بیان شدہ غلہ ڈھیر کے کسانوں کی عظیم الشان عوامی ریلی۔

جب مولانا عبدالرحیم پوپلزئی دوبارہ غلہ ڈھیر پہنچے تو ۲۰ جولائی 1938 ء کی شب کو موضع چوکی میں ایک عظیم الشان عوامی ریلی منعقد کی گئی جس میں سرخپوشوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی جلسہ کی صدارت بھگت رام تلواڑ نے کی۔ جلسے کی کاروائی قرآن پاک کی تلاوت سے شروع کی گئی۔

سب سے پہلے میاں اکبر شاہ آف بدرشی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کوئی چھ سال پہلے سرخ لباس پہننا جرم سمجھا جاتا تھا۔ اور جو لوگ اس جرم کے مرتکب ہوتے تھے انہیں جان سے مار ڈالا جاتا اور ان کے مکانات جلادیئے جاتے تھے۔ اب آپ بلا خوف سرخ لباس پہن سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے تمام مشکلات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا ہے اور انگریزوں پر یہ ثابت کردیا ہے کہ آپ لوگ نڈر اور بہادر ہیں۔ انگریزوں کو شکسٹ کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور انہیں حکومت آپ کے حوالے کرنے سے ہی بن پڑی۔ انگریز اتنے کمزور نہیں تھے کہ وہ آسانی سے حکومت آپ کے حوالے کرتے۔ لیکن انہوں نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ اندرونی گڑبڑ کے باعث وہ اس پر مجبور کردیئے گئے تھے۔ کیونکہ انگریزوں کے تین دشمن ہیں اور ایک ہندوستان ہے۔ انگریزوں کو یہ خطرہ لاحق تھا کہ کہیں ہندوستان جرمنی اٹلی اور جاپان کے ساتھ ان کی مخالفت میں مل نہ جائے۔ جرمنی اور جاپان چند گھنٹوں کے اندر اندر ہوائی جہازوں کی مدد سے انگلستان میں تباہی پھیلا سکتے ہیں۔

آپ لوگ محض سرخ کپڑے پہننے سے آزاد نہیں ہوسکتے۔ لیکن آپ نے انگریزوں کو اتنا تنگ کیا ہے کہ اب آپ کی ان کے ہاتھوں کسی حد جان چھوٹی ہوئی ہے۔ آپ لوگ اس سنہرے موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

کیونکہ یہی آزادی حاصل کرنے کا وقت ہے۔ کیونکہ انگریز اپنے دشمنوں کے ہاتھوں زچ ہو رہے ہیں۔ اور وہ آپ کو راضی رکھنا چاہتے ہیں۔ انگریز آپ کو کم سن کہتے ہیں اور وہ قسطوں میں ہمیں مراعات دیتے ہیں۔

جہاں تک فیڈریشن کا تعلق ہے ہم اسے قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ دھوکے کے سوا کچھ نہیں ۔ آپ کی ایک جماعت اسے قبول کرنے پر رضا مند ہے۔ لیکن اگر یہ ان پر مسلط کردی گئی تو وہ بھی متفقہ طور پر اس کے خلاف سراپا احتجاج بن جائیں گے۔ کیونکہ انگریز کا اس سے مقصد قومی دولت اور فوج پر مکمل کنٹرول رکھنا ہے۔

موجودہ حکومت خان خوانین ، نوابوں اور سرمایہ داروں کی بھلائی کیلئے ہے۔ کیونکہ کسی نے یہ نہیں سنا ہوگا کہ کسی غریب کا بیٹا ڈپٹی کمشنر، کپتان یا تحصیل دار بن گیا ہے۔

انگریزوں کی طرح نوابوں کے بیٹے بھی موٹر کاروں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ اور انہیں غریبوں کا کچھ خیال نہیں ہے۔ اگر انگریز چلے بھی گئے تو پھر خان ، خوانین کے بیٹوں کے ہاتھوں بھی خوار ہونا پڑے گا۔

کیونکہ وہ یہ کہیں گے کہ ہم تعلیم یافتہ ہوگئے ہیں۔ اور غریب لوگ تو ان پڑھ ہی رہ گئے ہیں۔

اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ غریب لوگوں کو مفت تعلیم کی سہولت مہیا کی جائے اور انہیں کتابیں بھی مہیا کی جائیں۔ اور اس کے اخراجات کیلئے سرمایہ داروں پر ٹیکس عائد کرکے فاضل اخراجات سے بچا جا سکتا ہے۔ آخر میں انہوں نے سفید پوشوں اور سرخ پوشوں کے اتحاد پر زور دیا ۔

میاں نکرم شاہ آف ڈاگ اسماعیل خیل نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں کوئی لیڈر نہیں بلکہ غریبوں کا دوست اور آزادی کا متوالا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ صوبہ سرحد کے زمیندار تعلیم اور سیاست میں بہت پسماندہ رہ گئے ہیں۔

دنیا میں ڈاکوؤں کی دو قسمیں ہوتی ہیں ۔ ایک قسم تو غریب لوگوں ہی کی ہوتی ہے جو غربت کی وجہ سے چوریاں اور ڈکیتیاں کرتے ہیں۔ جب کہ دوسری قسم سرمایہ دار ڈاکوؤں کی ہے۔ جو قوم کا خون چوستے رہتے ہیں۔ غریب اور سرمایہ دار بھائی بھائی بن ہی نہیں سکتے۔ انہوں نے زمینداروں (مزارعین) سے کہاکہ آپ لوگ جاگ اٹھیں ۔ باہر کے کسانوں اور مزدوروں نے مل کر اپنے مطالبات کے حق میں زبردست جدوجہد کی ہے۔ اور آپ بھی ان کے نقش قدم پر چلیں۔

ایسی آزادی پر لعنت بھیجو جس میں غریب کا بھلا ہی نہیں۔ خطاب یافتہ حضرات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے یہ خطاب کسی بہادری کی وجہ سے حاصل نہیں لئے۔ بلکہ اپنی غلامی کی زنجیریں مزید مضبوط کرنے کے صلے میں حاصل کئے ہیں۔

میں آپ سب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ غلہ ڈھیر کے کسانوں کی طرح متحد ہوجائیں اور موت سے نہ ڈریں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ نوابوں سے زمینیں چھین لی جائیں۔ لیکن ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ (سرمایہ دار) محض اپنے لئے دو وقت کی روٹی بھی خود حاصل نہیں کرسکتے ۔

ملیر کوٹلہ ریاست میں کیا ہوا ؟ فصلیں اور مکانات جلا دیئے گئے اور زمینداروں

پر گولیاں برسائی گئیں۔ لیکن آخر کسان ہی کامیاب ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے صبرواستقامت سے جدوجہد کی۔

آخر میں انہوں نے سامعین سے کہا کہ کانگرس میں شامل ہوجائیں اور اگر حکومت چلی جائے تو کسانوں کا جھنڈا تھامے رکھو۔ کانگرس اور کسان پرچم برادرانہ رشتے میں جڑے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے مل کر حکومتوں کو کرسیوں سے اتارا ہے۔

مولانا عبدالرحیم پوپلزئی نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا اس کا بڑا حصہ مجھ سے پہلے دونوں مقررین نے اپنی تقریروں میں بیان کردیا ہے۔ اور میرے لئے بہت کم باتیں چھوڑی ہیں۔ میں ایک مذہبی آدمی ہوں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک صحابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ مظلوم کی تو میں مدد کرتا ہوں۔ ظالم کی مدد کیونکر کروں؟ آپؐ نے فرمایا کہ تو اس کو ظلم سے نہ روک۔ تیرا اس کو ظلم سے باز رکھنا ہی مدد کرنا ہے۔

آگے چل کہ مولانا عبدالرحیم صاحب نے کہا کہ موجودہ حکومت کسی (صوبائی حکومت سے خائف۔ نہیں اگر وہ خوفزدہ ہے تو صرف مزدور اور کسان پارٹی سے ہے۔ کیونکہ اس کو معلوم ہے کہ جس دن مزدور کسان متحد ہوگئے تو اس دن ہندوستان آزاد ہوجائیگا۔

مزدور اور کسان جماعتوں نے ہی روس میں حکومت کا تختہ الٹا تھا۔ یہ کسان ہی تو روٹی اور اناج اگاتے ہیں۔ اگر یہ خوراک پیدا نہ کریں تو بڑی بڑی توند والے لوگوں کو کون کھلائے گا؟

آخر میں مولانا عبدالرحیم صاحب نے کسانوں سے کہا کہ وہ باہم متحد ہوجائیں اور اپنے دیہاتوں میں کسان جرگے منظم کریں۔

امیر محمد خان ایم ایل اے اس کے بعد تقریر کیلئے اٹھے۔ انہوں نے دوران تقریر کہا کہ آپ میں سے آدھے لوگ جو جمائیاں لیتے اور اونگھتے ہیں یہ ذہن نشین کرلیں کہ میں شام کو مردان سے پیدل آیا ہوں۔ مردان میں آپ کے کاموں میں مصروف تھا۔ پچھلے چھ سال سے میں اپنی جان ومال کو قوم پر قربان کرنے کا عہد کر رکھا تھا۔

ہم نے کچھ نہ کچھ تو حاصل کر ہی لیا ہے۔ لیکن اب ہر شخص اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مارنے پر تلا ہوا ہے۔ تاہم آپ لوگوں کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ مروجہ قوانین کو ختم کرنے یا قوانین بنانے میں وقت لگے گا۔

مقرر ہمیشہ تصویر کا تاریک رخ ہی دیکھتا ہے۔ کیونکہ اسے اس میں خدشات نظر آرہے ہوتے ہیں۔ آپ لوگوں کو اپنی حکومت کے مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور آپ سب مطالبات آزادی حاصل کر لینے کے بعد ہی پیش کریں۔ میں اسمبلی کے آیندہ اجلاس میں غریب لوگوں کی مشکلات پیش کروں گا۔ آپ لوگ ہوش سے کام لیں۔

اس پر شرکاء جلسہ نے نواب امیر محمد خان کی مخالفت میں نعرے لگانا شروع کردیئے اور صدر جلسہ نے انہیں بیٹھ جانے کو کہا۔ امیر محمد خان اس پر غصے میں آگئے اور جلسے سے واپس چلے گئے۔ وارث خان آف رشکئی نے اس کے بعد اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ امیر محمد خان کا یہ الزام سراسر غلط ہے کہ ہم کسی قانون کو نہیں مانتے۔ یہ حیرت انگیز امر ہے کہ یوپی کی اسمبلی

کے پاس تو زمینداروں کے لئے قانون بنانے کا اختیار ہے، لیکن سرحد اسمبلی کے پاس اس کا اختیار نہیں ۔ مقرر (امیر محمد خان) کو یہ گوارا نہیں کہ اس پر نگاہ دوڑائی جائے۔

قانون ہے کہاں۔ آپ خود یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں کہ کیا ہورہا ہے۔ کل قانون میں خان عبدالغفار کو اپنے صوبے میں داخلے کی اجازت نہیں تھی اور سرخ کپڑوں پر پابندی تھی۔ لیکن آج قانون میں دونوں پابندیاں نہیں ہیں۔ یہ کیسے ہوا؟ یہ سب آپ لوگوں کی طاقت سے ہوا ہے۔ (قانون کے زور سے نہیں) اس لئے میں یہ کہوں گا کہ قانون اصل میں کوئی نہیں۔ اور اس بات کی کوئی وجہ نہیں کہ مناسب قانون سازی نہ کی جائے۔ ہمارے مطالبات شریعت کے مطابق ہیں اور کوئی مطالبہ غیر قانونی نہیں۔

آخر میں انہوں نے سامعین سے اپیل کی آپ علہ ڈھیر کے لوگوں کی طرح آپس میں متحد ہوجائیں۔

صدر جلسہ نے جلسے کے اختتام پر اعلان کیا کہ کوئی بھی شخصیت یا کوئی طاقت جو بھی ہمارے اقتصادی معاملات میں مزاحم ہوگی، ہماری دشمن ہوگی۔ اور ہم انہیں جنگ کا الٹی میٹم دے دیں گے۔ کیونکہ ہم غریبوں کے نان نفقے کیلئے جدوجہد کر رہے ہیں اور وہ انگریزوں ، سرمایہ داروں اور نوابوں کیلئے لڑ رہے ہیں۔

"پختون خواہ کے کسان رہنما"

امام حریت علامہ عبدالرحیم پوپلزئی کی ۴۷ ویں برسی پر تحریک غلہ ڈھیر کے

ایک مجاہد وارث خان آف رشکئی کی صدارتی تقریر (پشتو)

پشاور شہر وگردونواح کے جیالے بھائیو ! آپ پر بہت سی رحمتیں ہوں۔ آپ کے دلیر سیاسی کارکن سلامت رہیں۔ میری تمام دعائیں اور نیک تمنائیں پشاور کے باسیوں اور ان کے سیاسی کارکنوں کیلئے ہیں۔ کیونکہ یہ وہی پشاور شہر ہے جس کو خداوند کریم نے ایک بہت بڑی ہستی عنایت فرمائی تھی۔ ایک ایسی ہستی جس کا ثانی غیر منقسم ہندوستان میں نہ تھا۔

مذہبی علم تو اس ہستی کے خاندان میں مسلسل چلا آرہا تھا۔ جب کہ اس کے علاوہ سیاست، حکمت ، معاشیات اور ایسے لاتعداد علوم اس عظیم المرتبہ ہستی حضرت علامہ عبدالرحیم پوپلزئی نے اپنی خداداد قابلیت کی بنا پر حاصل کر لئے تھے۔ اس بہادر جرنیل کے والد اور والدہ محترمہ بھی ان کی قیدوبند کے زمانہ میں وفات پا چکے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی بہت ہی پیاری بچی بھی ایام جوانی میں اپنے باپ سے ملاقات کی حسرت اپنے ساتھ قبرستان لے گئی تھی۔

یہ تمام دردناک واقعات ایک آہنی حوصلے کے مالک پر گذرتے رہے ۔ اس مستقل مزاج ، صابر مسلمان اور شاکر انسان کا حوصلہ تھا کہ یہ تمام زخم برداشت کرتے رہے۔ وہ یہ سب اس لئے برداشت کرتے رہے تھے کہ ان کو ایک عشق تھا اور عشق بھی دیوانگی کی حد تک۔ اور یہ تھا جذبہ آزادی کا عشق۔

کسانوں پر جو مظالم ہو رہے تھے اس کی فریادیں ہم نے اپنے لیڈروں سے کی تھیں۔ تحریری درخواستیں دیں۔ وزیراعلیٰ ڈاکٹر خان صاحب کو کئی عرضد اشتیں پیش کیں۔ لیکن افسوس کہ خوانین اور نوابوں کے مقابلے میں انہوں نے بے زبان غریبوں سے کوئی ہمدردی نہ کی۔

میں نے پشاور کی مسجد قاسم علی خان میں ایک نورانی صورت کے فرشتہ سیرت انسان حضرت علامہ پوپلزئی کی تقریریں سن رکھی تھیں۔ میں نے گاندھی جی، حضرت مولانا ابوالکلام آزاد، سید حسین احمد مدنی، مولانا حفظ الرحمن، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، جواہر لعل نہرو، بابو سبھاش چندربوس، ڈاکٹر راجند پرشاد وغیرہ کی تقریریں سنی تھیں لیکن جو اثر حضرت مولانا پوپلزئی کی تقاریر نے مجھ پر کیا وہ کسی اور کی باتوں سے نہ ہوا تھا۔ اسی خیال کے تحت میں نے حضرت علامہ پوپلزئی کو پختونخواہ کے کسانوں اور خصوصاً غلہ ڈھیر کے کسانوں پر ہونے والے مظالم سے ایک خط کے زریعے تفصیل سے آگاہ کیا۔

حضرت علامہ عبدالرحیم صاحب میرا خط پڑھتے ہی ایسے حالات میں غلہ ڈھیر پہنچے کہ یہاں سے کوئی بس یا ٹانگہ وغیرہ غلہ ڈھیر کو نہیں جایا کرتا تھا۔ حضرت علامہ صاحب نے اس موضوع پر کسانوں کے مطالبات کی حمایت کا اعلان کرکے حکومت وقت کو لرزہ براندام کردیا۔ کسانوں پر مظالم اور برصغیر کی فرنگی سامراج سے آزادی کے موضع پر حضرت علامہ پوپلزئی نے حاجی صاحب ترنگ زئی، فقیر صاحب آف ایپی، مولانا ابو الکلام آزاد، مولانا حسین احمد مدنی، گاندھی جی، سبھاش چند ربوس اور انڈین نیشنل کانگرس کے تمام اکابرین وجمعیت العلماء ہند کے مقتدر حضرات کے علاوہ ترقی پسند افغان ہیرو

غازی امان اللہ خان اور شاہ ابن سعود سے بھی پیغامات کا تبادلہ کیا۔ اس موضوع پر اگر لکھنا چاہوں تو کتابیں بھر جائیں گی لیکن فرنگیوں سے آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد میں مصروف اس عظیم الشان قومی مجاہد کے واقعات پورے نہ لکھ سکوں گا۔

مجھے آج بھی وہ واقعہ اچھی طرح یاد ہے جب حضرت علامہ پوپلزئی نے غلہ ڈھیر کے قریب سوکئ نامی مقام پر کسانوں کا ایک بہت بڑا جلسہ عام منعقد کرایا تھا۔ یہ سب سرخپوش کسان تھے جو خدائی خدمت گار اور کانگرس کے ساتھ بھی تعلق رکھتے تھے۔ سب غریب کسان ۔ سب نے حضرت علامہ پوپلزئی کی باتیں توجہ سے سنیں۔ اس جلسے میں نوشہرہ ، پبی اور پشاور کے لوگ بھی شامل تھے۔ ہمارے اس جلسے میں ایک پارلمینٹری سیکرٹری جو خود بھی بڑے خان ، تھے شامل تھے۔ انہیں جلسے میں تقریر کیلئے بلایا گیا تھا۔ خیال تھا کہ چونکہ کسان تمام کے تمام سرخپوش تحریک سے وابستہ ہیں تو یہ خان صاحب بھی اس حوالے سے کسانوں کے حق میں بات کریں گے مگر جلسہ عام میں ہم سب ششدر رہ گئے کہ اس خان صاحب نے نواب طورو کی حمایت اور کسانوں کے مطالبات کی نہ صرف یہ کہ مذمت کی بلکہ حضرت علامہ اور ان کے دیگر پشاوری ساتھیوں کو شرارتی قرار دیتے ہوئے کسانوں کو بتایا کہ چونکہ تمہارے بزرگوں نے نواب کے بزرگوں سے وعدہ کیا تھا اس لئے اگر نواب تمہیں بے دخل کرنا چاہے تو دو گھنٹوں کے اندر اندر بے دخلی قبول کر لو۔

جس خان صاحب نے یہ باتیں کیں ان کا تقریری مقابلہ سخت تھا۔ جبکہ حضرت علامہ صاحب اس سے قبل اپنی تقریر کر چکے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا نے سٹیج سیکرٹری کو میرے نام کی پرچی دی اور مجھے قریب بلا کر کہا کہ وارث

خان کسانوں کی باتیں کرو کسی خان وان کی پرواہ نہ کرنا۔ پتہ نہیں ان الفاظ میں کیا جادو تھا کہ میں نے جذبات سے معمور ہو کر جب خان کی تقریر کے بعد تقریر شروع کی تو میرے ہر جملے پر سرخپوش کسانوں کی تالیاں اور زندہ باد کے نعرے گونج اٹھتے ۔ خان صاحب صرف اپنے باڈی گارڈ کے علاوہ ایک سرخپوش کو بھی جلسہ گاہ سے باہر نہ لے جاسکے۔ اور اس طرح خوانین کا ہمارے جلسہ کو بگاڑنے کا ارمان پورا نہ ہو سکا۔ اندازہ لگائیں کہ یہ صرف حضرت علامہ عبدالرحیم پوپلزئی کا میری حوصلہ افزائی کرنے کا کمال تھا تو اس خطیب بے بدل کا اپنا کیا انداز ہوگا۔ یہ صرف وہ لوگ جانتے ہیں جنہوں نے حضرت علامہ کو خود سنا ہو۔ اس واقعے کے اگلے روز حضرت علامہ عبدالرحیم پوپلزئی کے ساتھ ہم بیس افراد کو پشاور جیل پہنچا دیا گیا۔ ہمیں جس بارک میں رکھا گیا تھا اس کے سامنے ایک بڑے نالے کا گزر تھا جس میں دیگر تین نالیوں کی گندگی بھی گزرتی ۔ ہمیں ہر صبح اپنے بسترے بارک سے باہر نکال کر اس نالے کے کنارے ڈالنے پڑتے تھے۔ نالے سے انتہائی بدترین بدبو اٹھتی تھی۔ جیل میں علی الصبح ناشتہ کے لئے مٹھی بھر چنا کھانا بہت ہی ناگوار لگتا تھا۔ حضرت علامہ ایسے موقعوں پر دیگر اقوام کی آزادی کیلئے دی جانے والی انتہائی بڑی بڑی قربانیوں کا ذکر کرتے تھے۔ حضرت ہم سے فرماتے تھے کہ اپنے حصے کا چنا یہ سمجھ کر کھایا کرو کہ چنا نہیں بلکہ اعلیٰ قسم کے بادام ہیں۔ اور اس نالے کی بدبو کو توجہ میں نہ لاؤ بلکہ یہ تصور کرو کہ ہم سب دریائے کابل کے کنارے بیٹھے ہیں۔ حضرت فرماتے کہ یہ آزادی کے لئے سب سے کمزور قربانی کا حصہ ہے۔ اور واقعی حضرت کی پر اثر باتوں کا ہم

پر بہت ہی اچھا اثر پڑتا۔ حضرت کبھی کبھی کسی قوم کی آزادی کیلئے دی جانے والی قربانی کا ذکر کرتے ہوئے آبدیدہ ہو کر کہتے ساتھیو! ابھی ہم نے آزادی کی بہت بڑی قیمت ادا کرنی ہے۔

انہی دنوں جب گرمی پڑ رہی تھی۔ اوپر سے ماہ رمضان آپہنچا۔ جیل انتظامیہ نے حاتم طائی ہونے کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت علامہ کی سخت بیماری کی حالت میں ایک پاؤ دودھ مقرر کیا۔ ہم سب کے بے حد اصرار پر بھی اس دودھ کا ایک گھونٹ بھی حضرت علامہ نے حلق سے نہیں اتارا۔ بلکہ روزہ افطار کرتے وقت ملنے والی پانی جیسی چائے میں دودھ ملا کر اپنے دیگر بیس ساتھیوں کے ساتھ ہی مساوی طور پر اپنا حصہ چائے پیتے ۔ وہ برائے نام چائے! ایک شام جب مجھے بخار ہوا۔ حضرت علامہ نے تمام رات میری تیمارداری کی اور تین دن تک مجھے روزہ رکھنے نہ دیا۔ پھر چوتھے دن سے روزہ رکھنا شروع کروایا۔ ماہ رمضان میں حضرت علامہ روزے کی اہمیت پر مذہبی نقطہ نگاہ کے علاوہ انسانی کردار کی پختگی، حوصلہ اور ضبط نفس کے ساتھ ساتھ میڈیکل سائنس کے حوالے سے روزے کی اہمیت بیان کرتے۔

میں معذور اور بوڑھا شخص ہوں جو جسمانی حوالے سے اب تحریر، تقریر اور حافظے کو ایسے نہیں پارہا ہوں جیسے کبھی ہوتا تھا۔ لیکن اس بات کی اجازت دیں کر کہہ دوں کہ آج جو ہم سیاسی آزادی کی فضاء میں سانس لے رہے ہیں تو یہ برکت ہے اور یہ ثمر ہے مجاہد اعظم امام حریت علامہ عبدالرحیم پوپلزئی کی ان قربانیوں کا جس کو حضرت علامہ نے دن رات ایک کرکے آگ اور خون کا سمندر پار کرکے ہمارے بچوں کی خوشحالی کیلئے قانونی اور پرتشدد دونوں

راستوں سے منہ نہ موڑ کر ہمارے لئے ایک مثال چھوڑی ۔ کاش کہ ہم اپنے آپ کو جمہوری حکومت کہنے والے آج کا دن سرکاری اہتمام سے مناتے اور محسن انسان کے کارنامے لوگوں کو بتاتے۔ یہ کوئی نئی بات نہ ہوتی بلکہ پوری دنیا کے آزاد ممالک میں ایسا ہوتا رہتا ہے۔ مگر افسوس کہ ہمارے یہاں ایسٹ ایڈیا کمپنی کے وفاداروں ، سکندر مرزا جیسے بے شمار لوگوں نے تاحال یہاں کے مقتدر ٹولے میں اپنے آپ کو ایڈجسٹ کر رکھا ہے۔ اور پورے نظام کو ایسٹ انڈیا کمپنی کی روح کو تسکین پہنچانے کیلئے فرنگی سامراج کے دشمنوں کو تا حال معاف کرنے پر تیار نظر نہیں آتے۔

میں حضرت علامہ عبدالرحیم پوپلزئی کے قابل احترام خاندان کے ایک جیالے نوجوان ڈاکٹر عبدالجلیل پوپلزئی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے اپنے عظیم المرتبت دادا کے مشن کو آگے بڑھانے کا علم اٹھا رکھا ہے۔ اور اس سلسلے میں مختلف کتابیں بھی مرتب کر رکھی ہیں۔ اور مزید ارادہ رکھتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے اس محترم جذبے کو برقرار رکھیں گے۔ میں پشاور شہر کے لوگوں اور علامہ عبدالرحیم پوپلزئی اکیڈمی کے منتظمین کا از حد ممنون ہوں کہ تاریخی شخصیت حضرت علامہ پوپلزئی کی برسی کے جلسہ عام کی صدارت کا شرف مجھے بخشا۔ وہ بھی اس مقام پر جس بازار میں حضرت علامہ کی قیادت میں ہمارے عوام نے فرنگی سامراج سے خونین ٹکر لے کر ۲۳ اپریل ۱۹۳۰ کی تاریخ اپنے سرخ خون سے رقم کی تھی۔ حاضرین اس عمر کی اس حد کو پہنچ چکا ہوں کہ آج کل ہی میں حضرت علامہ کے پاس پہنچنے والا ہوں۔ انہیں مبارک باد دوں گا کہ ان کے خاندان اور پشاور شہر

میں ابھی وہ چنگاریاں اس ڈھیر میں چمک رہی ہیں جس پر آپ کے مشن کا علم لہرا رہا ہے۔

آخر میں یہ نعرہ دوں گا کہ حضرت علامہ عبدالرحیم پوپلزئی کے مقصد سیاسی واقتصادی آزادی تک جدوجہد جاری ہے۔

والسلام

۳۱ مئی ۱۹۹۱ء

نوٹ : مندرجہ بالا تقریر ۳۱ مئی ۱۹۹۱ء کو امام حریت علامہ عبدالرحیم پوپلزئی کی برسی پر منعقد ہونے والے ایک جلسہ عام میں قصہ خوانی چوک میں صدر جلسہ وارث خان آف رشکئی نے کی تھی۔ اس جلسے میں مختلف سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے حضرت امام حریت کو خراج تحسین پیش کیا۔ ان میں افراسیاب خٹک (پختون خواہ قومی پارٹی) سید قمر عباس (پاکستان پیپلز پارٹی) قاضی فضل اللہ ایڈوکیٹ (جمعیت العلماء اسلام) صاحبزادہ قاری محمد اسلم (خاکسار تحریک) عبدالجلیل جان (جے یو آئی) زبیر انجم ایڈویکٹ (جے یو آئی) اور سید رسول شاہ ابو لوفا مشتاق مولائی وغیرہ شامل تھے۔ جلسہ کے مہمان خصوصی مولانا سید امیر شاہ قادری (جمعیت العلماء پاکستان) تھے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض پختون خواہ قومی پارٹی (اُس وقت قومی انقلابی پارٹی) کے رہنما بابو فضل خالق نے انجام دیئے۔

فکر و شعور پیدا کرنے والی کتابیں

حریت نامہ بنوں	ڈاکٹر عبدالجلیل پوپلزئی	-/30 روپے
عوامی جدوجہد آزادی	ڈاکٹر عبدالجلیل پوپلزئی	-/100 روپے
صوبہ سرحد کی انقلابی تحریکیں	ڈاکٹر عبدالجلیل پوپلزئی	-/125 روپے
روحانیت اور عوامی تحریک	ڈاکٹر عبدالجلیل پوپلزئی	-/50 روپے
ہزارہ کے مظلوم عوام اور علامہ عبدالرحیم پوپلزئی	ڈاکٹر عبدالجلیل پوپلزئی	-/65 روپے
اچھوت خاکروب مفتی اسلام کی قیادت میں	ڈاکٹر عبدالجلیل پوپلزئی	-/45 روپے
قصہ خوانی کا معرکہ آزادی	ڈاکٹر عبدالجلیل پوپلزئی	51/-
تحریک غلہ ڈھیر	ڈاکٹر عبدالجلیل پوپلزئی	-/65 روپے
شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک	مولانا عبیداللہ سندھی	-/75 روپے
شاہ ولی اللہ کا فلسفہ	مولانا عبیداللہ سندھی	-/80 روپے
مولانا عبیداللہ سندھی حالات، تعلیمات، سیاسی افکار	پروفیسر محمد سرور	-/75 روپے
مولانا عبیداللہ سندھی اور ان کے ناقد	مولانا سعید احمد اکبر آبادی	-/80 روپے
خطبات و مکالات	مولانا عبیداللہ سندھی	-/50 روپے
قرآن کا مطالعہ کیسے کریں	مولانا عبیداللہ سندھی	-/36 روپے

المحمود اکیڈمی عزیز مارکیٹ اردو بازار : لاہور